شیریں خسرو اردو نظم بالتصویر تصنیف منشی گوبند پرشاد فضا —

بنجارہ نامہ تصنیفات نظیر ہے یہ قصہ مشہور ہے

لیلی مجنوں اردو تصنیف میر تقی مرحوم موہن تخلص

بہار دانش — منظوم تصنیف طپش —

اسپ و زنگین یہ کتاب مجموعہ حکایات دلنشین بطور ریختہ کے ہے

قصہ شہزادہ سپاہی زادہ — بالتصویر

قصہ سوداگر بچہ المعروف بہ بحر دانش ایک سوداگر بچہ کا قصہ ہے —

قصہ سیاہ پوش مطبوعہ مطبع اسعدی

قصہ قاضی جونپور دل لگی کا قصہ ہے

مقابلہ عقل و حمق —

ثنا نامہ اردو نظم تصنیف لالہ مولچند تخلص منشی

سنگھاسن بتیسی نظم تصنیف شادی لال چین

طلسم شایان یعنے داستان امیر حمزہ منظوم مع تصویرات

فسانہ معقول مصنفہ مولوی سید غلام حیدر خاں صاحب بہادر —

آئینۂ معقول یعنے قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا

و دیگر فرزند خلیفہ بغداد مصنفہ سید غلام حیدر خاں صاحب بہادر

قصہ سوداگر بچہ مشہور و معروف ہے —

قصہ گوپی چند بھرتھری اردو مشہور قصہ

قصہ جمجمہ بادشاہ مشہور قصہ ہے

قصہ شاہ روم منظوم قصہ مشہور —

قصہ ماہی گیر منظوم قصہ مشہور —

قصہ شیخ منصور منظوم مشہور —

جوگن نامہ تصنیف میاں باطن صاحب اکبر آبادی —

قصہ مقبول جو باسم معروف باسم تاریخی فسانہ عجم مشہور —

مثنوی ابر کرم فسانہ دلچسپ مصنفہ جناب میر احمد صاحب تخلص امیر مطبوعہ مطبع نظامی

بکٹ کہانی — تصنیف مولوی الہی بخش صاحب بطور بارہ ماسہ —

قصہ سورج پور — ایک زمیندار کا فسانہ

طلسم حیرت بجواب فسانہ عجائب نہایت عمدہ نثر ہے

مجمع ہمت تصنیف جے گوپال تخلص بہ تاقب مطبوعہ و تحسین مند —

جادۂ تسخیر تصنیف عالیجناب نواب محمد حیدر علی خاں صاحب بہادر —

الفضا — کا مختصر خلاصہ —

نورتن فسانہ مشہور تصنیف محمد بخش صاحب مہجور

سرمایۂ تصویر غم تصنیف حکیم اشرف علی صاحب متخلص بہ عسرت —

سیر مقبول تصنیف مولوی غلام حیدر خان صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ —

مثنویات قصص نظم و نثر فارسی

مثنوی مخزن اسرار تصنیف مولانا نظامی

مثنوی تحفۃ العراقین محشی تصنیف حکیم خاقانی

مثنوی تحفۃ الاحرار تصنیف ملا جامی رحمۃ اللہ

ایضاً بشرح بالا —

مثنوی یوسف زلیخا جامی محشی تیسری مرتبہ چھاپی گئی

ایضاً مثنوی یوسف زلیخا جامی مع مصرع

متن حاشیہ میں محشی ہے

یوسف زلیخا ناظم ہروی بجواب یوسف زلیخا جامی رحمۃ اللہ —

زلیخا فردوسی کلاں تصنیف فردوسی —

یوسف زلیخا فردوسی منظوم جو سعید کر کے طبع ہوئی

دیوان قلق مظہر عشق نام تصنیف شاعر شیرین زبان خواجہ اسد علی خان قلق کا۔
ہنجار سالک یہ ایک دیوان عمدہ نتیجہ طبع مرزا قربان علی بیگ خان تخلص سالک سے ہے
ہفت خوان منظوم — تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب —

کتب قصہ جات اُردو

الف لیلہ نثر - تصنیف منشی طوطارام شایان مشہور۔
الف لیلہ نظم - پہلی جلد مرزا اصغر علی خان النسیم دہلوی کی تصنیف ہے اور دوسری و تیسری جلد منشی طوطارام شایان کی تصنیف اور چوتھی شادی لال چمن کی ہر ایک کا رنگ و مضمون علیحدہ۔
سروش سخن یہ جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین سوددی۔
باغ و بہار معروف قصۂ چار درویش تصنیف میر امن دہلوی مشہور
فسانۂ عجائب نثر - از مرزا رجب علی بیگ سرور با تصویر
فسانۂ عجائب نثر - بالتصویر کاغذ عمدہ —
مجموعۂ قصص اس مجموعہ مین قصہ شاہ روم و قصۂ مجرب بادشاہ و قصہ منصور و قصہ سوداگر بچہ و قصہ ماہی گیر وغیرہ عمدہ چھپا ہے
پدماوت بھاکھا مترجم از تصنیف شاہ ملک محمد جائیسی۔
پدماوت مترجم یہ ترجمہ منشی احمد علی مرحوم مطبوعہ مطبع شعلۂ طور کانپور —
پدماوت اُردو مولوی قاسم علی صاحب بدایونی نے بھاکھا کی پدماوت کو شعر و دوہرہ بہ وہ ہو نظم فرمایا ہے۔
پدماوت اردو نظم مشہور تصنیف عبرت و عشرت
پدماوت فارسی النظم تصنیف رازی شاعر معروف مطابق قصہ اردو سکے فصاحت و بلاغت مین پاکیزہ —
گلزار نسیم نسیم لکھنوی کی تصنیف سے یادگار ہے —
سبیل تحقیق تفسیر تصنیف مولوی رفیع الدین صاحب کیل
فسانۂ عجائب منظوم —
وقایع راجکمار ایک فسانہ ہر ایا ہوش ربا دہ کہ طبع پر جوش کنور جگت سنگہ خلف الصدق مہاراجہ بالسنگہ کے حالات میں
مثنوی میر حسن اردو مشہور و معروف ہے —

نل دمن اُردو قصۂ نل و دمن کا اُردو مین منظوم ہے
سنگھاسن بتیسی نثر راجہ بھوج کی قصہ جات سنسکرت سے اردو مین ترجمہ کیا ہے بالتصاویر —
بیتال پچیسی نثر راجہ بکرم کے حالات اور جوانمردی کا قصہ مع تصاویر —
ہدیۂ النظار منظوم مولوی ممتاز علی سندیلوی —
سیجی بہادری مصنف و مترجم جناب بابو شیو پرشاد صاحب بہادر —
الف لیلہ نثر — ہر چار جلد مطبوعۂ مصطفائی —
گل بکاولی نثر نہال چند شاہجہان آبادی کی تصنیف
طوطا کہانی تصنیف سید حیدر بخش قصۂ نہایت دلچسپ
مجموعۂ چوہے نامہ و بلی نامہ مشہور قصہ بالتصویرات چھپا ہے —
قصۂ گل و صنوبر تصنیف سیم چند کا ہے —
زلیخا اُردو تصنیف متخلص بہ نگار سے مشہور ہے
آرائش محفل تصنیف حیدر بخش
ایضاً — بالتصویر ایضاً —
داستان امیر حمزہ نہایت عمدہ زبان مین بالتصویرات ہے —
گلزار ابراہیم حضرت ابراہیم ادہم کا قصہ —
چشمۂ شیرین فرہاد و شیرین کا دلچسپ قصہ —
پرکالۂ آتش نادر قصہ ہے تصنیف طوطارام مرحوم شایان کا —
نو طرز مرصع قصۂ چار درویش اردو مین مسجع لکھا ہے —
بستان حکمت ترجمۂ انوار سہیلی کا مشہور مؤلفۂ حضرت گویا —

بسالش فی البدیہہ گفت ہاتف
بروایں شعلہ زار عالم عشق
طرفہ بشگفت شعر رنگینش

جزاک اللہ فی الدارین خیرا
نور از مہر تابشش از مریخ
گفت مظلوم باگل تاریخ

ایضاً

شد چو مرتب چمن نو بہار
تازہ تر از برگ درختان سبز
طرفہ سرو شے کہ بخواب خنز
زآفات این گلشن بیخزان

یعنے کتاب شعراے کبار
نور فزاے نظر ہوشیار
گفت بگو معرفت کردگار
نگہدار یا خالق عاشقان

طرفہ ہوا مرتب گلشن ہنروروں کا
ہاتف سے گوش زد ہے تاریخ تعمیہ آج
غیب سے ہاتف نے یہ مژدہ دیا

بقدر جسکے آگے مجمع ہے ساحروں کا
کیا بے بہا ہوا ہے تحفہ یہ شاعروں کا
باغ اردو بے بہا اب یہ ہوا

کہا پیر خرد نے نے الحقیقت
شعر نہیں بلکہ بگوش جہان
لکھا سبہم سال بھی مظلوم نے
مجموعہ یہ ہوا ہے مملو ز شعر استاد
دیکھہ مجموعہ کہا ہاتف نے

بجا ہے آج گلدستہ طریقت
عقد ثریا ہیں یہ آویختہ
کہہ غزل وراگ گل ریختہ
کہہ سال تازہ شعروں بازار عاشق آیا
چھاپے اشعار نہایت اچھے

فہرست مجمع اشعار دیوان فارسی موسوم بمرات العاشقین

زہے شورش فزائے بزم ابرار
یہ طرفہ مجمع اشعار عشاق
کرے جب محفل عشاق کو گرم
ہوا ہے طبع دیوان جلوہ آرا
بہار گلشن اشعار کو دیکھ
نوادر بوستان عشق ہے یہ
الٰہی یہ بیاض شعر رنگین
کوئی تاریخ موسے سے رقم ہو
کہا ہے اسطرح پیر خرد نے

ہے بہر غنچہ لبان نو چمن زار
کہ جسمین چیدہ چیدہ گل ہین بیخار
نئے انداز سے دکھلا رخ یار
بتان چین جو ہین نقش دیوار
رہے ہے شر رنگین ہو حسن گلزار
طرب افزا بچشم ہر خریدار
ہو بنت نور سواد چشم اخیسار
رہے تا یادگار از عاشق زار
کہ لاثانی ہوا ہے جنگ اشعار

ایضاً

ہوا ہے یہ جب طبع دیوان تمام
ہوئی چاہ موسے کو تاریخ کی
یہ دی ہاتف غیب نے تب ندا

کہ درج اسمین ہر اک ہی رنگین کلام
رقم طرفہ تر یادگار دوام
کہ ہے یہ گلستان خوبی مدام

ایضاً

مجمع الاشعار نسخہ ہے عجیب
مین نے پوچھا تو خرد نے تب مجھسے یون

چاہیے تاریخ اسکی برملا
طرفہ الاشعار آمادہ کہا

این چند مادہ تاریخات بندۂ درگاہ کریم محمد حسین ابن محمد سلیم فراہم آوردہ اگرچہ قابل اشتہار نیست اما بپاس خاطر عزیز باتمیز مؤلف کتاب محمد ابراہیم صاحب موسیٰ بر ورق ثبت نمودہ است تا ناظرین از سعی و عرق ریزی او حظ وریابند و نیز التماس بخدمت ارباب سخن بلند ہمت والا قدر آن دارم کہ نظر بر سہو و خطا نہ نمایند العفو عند کرام الناس مامول

اس چمن کی رقم ہو گیا تاریخ
ہمہ مجموعہ از شعر دل آرا

بہر تاریخ ہے بنا تاریخ
مرتب شد ز موسے آشکارا

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

چونچ مین داب کر سر لکھیا | کچھ نہ بولے سوا ہڑے کے

از مولانا فخر الدین صاحب حسب فرمایش فریزر صاحب بہادر

آج اختہ بندھا طویلے مین | الٰہی خانہ انگریز کر جا

تمت

تاریخ از نتایج افکار عالی مقدار سخن سنج کلام شناس بلبل شاخسار حدیقۃ الاطیاب در آبدار بحر الانجاب کشاف دقایق خفی و جلی جناب فضیلت مآب غلام علی صاحب جھری سکنہ بمبئی

کیون نثر نگین نہووی بھی باغ از بہار نظم
طرفہ کھلا ہے ابر فلک شعلہ زار نظم

مجموعۂ طلسم ہے رنگین بیاض شعر
محسود گل ہے ہر ورق زر نگار نظم

موسی سے انتخاب ہر گلدستۂ بہار
ہر بیت شاہ بیت ہے آئینہ دار نظم

ہر اک غزل ہے رشک غزال سواد چین
مرغوب بلبل چمن جویبار نظم

دکھلائی ہر نقاب اوٹھا رخ ہے ہر گھڑی
ہر لفظ حسن شاہد سیمین عذار نظم

اشعار آبدار و مضامین نئے نئے
پیہم روان ہین قافلہ سان از دیار نظم

گویا نظیر عقد ثریا ہین زیر چرخ
در سلک انتخاب در شاہوار نظم

سرگرم اس سے محفل عشاق ہی سدا
مستون کے بزم مین ہے دوبالا خمار نظم

نکلے ہے اب کہ طرفہ مزامیر سے صدا
سر باندھا اوسکا اہل طرب نے بتار نظم

سودا نظیر و جرات و انشا کی ہر غزل
ہے زیب بخش کشور دار الوقار نظم

شہباز فکر اہل دلان سر باوج ہے
کیون مرغ دل نہووی ہی اسد شکار نظم

از بہر سال بلبل طبع علی نے اب
باندھ آشیان باوج سر شاخسار نظم

چاہا رقم ہو ہر ورق گل نوک کلک
آئی ہے غیب سے یہ ندا لالہ زار نظم

این مادۂ تاریخ را جناب قاضی غلام علی صاحب جھری لسلک نظم آوردہ بودند

حال جان بازی کا مین کس سے کہون | جس سے کہتا ہون وہ ہی سنتا نہین
ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہے ابرو دیکھکر | دیکھ یون بن کر کے نکلا آج اور شکل ہلال
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنا | ایک بوسے کو لے سکتا ہے

مناجات

الٰہی بحق رسول انام + | محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
بآل و باصحاب ختم رسل | مجھے دے مرادین مری جز و کل
مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھہ | یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھہ
شراب محبت پلا دے مجھے | تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے
کر ایمان اسلام پر خاتمہ | طفیل نبی و علی و فاطمہ
الٰہی ہزارون درود اور سلام | پیمبر پہ نازل تو فرما مدام

تواریخات متقدمین

مظہر

مظہر کا ہوا قاتل جو یک مرتد شوم | اور اسکی شہادت کی خبر ہوئی جو معلوم
تاریخ وفات اسکی کہی از رہ ورع | سودا نے کہا کہ ہای جان جانان مظلوم

آہ مرزا رفیع دنیا سے | جا کے جنت مین جب مقیم ہوا (سودا)
درد فرقت سے اوسکی مثل قلم | اہل معنی کا دل دو نیم ہوا
گل سے نا خار اس چمن مین تھا | خاک بر سر وہ جون نسیم ہوا
سال تاریخ کی تھی مجھکو تلاش | کیونکہ بس حادثہ عظیم ہوا
اسمین پیر خرد نے از سر ہوش | یہ کہا اب سخن یتیم ہوا
میان منٹھو جو ذاکر حق تھے | رہا دن نام حق رٹا کرتے (میان منٹھو)
گریہ موت نے جو آدبا | مضطرب ہو گے اور گھبرا کے

روٹھنے کا عبث بہانا تھا
مدعا تمکو یاں تک آنا تھا

ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہی
کاسۂ نرگس میں جون شبنم رہی

دل جس سے لگا بادہ ہوا دشمن جانی
کچھ دل کا لگانا ہی نہین راس ہمین ہے

یا الہی یہ کس سے کام پڑا
دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر
کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

جس طرح لگی دل کو مری چاہ کسو کی
اوس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کی

جی تک بھی اگر چاہو تو وسواس نہین ہے
کچھ اور جو ڈھونڈھو تو مرے پاس نہین ہے

یار پردے مین ہے اور عیش ہی پوشی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پئے جاسوسی ہے

شمع کی طرح کون رو جانے
جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہ رو ہے اور ہم ہین

یوسف نے میری کھولی ہین چاہ کر اپنے بند
تہ کر رکھو نسیم سے کہدو قبا ہی گل

میری دلکی طپش تو کیا جانے
مین ہی جانون و یا خدا جانے

کیون نہ مین قربان ہوان جب وہ کہے نازسے
ہمکو جفا کا ہی شوق اہل وفا کون ہے

بے منصفی اور راہ بہت بیداد گر ایسی
چاہت تری غیرون کو بھی ہوگی مگر ایسی

ہم بزمی دشمن کو چھپانا ہی تھا قاصد
کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

دل ہمین دو چار دن گر اپنا تم دو مستعار
اوسکو سکھلا دین وفا ایسی کہ ہو وے بیقرار

دلبر مجھے اسواسطے کہتی ہے یہ سب خلق
تا مجھکو تو دلبر ہی سمجھکر کبھی آوے

ہے جو گھٹ آپ کی اور سر ہمارا
قیامت تک یہین ٹکرائینگے ہم

قسمت مین ہمارے نہوا ہائے صد افسوس
اک روز لیٹ کر شب مہتاب مین سونا

اپنے آنے کی جو سناتے ہو
شیخی ناحق یہ تم جتاتے ہو

اوسپہ قسمین جو تم کھلاتے ہو
مدعا یہ کہ دل بڑھاتے ہو

برسات جسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
گرمی کے مارے ناک مین آئی ہو میری جان — تہ کر کے رکھہ پٹارے مین آنچل کی اوڑھنی
آئی لچک کمر مین مرے لوگو دوڑیو — گھٹنے تلک تو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی
بہاری نبت منگا دے تو رنگین نگاوریز — نے ٹھہرتی ہے سر پہ مرے مل کا اوڑھنی

غزل ماہ لقا

اجل کے سامنے رستم گیا سو پھر نہ پھرا — ہمارے چشموں سے جو غم گیا سو پھر نہ پھرا
لڑائی کرتی ہین چہرے پہ دونون زلف سیاہ — جو گلعذار کا موسم گیا سو پھر نہ پھرا
بھروسا مت کرے ظالم یہ اپنی ہستی کے — یہ جسکی ہستی کا عالم گیا سو پھر نہ پھرا
عجب وہ منزل و مسکن ہے مجھکو حیرت ہے — جہان سے جو کوئی ہمدم گیا سو پھر نہ پھرا
اوداس ہو کے صنم صبح کو گیا افسوس — بہار رونق شبنم گیا سو پھر نہ پھرا
اوسے نہ شیخ سے مطلب نہ برہمن سی کام — جو راہ عشق مین آدم گیا سو پھر نہ پھرا
غرور مت کرے تو حسن پر اے ماہ لقا — عدم کی سیر کو آدم گیا سو پھر نہ پھرا

نواب آصف الدولہ بہادر

ساقیا دی سے چھکا دی کہ بہکتے جاوین — برق کی طرح جدہر جاوین چمکتے جاوین
جہان مین جہانتک جگہ پایئے — عمارت بناتے چلے جایئے

دولہن بیگم صاحبہ

ایسی کمظرف نہین ہم جو بہکتے جاوین — مثل گل جاوین جدہر کو تو مہکتے جاوین
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک — خانہ دل جو گرا ہووے تعمیر کرو

جینا بیگم

گہہ گہہ کھینچی تھی جمدھر وہ وہ دست مین خونی
مہ مہ مارنے وحشت ضہ ضہ ضرب کچھن کا

ریختی جان صاحب لکھنوی

چھوٹی خانم کا مجھے دے گیا بھائی انگیا
منجھلی کیا پہنون تری وہ تو نہ بھائی انگیا

چھوٹا کپڑا ابھی تیرے لطف کی پر چیز یہ ہے
سارے جوڑے مین تو نندی کو خوش آئی انگیا

حسن جاتا رہے پر چھاتیون کا روپ دکھا
صدقے اس عقل کے جسنے یہ بنائی انگیا

تیری چھاتی تھی مری سوت کا کپڑا پہنا
سارے کنبہ کی کرے گی یہ صفائی انگیا

کس سے ملوائی گئی تھی بانی مل کر بھٹنی
باندی بیہوش کہان کھو کے تو آئی انگیا

کیون نہ جامے سے مین باہر ہون بھلا مغلانی
اودھڑی دو بار مگر ٹھیک نہ آئی انگیا

دم بدم ٹوٹ کے ہین اس سے ستارے جھڑتے
ہری مہتاب بنی گویا ہوائی انگیا

گوٹہ اون چھاتیون سے ٹیکے اسے جو پہنے
مین تو کوسونگی مری جسنے چرائی انگیا

اب بھلی مانسین کیا پہنین جو پہنائین انھین
انھی جورون کو موے کنجڑے قصائی انگیا

جان صاحب کوئی کیا آج بلایا محرم
عطر فتنے کا ملا خوب بسائی انگیا

ریختی انشا

چیچھنی ہے نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لا ری انگیا

گوکھرو لہر ہنت ٹانک ستارے کیا چیز
اس سے ہو جاتی ہے کمبخت گنواری انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائی تھی آئی نہ پسند
بیگما جی نے وہ مہرآن کے ماری انگیا

دنگا مشتی باجی اب کس سے ہوئی تھی کہو
پھٹ گئی آپ کی جو ساری کی ساری انگیا

تھی عجب کوئی سگھڑ جسنے یہ کاڑھی بوٹی
واچھڑی بن گئی اک پھولونکی کیاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہین چھو جو گیا تو بولین
تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

ریختی رنگین

مین کبھی اوڑھنے کی نہین کل کی اوڑھنی
باجی مجھے منگا دی جھلاجھل کی اوڑھنی

مرے جو آشنا ثابت ہین مولا انکا ضامن ہے
سر دشمن کو اسد اللہ کی تلوار کو سونپا

غزل عالم

وہ اک دن دیکھیو بیشک جہان روز جزا ہوگا
گنہگارونکی بخشش کو وہان فضل خدا ہوگا

صراط المستقیم اوپر وسیلہ سبز پیمبر کا
شفاعت کو قیامت مین محمد مصطفے ہوگا

یہی ہے جام کوثر کا مجھے دینگے تکلف سے
کہ جسدن ساقی کوثر علی مشکل کشا ہوگا

کرینگے خون کا دعوی وہ جب خیر النسا آکر
حسن بخشش کو امت کے شہید کربلا ہوگا

نقی ہے اور تقی ہے اور محمد عسکری ہادی
قتل کرنے کو کفارون کے مہدی ہدا ہوگا

ہین باقر جعفر و کاظم ہمیشہ رہنما سب کے
سبھون کی پیشوائی کو علی موسی رضا ہوگا

تنزل حشر کے دن ہے طرح ہوویگا شور محشر
گروسامان آخر کا مذہب کا خدا ہوگا

عرض یہ اب جناب کبریائی مین ہی عالم کی
کہ جاوے درد عالم کا غزل کا یہ صلا ہوگا

غزل

آج پھر اس کوچۂ جانان مین جانا چاہیے
اک دفعہ قسمت کی تئین پھر آزمانا چاہیے

سب بہار آخر ہوئی باقی رہا جوش جنون
دھجیان دامان صحرا کی اوڑانا چاہیے

آوینگے اور باغبان گلشن مین در وقت سحر
آب شبنم سے گلون کا منہ دھلانا چاہیے

مین کہا عاشق ہون تیرا وہ لگا کہنے کہ یون
تو ہی دیوانہ سخن تیرا نہ مانا چاہیے

کسطرح لیٹون تجھے اور یون بغل مین ناز نین
وصل کی شب کو فقط پھولون کا گہنا چاہیے

غزل

ا ا ا ایک دلبر پہ پہ پہ پیارا ہمن کا
نہ نہ نہ لگا تھا گھر سے کہ کہ کہ کر عزم چمن کا

فہ فہ فہ فارسی غزلین جہ جہ جہ جاتا تھا کہتے
لہ لہ لہ لالہ جو کرتا سہ سہ سہ سیر چمن کا

شہ شہ شہ شبنمی جامہ چہ چہ چہ چست قطعہ سے
بہ بہ بہ بر مین کھبا تھا ہہ ہہ ہمرنگ سمن کا

جو جو جو جوہر یکدم تہہ تہہ تہہ تھا چیز عجب کچھ
وہ وہ وہ وصف کہون کیا غہ غہ غنچہ دہن کا

پہلے مجنون کی طرح عشق مین شیدا ہو بھٹک
پھر ترا کوی بتان ہوئیگا مسکن پیچھے

غزل دلکش

یار کے ہاتھ سے مشاطہ نے پایا بیڑا
طاقت و ہوش کی رخصت کا یہ آیا بیڑا

دل سوی مے رنگین گذر نے نہین آج
کہ عوض بوسے کے انعام مین پایا بیڑا

زلف ورخسار تو ہین آفت جان پر میرے
خون کا اس لب خندان نے اوٹھایا بیڑا

جان سپاری نکرین کیونکہ اب اس فرق سے ہم
بسکہ چترائی سے کافر نے بنایا بیڑا

خون بہا اپنا کیا مین تو گنہگار نہ ہون
پاندان سے ترے کل ہین نے چورایا بیڑا

سرخرو مجھکو کیا اوسنے جو ہمچشمون مین
کہ مرے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

کیون نہ اس رشک سے دل خون کیا کافر نے
غیر کے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

غزل ولی

لامکان پر جو بنا احمد جو بنا نُجھلایا
تب ملایک نے وہین صلوا علیہ گایا

حور و غلمان نے ترانے سے وہ نغمہ بولے
قاب قوسین کا نوشتہ تو ہی سبکو بھایا

تھی برائی وہان آدم سے لگا تا احمد
اور جبریل امین گوندھکی سہرا لایا

حق نے لولاک لما حق مین محمد کی کہا
ان سوا کونسے مرسل نے یہ رتبہ پایا

مغفرت تیری ولی سہل بلا ریب ہی کیون
نام احمد کا جو لب پر تری ہر دم آیا

غزل ثابت

ہین اپنے سب مطالب سید ابرار کو سونپا
متاع دین و دنیا احمد مختار کو سونپا

خدا عالم ہے اسپر شک جو رکھتا ہو سو کافر ہو
حشر کا معاملہ مین حیدر کرار کو سونپا

حوالے کر دیا ناموس مین خاتون جنت کے
مین اپنا خانمان بھی فاطمہ اطہار کو سونپا

مری اس کام کی مالک ہین جو چاہین سو کر دیوین
علی مشکل کشا کی دختر برخوردار کو سونپا

مرے پر ناتوانی بیکسی اور بے بسی جو ہے
شہید کربلا کے عابد بیمار کو سونپا

احوال پر ہمارے روہ نہ مل کے باہم
اب کیا کرین ہم اور وہ بار دو بہم نہونگے

دشوار ہے پلک سے لگنا پلک عزیزو
آنکھونپہ میرے جب تک اوسکے قدم نہونگے

مضمون شوق اوسکا ہرگز نہ ختم ہوگا
دس بیس بند کاغذ جبتک رقم نہونگے

دم دے کے تم تو سب کو محفل سے اوٹھ چلے ہو
کوئی دم کو عاشقونکے سینے مین دم نہونگے

بلبل کے درد دل کا ممکن نہین مداوا
گلچین کے ہاتھ دونون جب تک قلم نہونگے

سینے ہین بعد اپنے ہے دخل غیر کا بھی
تم سے علحدہ ہم اب ایک دم نہونگے

سنبل کو کچھ نہین ہے زلفونسے اسکی نسبت
جب چاہو دیکھ لو تم یہ پیچ و خم نہونگے

یاران رفتگان پر کیا روئیے ترقی
کیا ہم روانہ سوے ملک عدم نہونگے

غزل احمد

نام خدا وہ شوخ ہے مانند حور کے
ٹپکے ہین اوسکے چہرے سے اب قطرہ نور کے

اللہ ری نازکی وہ پری وش کو دیکھیے
آتے ہین شاہدان ادا دور دور سے

گر اک کلام وہ لب اعجاز سے کرے
دیوے جلا وہ آن مین مردے قبور کے

گر لمحہ ایک اوس سے بغلگیر ہو کوئی
کھلجاوین اوسپہ باب ہی عیش و سرور کے

جرات ہے کسکی تا کرے اوس شوخ سے جدال
اوڑجائین ہوش اوسکے ہی فخر و غرور کے

کیجے ہمارے حال پہ ٹک مہر کی نظر
واللہ دل سے ہمتو ہین عاشق حضور کے

احمد تو اوسکے عشق مین ہو محو سربسر
تا تجھپہ کھل ہی جاوینگے عالم ظہور کے

غزل شیدا

دیکھ دل زلفونکو مت جائیو گردن پیچھے
چوٹی پیچھے ہے پڑی جیسے وہ ناگن پیچھے

یہ زلیخا نے کیا عشق مین یوسف سے سلوک
بھیجا زندان مین اوسی پھاڑ کے دامن پیچھے

فرقت رشک چمن سے جو مین مر جاؤن تو پھر
مجھکو دفنائیو دفنائیو گلشن پیچھے

فصل گل مین رکھا صیاد نے در قید قفس
پھر نکالا تو نکالا مجھے بھاگن پیچھے

آور یہ ترے جسنے رکھا فرق ارادت
بو دے نہ طلب گا کبھو افسر جم کا

رکھہ حق نے تری سر پہ عجب افسر لولاک
سالار کیا تجکو عرب اور عجم کا

یہ عرض علی کی ہی تری خاک قدم ہوگئے
محتاج نکر مجھکو کسی اور کے دم کا

غزل علمی

گرچہ ہی قند و شہد نبات و شکر لذیذ
ہر چیز سے حدیث پیمبر ہے پر لذیذ

وہ پیاری پیاری باتین خدا کو اودھر لذیذ
ارشاد ایک ایک جہان کو ادھر لذیذ

دلکو ہی ذکر نعت نبی سے مزا حصول
جانکو ہے فکر مدحت خیر البشر لذیذ

احمدؐ کہو سے ہوتا ہی شیرین دہان خلق
نام نبی ہے نام خدا کسقدر لذیذ

پر ذائقہ ہی تینون ہی ساری جہان کے
شہر مدینہ کا ہے جو رطب و ثمر لذیذ

عین بعض کو ہی شفا اس قدم کی خاک
ہو مردمان چشم کو کحل بصر لذیذ

ہر مجرم و اثیم کو بخشائینگے وہی
ہے گوش عاصیونکو بہت یہ خبر لذیذ

شیرین ہی اسم حق نمکین نام مصطفےؐ
یہ ایک پر لذیذ تو وہ ایک پر لذیذ

کوثر سے وہ پلائینگے امت کو آب سرد
جنت کی نخل سی وہ کھلاوین ثمر لذیذ

صلوا علی النبی و علی اہل بیتہ
درد اپنا یہ عجیب ہے وقت سحر لذیذ

مطلع اک اور پڑھکی لکھون مطلع غزل
وہ خوشگوار دل کو ہی اٹھون پہر لذیذ

حمد خدا و نعت نبی بکہ گر لذیذ
اصحاب و آل کی ہی ثنا سر بسر لذیذ

تجھکو بھی انکی صدقی سی علمی بہشت مین
نعمت ملیگی ایک سے اک خوبتر لذیذ

غزل ترقی

دنیا کی جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے
ہر چے بہی رہینگے افسوس ہم نہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ تنہا کا اے دل
تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہونگے

جلدی سی یارو مجھکو پیوند خاک کرو
سنتا ہون مر گئے پر رنج و الم نہونگے

ہے خراش ناخن غم مین بھی کیا بالیدگی
جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہو گیا

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

چرخ سے کہدو کہ کشتی تھم سکے تو تھام لے
آج ہے طوفان سرشک چشم دریا بار کا

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اولٹا
ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا

چشم پوشی ترے مذہب مین ہی عین صواب
ہمسے یون پرہیز تجھکو اور ہم بیمار ہین

پھیلائے کیا کوئی مری پروردگار ہاتھ
بندہ کا ایک ہاتھ ہے تیری ہزار ہاتھ

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے آتش
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

سخن آہستہ کر کہ ہے شب وصل
چارپائی بھی کان رکھتی ہے

چہرہ کچھ اندرون غم پنہا سے زرد ہے
ظاہر مین کچھ مرض نہین پر دلمین درد ہے

مت ملو لیکن کرم فرما رہو
خوش رہو جیتے رہو جس جا رہو

مر گئے سو حق ہوئی اور جیتے مارین حق کا دم
حق تعالیٰ آپ ہی حق ہی موئی کا کیا ہے غم

ایسی جو سردی پڑی ہر اک ستارا جم گیا
کاسۂ چرخ بریں سارا کا سارا جم گیا

آنجوزے برف کی انشا کو بھیجے آپ نے
اسکا یہ مطلب ہی تو نقشہ تمہارا جم گیا

این غزلہا بعد از طبع کتاب دستیاب شدند

غزل علی

جب نور نبی عرش کی ایوان پہ چمکا
کرسی کی لیا چوم غبار اوسکے قدم کا

جب نام محمد کا لکھا عرش بریں پر
پرنور ہوا تارک اقبال قلم کا

سایہ نہ ترے جسم کا دیکھا ہی کسی نے
تا حشر مین ہوجائے چھتر فرق امم کا

پرنور ہوی ایسے عجب دیدۂ افلاک
کیا کحل جواہر ہے غبار اوسکے قدم کا

معمور تری ذات سی ہی کشور ہستی
جاری ہی عجب فیض تری خوان نعم کا

پائی ہے تری ذات سے موسیٰ کی کرامت
کیا طور تجلی سے ترے نور کے چمکا

نزگس کرا ہے رقیب فسر عونی
دیے سے جگ مین ہیگی روشنائی

آہ میری عصاے موسیٰ ہے
اگر خوبی طلب ہے تو دیا کر

وہ منہ زلفون سی ڈھانپے ہین تو ہم انسو بہاتی ہین
مصحفی رخ سے جو وہ زلف اوٹھا دیتا ہے

مصحفی

وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتی ہین
کھول واللیل کو والشمس دکھا دیتا ہے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
جستجو کرنی ہر اک امر مین نادانی ہے

ناسخ

زمین جسکی چہارم آسمان ہے
جو کہ پیشانی پہ لکھا ہے وہ پیش آنی ہے

یہ دنیا شیشۂ ساعت کی ہے ریت
دریا امنگ کے موج سے آیا تھا ہٹ گیا

گھٹی جاتی ہے ہر دم جیت رہے جیت
موتی لگا تھا ہاتھ نصیبا اولٹ گیا

دیکھ دریا کی طرف دلکو یہ لہراتی ہے
نہ تو دریا نہ سمندر نہ ترا پاٹ لگے

کشتی عمر کی افسوس بہی جاتی ہے
کشتی عمر کی اب دیکھیے کس گھاٹ لگے

صنم کے واسطے بے آبرو ہووے تو ہووے
ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس

ملا تو ہاتھ لگا زر د رو ہوئے تو ہوئے
یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو
شجر سوختۂ شمع سے گر گل نکلے
عارض یار پہ کیا زلف دراز آئی ہے

مظہر

یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے
کیا عجب بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے
شام یان صبح کی پڑھنے کو نماز آئی ہے

اے صنم کے دالان سی پردہ مین جو وہ حور چھپی
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
حیرت افزائی نے یہ صورت مری کی دوستو

میرے آغوش مین چھپنا تھا بہت دور چھپی
اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
بزم مین تصویر گویا میری تھی اور مین نہ تھا

ہر صبح وہ ڈھونڈھی ہی کوئی تازہ خریدار
دیکھون تو لی ہی جان ملک الموت کسطرح
جب تک مری بالین پہ وہ دلدار نہ آوے

تسکین

ایضاً

صورت مری ہر روز بدل جاے تو اچھا
تم وقت مرگ پاس سی اوٹھنا نہین ذرا
کہہ دو ملک الموت خبردار نہ آوے

حوصلہ اسکی تجلی مین کسے تقریر کا
جو زبان شمع نکلے منہ کھلا گلگیر کا

چمن مین کونسا وہ رونق گلزار آیا ہے
کہ پابوسی کو ہر اک شاخ گل نے سر جھکایا ہے

ہنسی یہ قشقہ پہ ٹیکا ٹیکے یہ موتی ہی یم کا
نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہے گل پہ قطرہ شبنم کا
نظیر

جو ٹیکا ہمدل انکا جبین پر تو پاس ابرو کی خال بھی ہے
سپہر خوبی پہ بدر بھی ہی سہیل بھی ہے ہلال بھی ہے

لام نستعلیق کا ہی اوس بت خوشخط کی زلف
ہمنو کا فر ہون اگر تابع نہون اس لام کے

لگا ہے تیر دلپر آہ کس کافر کے مژگان کا
نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہے نہ پیکان کا

عنایت سبز رنگ اس اپنے کشتے پر ذرا رکھنا
کہ بعد از دفن مدفن پر کوئی پتی ہری رکھنا

سرو نے دعویٰ ترے قد سے کیا کیا پھل ملا
گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا
ایتم

اللہ ری شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اوس بت کی آستانے کا پتھر رگڑ گیا

مین کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤن
رکھا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

غفلت مین فرق اپنی تجھ بن کبھو نہ آیا
ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا

ہم کو ہی مغان مین تھے ماہ رمضان آیا
صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا

ایسا بلند آہ کا اپنی دھوان ہوا
چرخ کہن کے نیچے نیا آسمان ہوا

یہ میری آہ کا کیا دھوان ہے
کہ نیچے آسمان کے آسمان ہے
انشا

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر
فعل بد تو انسے ہو لعنت کرین شیطان پر

اپنی تو وہ صورت ہے کہ جون بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہے

کیون چھپا ظلمت مین گر اُس لب سے شرمندہ تھا
جان کچھ باقی مری ہی چشمۂ حیوان کے بیچ

مانگ اُس کافر کی سیدھی راہ ہی ظلمات کی
خضر کو بھی ہے مسافت ایک دن و رات کی

رو در رخسار کے لیتا ہے مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا

سنگدل کو سنگ لیکر سنگ دل کی گھر گئے
رنگ تھا اسکا زمرد جیسکے سنگ مرمر گئے

رات دن جاری ہی عالم مین مرا فیض سخن
گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون ہندوستان کے بیچ

اف رے ماہ نو تری شوخی کہ بام چرخ سی	خاک سی تو ساتھ اشارے کے کری ہے گفتگو
عید قربان آمدہ قربان کنم	جان فدائے حضرت رحمان کنم
حاجیان اندر طواف کعبہ اند	ما با سنا دان خود احسان کنم
عید قربان در رسید اندر جہان با غروشتان	جان و دل قربان کنید اندر رہ حق دوستان
خوش خمار اند عاشقان اندر شراب شوق شوخ	ذبح نفس امارہ کردہ شو بہ زمرہ عارفان

رباعیات دعوت محفل محبانہ و دوستانہ

محفل سے شاہ دین کی سعادت کرو حصول		جس بزم گہ مین رحمت حق ہووی ہی نزول
بعد از عشا کے لائیے تشریف دوستو		لطف و کرم سے کیجیے دعوت مری قبول
محبو دوستو از راہ شفقت	حد	قبولو دل سی اس مخلص کی دعوت
کرم فرمائو بندے کے مکان پر		جمعہ کی شب کو بعد از ہشت ساعت
دوستون کی انجمن کے نونہال	سلیمی	گلبن اخلاص کے ثمر کمال
لطف سے محفل منور کیجیے		مخلصون کو اپنا دکھلا کر جمال
گلستان خوبی کے سرو روان	کوکنی	نہال چمن دوستی کے نشان
شب جمعہ کی ہشت ساعت کو یار		رہو شامل عیش و بزم جوان
محبت چا چمن ہے نخل پربار		سخن چا شاخ ہے بلبل گھر بار
شب آدینہ چا آتے ہے صاحب		قدم رنجہ کرا اے رشک گلزار
رفیقان درگردن شفقت در ایا		محبت بیٹھون نکو البیا گھر آیا
جمعہ راتی ہے تک تکلیف کیون		منور فدوسے ہے مجلس کرایا

ابیات مفردات

حمد ہے اسکو جسنے دکھا کر لمعہ اپنی قدرت کا	عرش پہ لا چمکایا قدم لمحہ مین ہماری حضرت کا

رباعیات عیدین

عید رجب باد میمون و خجستہ مرترا — آمد اندر بطن مادر مظہر نور خدا
از بنائے مولدش صد معجزہ بشگفت او — گشت گلشن گلخن و پر نور شد ہر دو سرا

ایضاً

عید رجب ہین سرور کونین — صلب سے آگئے شکم مین چین
ہے حدیث نبی عرب بے عین — ہے یہ مولود سید الثقلین
لیلۃ القدر نے کیا ہے ظہور — ہے برستا سبھونپہ حق کا نور
بطفیل رسول اکرم کے — اے خدا دے سبھونکو جنت و حور

ایضاً

لیلۃ القدر کی ہے یارو جہامین بہت دھوم — آسمانونسے زمین پر ہے فرشتون کا ہجوم
سورۃ القدر سے ہے شان ہین جسکی مرقوم — جسکے ہر حرف کی آیت ہے یہ لازم ملزوم

ایضاً

دن عید ہے اور رات ہی شب ات — نیکیون مین گذارو تم اوقات
صوم و صلواۃ اور نوافل مین — رہو مشغول تا کہ ہووے نجات
شب برات آئی ہے مسلمانو — بد عملون سے بچو [illegible] تا نو
نیکیون مین رہو سدا شامل — ورنہ نہین تو تمھاری تم جانو

ایضاً

آئی ہے شب برات جہان پر بہار ہے — بازار اور کوچہ گویا گلعذار ہے
چھٹنے لگے انار و مہتاب و پھلجھڑی — دیکھون مین ہر طرف نو ٹپاخون کی مار ہے
عید رمضان آمدہ بشری لکم یا مومنین — گفت در جنات رضوان فادخلوہا خالدین
مائدۂ صوم و صلوۃ آمد بصائم از کریم — افطروا یا صائمین واللہ خیر الرازقین

عید رمضان رسید خرم و شاد — بر ہمہ مومنان مبارک باد
اے پدر مہربان بدہ عیدی — تا بیابم ز علم گنج [illegible] مراد

جلوہ فرما ہون ہلال عید ہے اب ہو بہو — عشوۂ ابرو دکھاوے جون کوئی خورشید [illegible]

میر تقی میر

گر گل دلا لہ کمان سنبل ہمن ہم نسترن — خاک سے یکسان ہوئی ہین ہای کیا کیا آشنا

اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل — ایک سے ایک عدو آنکھ سے بہتر نکلا

گنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے — اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا

ہم نے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف ای میر — پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

سودا

شور سنکر ہمنوایون کا ابلتا ہی یہ دل — رخصت اک نالہ ایصیاد جاتی ہی بہار

اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھی آتا ہی رحم — ایک تو تھا ہی دیوانہ تسپر آتی ہی بہار

سمجھو

مین بھی سمجھاؤن جو مانے بات تو پردہ نشین — ہے بدلنا ہی اگر منظور اپنا گھر تجھے

جائے نظارہ بھی ہی گوشہ بھی ہی پردہ بھی ہے — آمرے آنکھون مین رہ یہ عین ہے بہتر تجھے

عارف

جب سرکار عشق مین عارف — ہم ملازم ہوئے یہ بندی ہے

کہ خوشی کا نہ لیجو نام کبھو — غم سے ہی تجھکو بہرہ مندی ہے

کیونکہ شادی کو پھر پھٹکنے دون — نوکری ہے کہ بھائی بندی ہے

عارف

غیرون سے خوش رہی ہی تو رہو وہ سیمتن — عارف بری ہے آہ دل بیقرار کی

آہن دلی کا اد سکے دکھا دیوینگے مزا — سو دن سنار کی ہے تو اک دن لہار کی

عارف

سب سے بیغرض رہو تم عارف — گوکہ دم دوستی کا بھرتے ہین

یہ وہ ہین لوگ کھاتے ہین جسمین — اوسی ہانڈی مین چھید کرتے ہین

میر

مشکل ہے عمر کا یہ تلوار کے تلے — سر مین خیال گو کہ رکھین یار عشق کا

ان رستمون کی دعوی کو دیکھا ہی ہوتے قطع — پورا جہان لگا ہے کوئی وار عشق کا

کہکشان مانگ ہے ہلال بھوین — مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے

لب مسیحا ہے لب پہ رنگ مسی — سایۂ قامت مسیحا ہے

اس میہمان سرا مین عارف قیام کب تک — غفلت پہ آپ اپنے ہم زنگ رہ گئے ہین

تھہرو زن ہے اپنا میزان زندگی ہین — دھڑیان تو تل گئی ہین پاسنگ رہ گئے ہین

چوری چوری مری اگ جاؤ گلے آ گی کہین		ورنہ دل بر سے نکل جائیگا گھبرا کے کہین
ضبط وحشت ہے تجھے اے دل دیوانہ ضرور	جرات	اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دے جھنجلا کے کہین
ماہ رو چہرے پہ تیرے جب سے خط آنے لگا		تب قاصد کو مری باتون سے بہلانے لگا
جب تلک تھا صاف قاصد کو جواب صاف تھا		اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
ہے کون جسنے عہد کو اپنے وفا کیا	فیاض	کہیے جو اوس نے حمد کو اوسکے ادا کیا
فیاض کچھ زبان جو ہوئی شمع کی نمود		گلگیر نے دہن کو وہین اپنے وا کیا
کھانے کے لیے جسنے رگ پان کو چیرا		لاکھون دل مجنون نے گریبان کو چیرا
ہاتھ اوسکی تو کٹ جاوین کہین اے گل نایاب		موتی کے لیے جسنے ترے کان کو چیرا
غم تو دنیا مین سبھی ہین عشق کا غم اور ہے		ہے اوسی عالم مین لیکن اسکا عالم اور ہے
یہ نہ اچھا ہوگا جرات جون سی بھی زخم جگر		اوسکا ٹانکا اوسکا پھاہا اوسکا مرہم اور ہے
کبھو کبھو جو کرم کی نگاہ کرتے ہو		غرض کہ دلمین مرے جان راہ کرتے ہو
اودھر تو عاشق بسمل تمھارے تڑپے ہین		اودھر کھڑے ہوے تم واہ واہ کرتے ہو
اگرچہ تجھ پر یہ تخم الفت کا ہی ستمگر ہم اپنا بوتے		تو تھا یقینا کہ اوسکے سایہ کی نیچے اکدم کبھی تو سوتے
جو تیری خاطر گلی گلی ہم کرین ہین نالہ پھرے ہین روتے		خراب خستہ ذلیل و رسوا نہ تمسے ملتے نہ ایسے ہوتے

مقطعات

کل پاؤن ایک کاسہ سر پر جو آگیا	اک سر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر	مین بھی کبھو کسو کا سر پر غرور تھا
تھا وہ تو رشک حور بہشتی یہ ہم ہی میر	سمجھے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تھا
جب طپش کو نہ ملی بوسہ سی تجھ لب کی خبر	تب فقیرونکی طرح شعر یہ پڑھتا وہ چلا
بینوا ہم ہین نہین زور کسی پر پیارے	دیوے اسکا بھی بھلا اور ندی اسکا بھلا
بلبلین پالی مین کہتی تھین کہ ہوتا کاشکے	اک عزہ رنگ قراری اس چمن کا آشنا

یک گوشۂ عافیت ہو اور دست درگلو ہو
کافر ہے پھر کسیکو جو غیر آرزو ہو

آہ رے آہ کیا کیا ہمنے
پھنس گئے دام مین ترے آکر
ایسے نادان کو دل دیا ہمنے
ہو خوشی خون دل پیا ہمنے

اے درد بہت کیا پرکھا ہمنے
جب چشم نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھہ
دیکھا تو عجب طرح کا لیکھا ہمنے
جب چشم کھلی تو کچھہ نہ دیکھا ہمنے

آج گلشن مین کیا مزا ہوگا
باغ مین بو کباب آتی ہے
مینہہ برستا ہی گل کھلا ہوگا
کسی بلبل کا دل جلا ہوگا

اے ستمگر زبردستون پر ستمگاری نکر
توڑ مسجد پھاڑ مصحف کر زنا اور پی شراب
ظلم کے اقلیم کی ہرچند سرداری نکر
جو نہ تو کرتا ہی سو کر پر مردم آزاری نکر

لعنت جو کوئی زن کا سخن گوش کرے
صد سال کی الفت کو وہ یکساعت مین
ہمدم ہوا سی ساتھہ نمک نوش کرے
دیگر کے تلے پڑکے فراموش کرے

صاحبقران

کبھو ناشاد کبھو شاد ہوئے آخر ہیچ
مرتبہ علم مین حاصل کیا شیطانکی راہ
گو تعلق سینی برباد ہوئے آخر ہیچ
گو فرشتونکے بھی اوستاد ہوئے آخر ہیچ

ایوان عدالت مین تمھارے ای شاہ
شیشہ کا جو وان طاق پہ سرکے پاؤن
کیا ظلم کو ہی دخل عیاذاً باللہ
پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

ذوق

موت سے ہی کچھہ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار
تیرے مستونکی نفیر خواب غفلت ہو تو ہو

مومن نہین زنار سے میرے آگاہ
اس بت کا برہمن ہو نہین صوفی اور شیخ
اس رشتہ کو ہے سبحۂ اسلام مین راہ
کہتے ہین جسے دیکھہ کے اللہ اللہ

میر

جو انے قاصد وہ پوچھی میر بھی ادہر کو چلتا تھا
تو کہیو جب چلا ہو نمین تب اوسکا جی نکلتا تھا
کماں افسوس بیتابی سے تھا کل قتل مین میرے
تڑپتا تھا ادھر مین یار اودھر کو ہاتھہ ملتا تھا

صاف کرتا رہا کل مجھپہ وہ تلوار کے ہاتھ
لوگ مانع ہوے تو کہنے لگا کہ ن ہو تم

آہ ناپکڑے کسی نے مرے خونخوار کے ہاتھ
شوق سے باندھینگے ہم ایسے گنہگار کے ہاتھ

گرچہ بیزار بھی ہے پر اوسے کچھہ پیار بھی ہے
دل بھلا ایسے کوہی درد ندیجے کیونکر

ساتھہ انکار کے پردے مین کچھہ اقرار بھی ہے
ایک تو یار بھی ہے تس پہ طرحدار بھی ہے

چمن کے تخت پر جبدن شہ گل کا تجمل تھا
خزانکے دن جو دیکھا کچھہ نہ تھا جز خار گلشن مین

ہزارون بلبلونکی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

قسمت کی اپنی خوبی سے جاتم بھی شوم ہو
اس واژگون نصیب کی تعریف کیا کہون

تخم بھی جو بوون تو پیدا ز قوم ہو
جسکو ہمائے سمجھو تو پہلو سے بوم ہو

ہین زخم مرے کاری اس سینے سی کیا ہوگا
اس کم نگھی سے کب بجھتی ہی عطش دل کی

اب مرتا ہے تو بہتر اس جینے سے کیا ہوگا
ساقی مجھے اتنے ہی مے پینے سے کیا ہوگا

جان کو زلف دوتا مانگے ہے
اوسکے پنجے سے ملا کر پنجہ

مانگ کیا چاہیے کیا مانگے ہے
خون بہا اپنا حنا مانگے ہے

چلا اوٹھا وے مدفن پہ جو تکبیر کے ہاتھ
کھینچکر نقشے مین مانی بت بے پیر کے ہاتھ

چوم لون اوس بت رعنا کی گر عنبر کی ہاتھ
چومتا تھا کبھی اپنے کبھی تصویر کی ہاتھ

صنم کے ہاتھہ کی پہونچی
جو پہونچی ہو تو لکھہ بھیجیو

اگر پہونچی کہ نہ پہونچی
مرے پہونچے مین ہے پہونچی

عبث مین صبح تلک اسکا انتظار کیا
کہان رہی نتری غیرت بھلا بتا تو سہی

قرار کرکے مجھے اوسنے بیقرار کیا
ترے شکار کو جب اور نے شکار کیا

تھا عین نماز مین کہ ساقی آیا
مین اوسکو اشارے سے کہتا ہی رہا

وہ ساغر مے میرے مقابل لایا
بولا کہ شتاب پی پیا سو پایا

برسات کی جھڑی ہو سبزہ ہو اور جو ہو

مطرب ہوا ور نے ہو ساقی ہو اور تو ہو

کرون اور سفر جب بین بانسے نو ہو ۔۔ شہود تجلی حق روح کو

ترے جلوے کو دیکھکر جان دون ۔۔ مرون تو ترے فضل سے یون مرون

رہون گور مین بھی دیوانا ترا ۔۔ نہ موقوف ہو منہ دکھانا ترا

اوٹھون تو تری دھیان مین پھر اوٹھون ۔۔ غرض عشق ہی مین جیون او مرون

مین رافت ہون بندہ ترا ای خدا ۔۔ مرا اور سب اہل اسلام کا

کر ایمان و اسلام پر خاتمہ ۔۔ طفیل نبی و بنی فاطمہ

الٰہی ہزارون درود و سلام ۔۔ پیمبر پہ نازل تو فرما مدام

پھر آل اور اصحاب پر آپ کے ۔۔ پھر ازواج و احباب پر آپکے

رباعیات نعتیہ

الحمد للّٰہ الذی بلغ العلی بکمالہ
ای تارک فعل بدی حسنت جمیع خصالہ
حضرت چلی معراج کو بلغ العلی بکمالہ
انکی خصائل نیک تھی حسنت جمیع خصالہ

احکام فضل ایزدی کشف الدجی بجمالہ
انعام فیض احمدی صلو علیہ و آلہ
سب جگ مین اوجیالا ہوا کشف الدجی بجمالہ
حور و ملک سب یون کہین صلو علیہ و آلہ

معراج کی شب عرش پہ کیا دھوم مچی تھی
لولاک لما خلق کہا شان مین جنکی
اللہ کیا جگر تھا و غا مین حسین رض کا
اس تشنہ لب کا عرش سی برتر ہی مرتبہ

حضرت پہ خدائی تو سبھی جھوم رہی تھی
تقدیر بھی ہاتھ انکی کی تیغون پہ رہی تھی
جی ہی گیا ندان رضا بین حسین رض کا
خون تھا سبیل راہ خدا مین حسین رض کا

میر

ذوق

لبون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا
تامل کیجیو ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو
اگر جہلم کو بھی آیا تو ہم جانین کے اب آیا
کہ ابتک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا

جرأت

جستجو مین دل کے بہلانے کے جی کھونا پڑا
نقد دل اپنا لگا یون جرات اسکی مفت ہاتھ
وہ ہنسی کی بات تھی سو اوسکا اب رونا پڑا
راہ چلتے جسطرح پاوے کوئی سونا پڑا

دعا میری اگر میرے مولی قبول
بفضل رسول اور طفیل بتول

بصدق ابوبکر شاہ ورا
کہ بعد از نبی سبکے ہین پیشوا

بعدل عمرؓ جو ہین کرار جنگ
ہوا شرع کا اونسے ظاہر ہی رنگ

بحلم غنی یعنے عثمانؓ امام
کہ کان حیا تھی سراپا تمام

بعلم علیؓ ولی شاہ دین
امام جہان وارث مرسلین

بجود حسنؓ اور بکرم حسینؓ
مجھے دو جہانمین دی امن اور چین

مجھے دین دنیا مین عزت سی رکھہ
یہان اور وہان عیش و عشرت سی رکھہ

شراب محبت پلا دے مجھے
تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے

الٰہی مین بیت گنہگار ہون
بہت تجھسے شرمندہ ہون کیا کہون

کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ
نہین میرا کٹتا بغیر از گناہ

جہان تمام ہین جرم و عصیان کی
وہ سب درمیان ہین مری جان کی

کبیرہ صغیرہ مین مین ہون پھنسا
چھپے اور ظاہر گنہ مین بھرا

خطا و عمد مین گرفتار ہون
غرض ہر طرح سے گنہگار ہون

گنہ بخش سب میرے میرے کریم
کبیری صغیری جدید اور قدیم

گنہ باطنی میرے اور ظاہری
خطا اولے اور جرم آخری

کرم سے تو کر عفو مولا مرے
وہ کر حق مین جو ہووی اولا مرے

تو مالک ہی غفار ہی اور رحیم
تو رب ہے کریم اور رؤف الرحیم

گناہون پہ میرے نفرما نظر
تفضل سے اپنے تو سب محو کر

پلا دے مے عشق کا اپنے جام
بحق محمدؐ علیہ السلام

جیون اور مرون اور اوٹھون عشق مین
بہر حال تیرے رہون عشق مین

جہان مین ہے جب تک مری زندگی
رہون تیرا بھرتا دم بندگی

وہ دانتون مین کافر مسی کی دھڑی ۔ او داہٹ گہر پر طلسم پری

خطون کا عجب عالم آک آ تھا ۔ نمودار اللہ اللہ تھا
لب لعل وہ رشک یاقوت تھے ۔ پے جان عشاق یاقوت تھے
وہ پانون کا لاکھا وہ رنگ مسی ۔ شفق تھا نمود اور سیہ رات تھی
وہ لب شیرین تھے جنکے آگے نبات ۔ خجل اسقدر ہو کہ آوے نہ بات
تکلم غضب اور تبسم بلا ۔ وہ باتین تفہیم مین پھر آئین کیا
وہ چاہ زنخدان کہ ہو سبکو چاہ ۔ وہ غبغب درخشان کہ جون مہر و ماہ
وہ گردن کا موتی صراحی کی شکل ۔ چھٹے جسکے نظارہ سے شرب و اکل
وہ سرخی سفیدی باین آب و تاب ۔ کہ جون ظرف بلورین ہو شہاب
وہ بازو وہ ساعد نزاکت بھرے ۔ وہ ہاتھون کا عالم کہ جی خوش کرے
حنا سے وہ ہاتھون مین رنگت رچی ۔ کہ مرجان کی پنجے کی جو رشک تھی
وہ ہاتھ ایسے پیارے کہ جو آئین ہاتھ ۔ تو کیا چومتے بس محبت کے ساتھ
کف پا وہ گلبرگ سے نرم تر ۔ نزاکت سے عالم ہر انگشت پر
وہ قامت قیامت وہ گفتار قہر ۔ وہ چھب بک بلا اور وہ رفتار قہر
وہ رفتار ہو کبک جس سے خجل ۔ وہ گفتار جو باتمین لیوے دل
بدن ایسا نازک کہ ہو لال لال ۔ اگر مس کا ہو اوسکے دلمین خیال
سراپا کا عالم کہون اوسکے کیا ۔ سراپا تھا نقشہ وہ تصویر کا
ہو حیرت زدہ بابکہ تصویر تھی ۔ ہو بے معنی مانی کی تحریر تھی

مثنوی خاتمہ از نتائج افکار مولانا رؤف احمد صاحب قدس سرہ المتخلص بہ رافت

الہی بحق رسول انام ۔ محمد علیہ الصلوۃ والسلام
بآل و باصحاب ختم رسل ۔ مجھے دے مرادین مری جز و کل

وہ اسکا تبسم وہ اوسکی ادا — وہ اوسکا تکلم وہ انداز پا

وہ غمزہ و عشوہ و ناز و غرور — وہ آن و کرشمہ وہ حسن اور نور

وہ چھب وہ اکڑ وہ چلن اور وہ سج — ہر اک بات مین جان لینے کی دھج

وہ ماتھے کا خط تھا کہ تھا داغ ماہ — وہ تھی مانگ یا کہکشان کی تھی راہ

غضب اوسمین موتی پروئی ہوئے — ستارے تھی نوران سے کھوئے ہوئے

وہ چوٹی چھٹی تا کمر یک بلا — نہ لینے کو جان تھی مگر یک بلا

پڑا اوسمین موباف زرین تھا یون — ستارہ ہو دنبالہ دار ایک جون

نہ چوٹی تھی بل ایک کوڑا تھا وہ — کہ چمکائے تھا حسن کے رخش کو

وہ زلفین جو بالائے رخسار تھین — وہ کافر بلائین نمودار تھین

جو جائے بکھر رخ پہ بال اوسکے آہ — تو تھا زیر ابر اک درخشندہ ماہ

وہ عالم کسیکو جو پڑتا نظر — تو مو غم سے جی اوسکا جاتا بکھر

وہ بالون مین سر کے پروئے گہر — ستارے نمودار جون چرخ پر

وہ آنکھین کہ آہو پہ جادو چلائین — نہ آہو پہ جادو پہ جادو چلائین

وہ نرگس کی گل تھے بگلزار حسن — زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن

وہ چشمک اشارے حیاؤنکے سات — نگاہون مین دل چاہتا جنکی بات

وہ آنکھین جو ظاہر دو بادام تھین — وہ باطن مین الفت کی دو جام تھین

خماری وہ آنکھون کا عالم عجب — نگاہین وہ کیفی غضب پر غضب

وہ ابرو کمان اور مژہ تیر دار — کرے مرغ جانکو نہ کیونکر شکار

وہ عارض کہ جو مطلع حسن تھے — اون آنکھون نے دو صاد انپر کیے

وہ بینی کہ آوے نہ ادراک مین — دم اک خلق کا جس سے ہو ناک مین

دہن ذرہ اور اوسمین دندان گہر — ہو ششدر جہان عقل اہل ہنر

گھر کا صاحب تو اڑا کر کے یکسان خاک سے
اینٹ مارے اینٹ سے یہ کچھ ہوا اس گھر کو
خط باطل سے لکھا ہے صفحہ کون و مکان
کیون دماغ اتنا جلاتا ہے ہے اپنا تو گذر
کیسے کیسے خانزادے خاک مین یان مل گئے
ہاے عبرت ہے یہ معمورہ جہان کا بخیہ

هر کجا افتاده بینی خشت در ویرانهٔ
هست فرد دفتر احوال صاحب خانهٔ

کم بہت سننے مین آتا ہے کوئی رنجور ہے
یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے
روشنی آنکھون کی ہے منظور ساری خلق کو
قوت دل کا جدھر دیکھو تدھر مذکور ہے
ہم سُنے بھی تھے یہ دو آتش کی پرکالے کبھو
ایسی ہم ایذا جو کھینچی ہے کسی مقدور ہے
ایک نے مارا چھڑک کر جی سے ہمکو آتش داغ
ایک نے ایسا جلایا اب تلک مشہور ہے
ہمکو حیرانی ہے اسمین جسکو سنتے ہین آوے
ان ہی دونون آفتون کی پرورش منظور ہے

تا سر شک گرم و آه آتشین دیدیم و بس
بهره گر از چشم و دل دیدیم این دیدیم و بس

دل نہین مجھکو ملا یہ کوئی جی کا ہے وبال
گفتنی ہو تو کہون ای میر مین کچھ اسکا حال
خود بخود جاتا ہے کہتا آرزو ہے کیا اوسے
چاہتا ہے سیم و زر یا کوئی دلبر خوش جمال
یاد مین میرے ہوا ہو کچھ سبب تو ہے بجا
عشقبازی مفلسی آزردگی رنج و ملال
نا کسون کی گیسو و کاکل کا وابستہ ہو نمین
نے کسی کے چاند سے مکھڑے کا مجھکو ہے وبال
کیا کرون ایذا ہی موجب غرض تجھسے بیان
نے غم درد جدائی ہے نہ اندوہ وصال

نیستم عاشق بظاهر لیک سے کاهد دلم
عمر بگذشت و نمیدانم چه مے خواهد دلم

مثنوی در وصف حور از حضرت مولانا رؤف احمد صاحب نور اللہ مرقدہ المتخلص بہ رافت

وہ سب نہین گل اندام اور یہ حسین
پری جنکو دیکھہ اپنی جی مین چھپین
مین اونمین سے لکھتا ہون حال ایک کا
قیاس اوسپہ کر سکو تو رافت

اک کنارے ہی تو جو ہین گزمین کے زیریان
خاک پہ بسمل پڑے ہین کیسے کیسے شیریان

دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ ترے کوچے کے بیچ
آشنائی کچھ نہین لگتی کہ تجھکو دیدبان

منہ پہ کھانے والے تلوارونکے ہونگے موت کی
سیکڑون یکجا ہین وہی جینے سے جو تھی سیریان

دھڑ نہین ہے سر پڑا سر جو نہین تو دھڑ ہی ہی
ہین زیارت کردنی صد کشتہ شمشیریان

غمزدے بے خانمان بیچارگی بیکس غریب
زخمون کے دامن لے منہ پر سو رہے ہین ڈھیریان

گو تو ہم آئی سوے طوف شہیدان دور نیست
گریہ مے آید درینجا راہ چندان دور نیست

لے لپیٹ اک آن مین وحشت سے یہ سارا جہان
خاک اڑتا ہے اک دم مین کاروان در کاروان

تیرہ کر عالم کو رو سربانہ گرد و غبار
چشم ما روشن تو ہو آوارہ کون و مکان

ہین بخشی طے کیا گر نازنین تیرے تئین
کھینچنا سر کا بیابانک ہو تجھے تا آسمان

لیکن اتنا ہی پراشفتہ نہو جانان کہین
پیشرو رکھتے ہین ساری خاطر واماندگان

سو خدا ناکردہ ہم کہتے نہین اس راہ سے
کوئی دم وقفہ کرے یا دیر ہو وے تجھکو یان

یک قدم ای گردباد دامن صحرا بایست
در عقب ماندہ است مشت خاک تنہا بایست

گرچہ ہجران مین ترے جی میرا جاتا تھا چلا
پر یہ تھا دل مین کہ شاید ہووے تو داد وفا

وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میرے تئین
آگ دل کو لگ رہی تھی جب تلک تھا مین جلا

گاہ باشد رحم کو بھی رحم فرماوے وہ شوخ
دیکھ مجھ ناکام کو یکدم اگر کرے ترک وفا

ایک ساعت بیٹھے درد دل اگر میرا سنے
کرکے غمخواری کہے یہ تیرے تئین کیا ہو گیا

سو تو یہ سب ہو چکا ہی کاش کے ملتا نہ تو
اتنے آجانے کا تیرے کون یان مشتاق تھا

آمدی و حسرت وصل از دلم برداشتی
حسرت بود از وصال آنہم نمی بگذاشتی

ہے خرابی آج جیسے کل یہ لوگون سے ہین گھر
مت بنا سے خانہ مین منعم رہا گر اسقدر

طاق کسرے کو سنا ہو گا کہ کیسا تھا محل
اب کہین اوس طاق کا کسرے کے پیدا ہے اثر

کھو دیا مفت مین دل مین نے کہ دکھہ ہی پایا
پردہ پر فن نہ ملا یو نہین ہے مجھے ترسایا
قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
نہ وہان مجھکو بلایا نہ یہان آپ آیا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

یان نہ آیا وہ عیادت کو بھی یکبار افسوس
کرسکا ولولہ شوق نہ اظہار افسوس
مرتے مرتے نہ گئی حسرت دیدار افسوس
نہوئے تیرع تلک وا لب گفتار افسوس

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

نہوا عشق مین اوس شوخ سے آرام کبھی
لب شیرین سے سنا ایک نہ دشنام کبھی
نہ دیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
نہ ملی لذت عارض سے ہوس کام کبھی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

مین بھی حاضر تھا ہوئے جب طرف کعبہ روان
بے ادب ہنستے تھے کیا لوگ تھے بیہودہ گمان
حضرت مومن تقوی روش شیخ زمان
پڑھ کے یہ درد بھری مطلع جو ہوئی اشک فشان

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

ترکیب بند افصح الفصحا اشعر الشعرا ابلغ البلغا سخنور عالیمقام محمد تقی نام المتخلص بہ میر

عمر گذری ہو چکا آسودگی کا روزگار
معرکہ ہے یک طرف دونون ہوئی ہین سامنے
مجملا ہے کٹ پڑے ہین یکطرف کتنے جو یہ
عاشقی جب کی تھی مین نے تب نہ تھین یہ خواریان
سینہ دیکھون چاک منہ ناخن سے سب نوچا ہوا
رنج و محنت کے تئین آرام ہے یہ ننگ و عار
زخم دل کے یہ ہنسے وہ گریۂ بے اختیار
صبر سے بیطاقتی دل اور درد بے شمار
کیا کہون کیا کچھ دکھاتا ہے مجھے اب ہجر یار
آنکھین ڈوبی خون مین اور جی کو دیکھو بیقرار

ایکہ گفتی عشق را درمان بہ ہجران کردہ اند
کاش میگفتی کہ ہجران را چہ درمان کردہ اند

جاے عبرت ہے مرا حال پریشان یارو
دل لگا کر ہوا مین سخت پریشان یارو
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

دل نہ دیتے اگر اوسکو تو نہوتے بدنام
رنج بھی ہوتے ہین الفت مین ہے بعد از آرام
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

جذبۂ عشق اسے کھینچ کے لایا نہ کبھی
ماجرائے الم و درد سنایا نہ کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

ایکدم صحبت دلدار میسر نہوئی
عشرت و عیش سے فرصت اوسکو دم بھر نہوئی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

ایک دم صحبت اعدا سے کنارا نہوا
غرض ہمکو قلق و رنج کا یارا نہوا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

کیا سیہ روز ہین یارب مرے آرام و شکیب
میرے گھر آنے کی ہرگز بھی نہ پائی تقریب
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

تیرہ روزی کی رہی جلوہ فزائی ہی ہے
کہون کیا اپنے نصیبون کی برائی ہی ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی

آس تو ٹوٹے ہے یہ یاس ہی و حرمان یارو
ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا کیا ہے انجام
کبھی دنیا مین نہوگا کوئی ہمسا ناکام
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

اثر اس نالۂ دلکش مین بھی پایا نہ کبھی
سخن شوق غرض لب تلک آیا نہ کبھی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

نظر لطف و عنایت کبھی ہمپر نہوئی
اپنے ملنے کو کوئی جاے مقرر نہوئی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

یہ مقرب ہوئے کچھ پاس ہمارا نہوا
ہائے اس بزم تلک اک بار گذارا نہوا
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

کہ رہے جلوہ گہ یار سدا بزم رقیب
ایک دن بھی نہ ہوئی ہائے شب وصل نصیب
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

نہوئی صبح کبھی شام جدائی ہے ہے
طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہی ہے
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

غضب ہی ایک تو دل تنگ ہو اور جی بھی گھبراوے
نہو دین دل کی کیون ٹکر ہی نہ جی کسطرح گھبراوے
لگی ہو آگ دلمین پھر وہ بجھنے کسطرح پاوے

نس اوپر ہر گھڑی اس دلربا کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ سر اپنے کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے

چو در دل آتش ہجران فتد اورا کہ بنشاند
ہر دی اندر روان لگی تو دھوان پر گھٹ ہو

مگر آنکس کہ آتش زہ ہمون ای بھفشاند
جا تن لاگی سو جانی وہ جا جانے نہ کوے

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگی ہے آگ دلمین شمع سان جلکر پگھلتا ہون
بدن مین دیکھکر شعلے بھڑکتے ہاتھ ملتا ہون

کبھی گھبرا کے پھر گھر کی طرف ناچار چلتا ہون
دھوان اوٹھتا ہی آہون کا برنگ موم جلتا ہون
پھپھولی تن مین اوٹھتی ہین بتی کی طرح جلتا ہون

کہ تاب آتش دوری کہ بسوزد دل و جان را
برہ کی آگ تن مین لگی جلبن لگو سب گات

نمودہ نبض من پر آبلہ دست طبیبان را
تا رہی چھوئی بدکی پڑے پھپھولی ہاتھ

کہانتک کھاؤن اوس غم کو کہ اب کھایا نہین جاتا
قدم رکھتا ہون جسجا پر تو سرکایا نہین جاتا
جو چاہون بھاگ جاؤن بھاگ بھی جایا نہین جاتا

دل بیتاب کو باتون سے سمجھایا نہین جاتا
جہان پر بیٹھتا ہون وان سے پھر اوٹھا نہین جاتا
اور آہو دشت مین رستہ کہین پایا نہین جاتا

مکان یار دور و من ندارم طاقتی در دل
کیا کہون کس سی کہون لیکر پیا دہ دور

عجب در مشکل افتادم چسان طی سازم این منزل
اوڑ نہ سکون گر گر پڑون ہون ٹھور کی ٹھور

ادھر دل مجھسے کہتا ہے کہ چل تو یار کے ڈیرے
جو کہنا دل کا سنتا ہون تو وہ رہتا ہی گھر تیرے
نہ دل مانی نہ تن مانے ہر اک اپنی طرف پھیرے

ادھر تن مجھکو کہتا ہی کہ تو دکھ مت دی رے
اگر تن کی سنو باتین تو پھر دکھ دیوے بہتیرے
کرون کیا ای نظیر ایسی جو مشکل آن کر گھیرے

دلم دلدار می جوید تنم آرام مے خواہد
دل چاہی دلدار کو تن چاہے آرام

عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میگاہد
دو بدھا مین دو سے گئے مایا ملی نہ رام

ترجیع بند حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

ظاہر اتو تو نہین صبر دل شیدا ہو
چاہیے چاہنے والا کوئی اب پیدا ہو

دل سے سب محو کیے تو نے جو تھے قول و قرار
بھولے اے عہد شکن مجھکو وہ کل دار و مدار

یہ غم درد جدائی مین ہون مین زار و نزار
تیری نظرون مین نہین گرچہ مرا عز و وقار

نہ لکھون پر نہ لکھون تجھسے محبت مین کبھی
تو ہے مغرور تو ہو نام کو جرأت نہ کبھی

واسوخت شیخ ولی محمد اکبرآبادی المتخلص بہ نظیر ادام اللہ فیضہ

مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے

یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے
نہ گھر مین دل ہی لگتا ہی نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے

اگر کچھ منہ سے کہتا ہون خدا الفت کا جاتا ہے
و گر چپکا مین رہتا ہون کلیجہ منہ کو آتا ہے

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
و گر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

ہو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے
نگر ڈھنڈ روا پھیرتی کہ پیت کرہی نہ کوئے

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے

سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے

کیے پر اپنے آخر کو یہ غم کھانا بھی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے

اگر دانستمے از روز ازل داغ جدائی را
نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

کوک کرون تو جگ ہنسی اور جی کو لاگی گھاؤ
ایسی کٹھن سنیہ کو کہہ بدھ کرون او پاؤ

صبح سے شام تک صحرا مین پھرتا دلکو ہین مارے
لگا کے شام سی تا صبح گنتا رات کی تارے

لبون پر آہ دل پر داغ جون آتش کی انگارے
جسے دل چاہتا ہے اوسکو پروا کچھ نہین ہارے

جو اوسکی ہے یہی مرضی تو ہم ناچار ہین پیارے
مگر اوسکے تصور مین یہی کہتے ہین یار آرے

نہ حال من چگویم چون زمن زاری خبر یابد
دل من سوخت اینجا یان شما در دل اثر یابد

آہ دئی کیسی بھئی انچاہت کی سنگ
دیپک کی بھاوی نہین جلجل مری پتنگ

پھیر کر ہاتھ مرے انکے جو منہ دو لوٹے　　مارے حسرت کی تو بیٹھا ہوا چھاتی کوٹے

شکم اک میدہ کی لوئی سا ہو ایسا شفاف　　لوح سیمین کوئی جس طور بنا لاوے صاف
دیکھیے غور سے اوسکو جو بچشم انصاف　　صورت چشمہ بنے دیکھنے کو اوسکی ناف
گورا گورا وہ شکم دیکھے جو مہتاب سا تو　　پیٹ پکڑی ہوئی پھرتا پھرے بیتاب سا تو

وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہے تار نفس　　ہو سرین گول بھرین رانین ہون ایسی ہی کہ بس
دیدۂ حسن کو بھی دید کے جنکی ہو ہوس　　ساق پا ہو یہ بلورین جو انھین دیکھے مس
بیٹھکے دست محبت کو دباؤں کیا کیا　　تجھکو دکھلا کے مین جون شمع جلاؤں کیا کیا

پاؤں وہ پاؤں ہوں ایسے کہ جب انکو پاؤں　　کبھی سہلاؤں کف پا کبھی آنکھوں سے لگاؤں
اور جو ہاتھو نہین اوٹھاؤں تو عجب لطف اوٹھاؤں　　پھیر وہ لطف اوٹھانا تجھے بتلا کے دکھاؤں
حسرت وصل دکھاوے تجھے دن ایسے کڑے　　جنکے ہی نام سنے اوسکے تو آیا کون پڑے

گفتگو ایسی کہ ہر بات پہ اوسکے اعجاز　　گرمی عشوۂ و انداز و ادا ہو اور ناز
گدگدی دیکھے سے دلمین ہو یہ ہو گداز　　ہووے اک حسن کی تصویر کھنچی خوش انداز
گاہ وہ مست مے حسن سے مدہوش کرے　　اپنی کھڑاک کو تو صاف فراموش کرے

اوس سے ہو گرم سخن تجھکو جلاؤں ظالم　　ظلم جو تونے دکھایا ہی دکھاؤں ظالم
اپنا دل شاد کروں تجھکو کڑھاؤں ظالم　　چاہیے اب تجھے ایسا ہی بھلاؤں ظالم
کہ مری یاد مین دن رات تو فریاد کرے　　ایسی یاد اپنی دلاؤں کہ بہت یاد کرے

سارے عالم سے ترے واسطے منہ موڑا ہی　　رشتۂ ربط ہر اک شخص سے مین توڑا ہی
تجھ سوا اور کسی سے نہ تھا کچھ جوڑا ہے　　تو نے ناحق کا دیا مجھکو یہ نک توڑا ہے
کیا کہون دل نے مری کوفت اوٹھائی کیسی　　ہٹ تری تفرقہ انداز کی ایسی تیسی

تونے سمجھا کہ پڑا اب مجھے ہے اس شخص کو کام　　جملہ خوبان جہان جسکے ہین مشتاق مدام
حوریان خلد سے کرتی ہین جسے جھکے سلام　　بیوفائی کے اس آغاز کا بد ہے انجام

تیغ ابرو کی جو دریافت کری برانی — پڑے تو ایسا ہی مارا کہ نہ مانگی پانی

آنکھیں وہ جادو بھری تجکو اگر آئیں نظر — شکل نرگس نہ رہی آنکھوں میں کچھ نور بصر

اور رخسار بھری ایسے ہی ہوں شکِ قمر — جان ہی دیکھ جنھیں سانس تو ٹھنڈی بھر بھر

تری جو سامنے اوس غیرت خورشید کولاے — تو خجالت سے کبھی منہ نہ کسیکو دکھلاے

کان وہ کان ملاحت ہوں کہ دیکھے تو اگر — صورت گل نہ سنی کچھ نہ رہی اپنی خبر

رنگ رو یہ ہو بھبھوکا سا کہ تو دیکھے اگر — سب کو رخ آئی نترا جوں گل پژمردہ نظر

ہو پھبن بالیکی ایسی ہی کہ جو دیکھے تو — غم خدا جانی ہو کتنا تری بالی جی کو

بینی ایسی ہو کہ دیکھے تو یہ ہو حال ترا — نوک کیا جانیے لالا کی سونگھا دیں کیا کیا

تس پہ نتھنوں کی پھڑک سے یہ ہو حالت بیجا — کہ بخود آنے سے بھی جاے نہ دل کا دھڑکا

اوسکی بو باس ہیں یعنی اور وہ بدن سونگھے مرا — تجھکو دکھلاؤں میں اور ناک میں دم لاؤں ترا

غبغب اور چاہ ذقن اوسکی نظر تجھکو جو آے — غوطہ تو بحر تفکر میں پڑا لاکھوں کھاے

گردن ایسی کہ صفا اوسکی کوئی کیا پاے — دیکھکر جسکی صفا صبح کی پو پھٹ جاے

حق تو یہ ہی کہ گلا تجھکو رکھا وہ دیوے — خون ناحق کوئی گردن پہ جو اپنی لیوے

دیکھ گال اوسکے تجھے کہنے لگے اہل نظر — دیکھتا کیا ہی کہ یکساں ہیں یہ دونوں احمر

شورش حسن سے خورشید بھی لکھے لیوے سر — آہ کا دیکھنے ہی رشک سے پھٹ جاے جگر

بوسے دیدیکی مجھے تجھکو وہ پامال کرے — ماری غیرت کی تماچوں سے تو منہ لال کرے

ساعد و بازو بھی ایسی ہی ہوں وہ نازک دست — شاخ گل جسمیں سدا اسکے ہوا میں ہو جان بست

ہو ہر انگشت نگارین کا یہ عالم تا دست — جوش سے پنجۂ مژگان ہو جسے دیکھکی پست

سیر تب ہو کہ جو گلشن میں وہ دست گلدو — ہاتھ میں اپنی ہو اور ہاتھ ملی بیٹھا تو

ہمت او بھری ہوئی ایسی ہوں وہ کافرستان — نکلیں جسمیں شکل سہم ہو دو انار صفہان

ہو نمایاں چمن حسن بھی او بھر حیران — دیکھکر دست بدل ہوں جنھیں خوبان جہان

تمھارا یہ نازہ کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
مین تو حیران ہون تجھے دیکھکے سبحان اللہ

بیوفا ایسے بھی ہوتے ہین جہان مین محبوب
اپنی اس خوبی پہ مغرور رہیو انو کیا خوب

جامہ زیبی سی کہان بیدین تھا یہ لباس
آتی مخمل سی بدن تھی یہ کب گل کی باس
گفتگو غیر محل تھی تری چتون بھی اوداس
پاس ان سبکا ہوا بیٹھے سی اپنے پاس

اب تو کچھ اور بہانو تو ہمین سمجھا غیر
گر یہی بات ترے دلمین سمائی تو خیر

دل نہ ہل پاس مری بیٹھ نہ بیٹھا کہ تھا
تجھکو بہکایا جنھون نی او نہین گھر اپنے بلا
میری ملنے سے اوٹھا ہاتھ او نہین پاس بٹھا
یہ یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیکھے گا

ایسی محبوب سے دل اپنا لگاؤن مین بھی
کہ ہو کچھ تو نے دکھایا سو دکھاؤن مین بھی

چشم پوشی نی تری اتنا سوجھایا ہی ہمکو
کہ دکھاؤن کسی اب ایسی ہی محبوب سے جی
چار سو دھوم ہو خوبان جو نامین جسکی
تا نہ بیجا سے جو آزردہ کرے دل نہ کبھی

ق. قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چتونون مین یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر سے لی پاؤن تلک کوئی نہ ہو ایسی ہی
حسن خوبی کے مبصر نہ کہین جسکو برا
ہووے اک حسن کی تصویر کھنچی ہو تر یا
جا می دل جسپہ کہ نقاش ازل کا بھی کھنچا

جبکہ ہنس بول کی وہ مجھسے مقابل ہووے
سو چکر دل مین تو کچھ اپنے کیے کو رووے

بال بکھرے ہوی پر دیکھے جو اسکا کھڑا
جی بکھرنے لگا ہو حال پریشان تیرا
او رنظر آئے جو اوس ماہ جبین کا ماتھا
عقل و وہین کھوکی تو سر دی وہین سجدے مین جھکا

قیس و فرہاد سے اس ہجر مین لاکھون تیرا　　بہ گئی آہ خدا جانے کہان جون خاشاک
آشنا مثل صدف ہو کوئی مجھسے کیا کان　　حاصل ربط یہی ہے کہ جگر ہووے چاک

تجھسے جون موج پر دان جسکا پڑا او جھیڑا
نہ ملا پر نہ ملا اوسکو کہین تھل بھیڑا

دل کو ہر چند مین سمجھایا کہ او خانہ خراب　　جان اس ہستی موہوم کو تو نقش برآب
جی لگا کر کسی بیرحم سے مت ہو بیتاب　　اب جو دیکھا تو دم آنکھو نمین ہی ثابت حباب

کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مرے آنکھو نسے بہا جاتا ہے

جس ستمگر نے کیا آہ یہ حال ابتر　　جی مین آتا ہی کہ رو کش ہو نمین وس سی یکبار
اور کہون صاف کہ اب سن لی اے ظالم شتاب　　واقف اس راز سی ہے ایک سی لیتا ہے ہزار

محو نظارہ ترا تا کہ یہ دل تھا نہ مرا
تازگی پر گل رخسار کب ایسا تھا ترا

آینہ دیدۂ حیران نی دکھایا تجھکو　　جس سی آگاہ نہ تھا تو وہ جتایا تجھکو
دل کی بیتابی نی کیا کیا نہ سمجھایا تجھکو　　اپنی وحشت مین پریزاد بنایا تجھکو

آنکھ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تھی
کل کی ہے بات تجھے بات نکر آتی تھی

تجھ مین یہ خوبی گفتار کہان تھی تو بہ　　ایسی اٹھکھیلی کی رفتار کہان تھی تو بہ
طبع عالم کی طلبگار کہان تھی تو بہ　　اسقدر گرمی بازار کہان تھی بلو بہ

اپنے ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا
کہ تیرے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکھ نہ غمزے سے ذرا تھی اللہ　　دلبری کی نہ کچھ انداز سی تھا تو آگاہ

ہو ان حرکتوں سے ندامت مجھے کیا کیا
قسمت ہی بُری ہو تو کرے کوئی بھلا کیا
ہر وقت ہو افسوس کہ ہے ہے یہ کیا کیا
رہ رہ کے خیال آئے کہ یہ ہم نے کیا کیا
الزام دوں کیونکر اسے ہیں اسکی خطا کیا
عاشق نہ رہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر اک سے کہے کچھ مجھے تدبیر بتا دو
اس وحشی رم خوردہ کی تسخیر بتا دو

ہر ایک بہانہ سے مجھے جلوہ دکھا جائے
ہر لحظہ مرے سامنے سے ہنس کے چلا جائے
ہر شوخ اشارت سے مرے دلکو لٹا جائے
ہر آن نئی آن سے وہ روبرو آ جائے
ہر وقت شرارت سے نئی آگ لگا جائے
یہ شعر سدا میرے سنانے کو پڑھا جائے

کیا کہیے ہمیں ناز اوٹھایا نہیں جاتا
روٹھے کو منانے پہ منایا نہیں جاتا

پھر دل نہ ٹلے بات سے گو بات کو ٹالوں
ناچار ہو پھر آپ سے میں تجھکو منالوں
پھر دل کی نئے سرے سے سب ارمان نکالوں
پھر جاؤں نہ سنبھلے مری ہرچند سنبھالوں
بیتاب ہو بس دوڑ کے چھاتی سے لگا لوں
تجھکو بھی میں اپنا سا وفادار بنا لوں

ہے نام جو پھر تابع فرمان کروں میں
مومن ہوں تو تجھکو بھی مسلمان کروں میں

واسوخت میاں قلندر بخش صاحب المتخلص بہ جرأت

یارب اندوہ جدائی سے تو مرنا بہتر
بحر الفت میں قدم کا نہیں دھرنا بہتر
گذرے غم جیسے تو بس جیسے گذرنا بہتر
ہے کنارا ہی اب اس چاہ سے کرنا بہتر

رفتہ رفتہ ہوئے اب لجۂ الفت میں غریق
موج زن دل میں ہا جسکے یہ دریائے عمیق

فکر ستم اسکے دل نازک پہ گران ہو

یون دلشکن عاشق جانباز نہووے
ہر ناکس و کس محرم ہمراز نہووے
بار فلک تفرقہ انداز نہووے
جوان دور زمان حادثہ پرداز نہووے
ان بوالہوسونسے کبھی دمساز نہووے
پھر فتنہ اداؤنسے کوئی ناز نہووے

کیا ذکر ہے سنے ہوئے وہ بے طور کسی سے
کچھ بات ہی وہ بات کرے اور کسی سے

لازم ہی کہ ضد سے تری ہر بزم مین جاؤن
ہر ایک کو افسانۂ دلچسپ سناؤن
اس شعلہ زبانی سے مین کیا ہی جلاؤن
یہ سمجھی کہ نہ کبھی کوئی احوال دکھاؤن
یہ تیری جفا اسکی وفا سبکو جتاؤن
اشعار ہون تو ہون شکوہ و شکایت پہ آؤن

مشہور اوسے اور تجھے بدنام کرون مین
بدنام تجھے اور اوسے خود کام کرون مین

غیرونکو ملامت سے تری عذر نہ آوے
یون غیر کی بن آئی تو کیا نہ بن آوے
تو بیٹھ رہے شرم سے اور وہ نہ بلاوے
ہر کوئی بہانہ سے مرا قصہ سناوے
طعنے تجھے دے دے کے جو دم ناک مین لاوے
پردہ انکی کچھ بھی تو جاوے کہ نہ جاوے

ہر گز سبب ترک ملاقات نہو پوچھے
لگ جاوے تجھے چپ یہ کوئی بات نہو پوچھے

یہ نالہ ہو لب پر کہ خداوند دو عالم
بس جرم کی تعزیر مین یون خوار ہوے ہم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا نہو ماتم
ہم تجھی کبھی رہتی تھے جہان میں خوش و خرم
غنچی کہ ہوئی تھی خوشی اتنا ہی اب غم
دلمین کہے سو حسرت و افسوس سے ہر دم

چلتا ہون تو مین انجمن افروز کدمان ہے
دل داغ ہی تو اے مرے دل سوز کہان ہے

کیا شکل بگاڑی ہے بس اب منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھا دیوین تو صورت نہ دکھاؤ

کیا قہر ہے کیونکر نہ اوٹھے درد جگر مین
اک آن بھی مجھسے نہ ملو آٹھ پہر مین
سنتا ہون شب و روز تمھین بزم دگر مین

میری تو بغل خالی ہے آپ اور کی بر مین
گھر چھوڑ کے اپنا رہو یون اور کے گھر مین
کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین

ہر روز تو اے مہر درخشان ہے کہین اور
ہر رات تو اے شمع شبستان ہے کہین اور

ہے وقت اگر دلمین سمجھ جاؤ تو بہتر
بیجا کی بیصرفی سے شرماؤ تو بہتر
اغیار کے ملنے کی قسم کھاؤ تو بہتر

اندیشۂ انجام سے پچھتاؤ تو بہتر
جو دل مین ٹھہرتی نہین ٹھہراؤ تو بہتر
اب بھی جو ان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پھر ورنہ مری طرح سے پچھتاؤ گے دیکھو
اپنے کیے کی تم بھی سزا پاؤ گے دیکھو

کچھ تم ہی تو دلبر نہین اے یار جہان مین
باقی رہین بھی دل کی طلبگار جہان مین
نکلینگے بہت سے آپکے اغیار جہان مین

تمسے تو زیادہ ہین طرحدار جہان مین
اس جنس کی ہے گرمی بازار جہان مین
میرے بھی ہزارون ہین خریدار جہان مین

معشوق بھی گر تمھین عشاق بہت ہین
یہ یاد رہے ہم میرے بھی مشتاق بہت ہین

کیا ایسی بنی مجھپہ کہ پامال جفا ہون
تم چھوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون
یہ چاہیے مجھکو بھی کہ اب اور کو چاہون

تم اتنے بگڑ جاؤ مین ایسا بھی بنا ہون
تمسے نہون آزردہ مین گو جی سے خفا ہون
ابسے کسی معشوقۂ دلجو پہ فدا ہون

ہر دم جو سوے عاشق مضطر نگران ہون

انگڑائیان لیتا ہون مگر اپنی ہی تو ہیم
میری ہی تو گردن میں پڑا ماری ہی کچھ خم

میرے ہی تو آنکھون مین غضب نیند بھری ہی
میری ہی جبین ہی یہ جو گھٹنے پہ دھری ہی

مین ہی تو کہین رات کو بیدار رہا ہون
مین ہی تو می وصل سی سرشار رہا ہون
ملک ہوس تازہ خریدار رہا ہون
مین ہی ہم آغوش طلبگار رہا ہون
مین ہی تو کف غیر سے می خوار رہا ہون
لذت دہ او باش ہوس کار رہا ہون

بدمستیان میری ہی تو آنکھونسے عیان ہین
میری ہی یہ ہونٹونپہ یہ دانتونکے نشان ہین

کوئی نہ کہی یہ کہ سکھایا ہی کسی نے
بے جرم یہ طوفان اوٹھایا ہی کسی نے
یہ جھوٹ نہین سچ ہی جتاتا ہی کسی نے
تجھکو مری جانب سی لگایا ہی کسی نے
ایسا مجھے دیوانہ بنایا ہی کسی نے
کیا کیا نہین آنکھونسے دکھایا ہی کسی نے

یون مان لے ایسا کوئی نادان نہین ہے
تم غیر سے ملتے ہو یہ طوفان نہین ہے

کیون لوگ لگے آپ پہ بہتان لگانے
مین نے تمہین جانا کوئی جانے کہ نجانے
کچھ خیر ہے مجھسے بھی لگی باتین بنانے
یہ بات تم اوس سے کہو جو بات کو مانے
سب عذر ہین بیفائدہ بیہودہ بہانے
معلوم ہین ساری مجھے جتنی ہین ٹھکانے

گر کہیے تو ایک ایک کا مین نام بتاؤن
یہ پردۂ ناموس کہ ہے چاک اوٹھاؤن

یہ بات تو ہے آپ کی گفتار سے ظاہر
اقرار ہی صاف آپ کی انکار سے ظاہر
عالم ہی خزان کا گل رخسار سے ظاہر
یہ حال تو ہی آپ کی رفتار سے ظاہر
ہے مستی شب نرگس می خوار سے ظاہر
بدطوری دوشینہ ہی اطوار سے ظاہر

یہ تندی خو تو نہیں کچھ گرم ادائی
ہر ایک سی ہر بات پہ ہوتی ہی لڑائی
اس شعلہ مزاجی نی میری جان جلائی
کیون خصلت مذموم یہ سینہ آپکو آئی

کسواسطے بیوجہ غضبناک ہوئے ہو
کچھ شرم ہین نحا عیب کہ بیباک ہوئی ہو

تم گھر ہین کہان آئی کہ گویا غضب آیا
کچھ خیر تو ہے ایسا کہا نکا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ بیجا غضب آیا
کوئی ہو جہان سامنی آیا غضب آیا
پھر لڑ کے چلے جاتی ہو یہ کیا غضب آیا
گھر والے کہان جائین یہ کیسا غضب آیا

بیوجہ عداوت کا سزاوار تو مین ہون
اور و نیہ ہے کیون ظلم گنہگار تو مین ہون

ہر اک سی بگڑ کر مرے دم پر نہ بن آؤ
کیون ہاتھ سی جاتی ہو تم اتنا بھی نہ آؤ
دل سرد ہوا تمسے مزاجی نہ جلاؤ
دن رات جہان رہتی ہو اب بھی ہان نہ جاؤ
جو ہمکو سنایا کرین تم اونکو سناؤ
اس گرمی الفت کو بس اب آگ لگاؤ

کب تک جلے کوئی یہ طپش خاک مین ملجاے
ٹھنڈا ہو کلیجہ جو کہین سوزش دل جاے

افسوس مری غم زدگی تجھسے سرایت
آئی وہی در پیش جو تھی عشق کی غایت
بھولے سی جو ملجاتے ہو یہ بھی ہی عنایت
بیفائدہ سی آئے نظر حرف و حکایت
بیجا ہین گلی سب تری بیہودہ شکایت
دیتے ہون سبب پوچھ کی شرمندہ نہایت

ہے رنج بجا بات یہ بھائی مرے جی کو
سچ کہتے ہو دل مین نے دیا اور کسیکو

مین ہی تو رہا ہون کہین شب کو خوش و خرم
میرے ہی نظر سی ہی عیان نیند کا عالم
مین نی ہی تو کی بادہ کشی غیر سے باہم
آتی ہی جمائی یہ جمائی مجھے ہر دم

کہیے تو یہ کیا بات ہے قربان تمہارے
کچھ طور نظر آتے ہیں بدلے ہوئے سارے

ہے ناز نہ ایما نہ ادائیں نہ اشارے
اب کس لیے رہتے نہیں تم گھر میں ہمارے

آتے کبھی ہو سو نہیں تو آتے ہی سدھارے
بیٹھے بھی اگر پاس تو چپ شرم کی مارے

پھر کس لیے گھونگھٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیوں نئے سر سے وہی پہلی سی حیا ہے

وہی تو ہوں میں ہمدم و دمساز تمہارا
مد نظر چشم نظر باز تمہارا

وہ جسکے سوا صرف سب انداز تمہارا
اک عمر تلک جس پہ رہا ناز تمہارا

وہ محرم ہر غمزہ و غماز تمہارا
پوشیدہ نہ تھا جس سے کوئی راز تمہارا

حسن آئینۂ دیدۂ دیدار طلب تھا
سر حلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

وہ مہر وہ الفت وہ محبت ہی نہیں ہے
یا طبع میں الطاف تھی یا بر سر کیں ہے

بیہودہ سدا ابروئے خمدار میں چیں ہے
بے وجہ شب و روز شکن زیب جبیں ہے

آتی ہی یہاں بس چلی جاؤنگے یقیں ہے
اب ہوش کہاں آپ کہیں دھیان کہیں ہے

فرق آ پڑا طرز ملاقات میں کیسا
غصہ ہی چلا آتا ہے ہر بات میں کیسا

وہ پیچ و خم طرۂ طرار کہاں ہے
وہ کشمکش کاکل خمدار کہاں ہے

وہ نازکی نرگس بیمار کہاں ہے
وہ تازگی رونق رخسار کہاں ہے

وہ بوئے تن رشک سمن زار کہاں ہے
وہ رنگ رخ غیرت گلنار کہاں ہے

گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہیں ہے
بدلے گئے کچھ تم تو وہ صورت ہی نہیں ہے

ہے طبع میں ہر روز فزوں رنج فزائی
اپنے میں سمائی نہیں کیا دل میں سمائی

تاثیر دوا اب تری کر جاے تو کر جاے
ہر چند کہ ناسور ہے بھر جاے تو بھر جاے

سینے کہ دل اس دشمن جانی سے پھرا اب
بیطاقتی جان نہین آزار قضا اب
وہ عشق کی خاطر ہے نہ وہ پاس وفا اب
گر تھا مرض الموت پہ ممکن ہے شفا اب
سینہ سے مرے ہاتھ جدا ہونے لگا اب
وہ فتنہ کی الفت ہے نہ وہ شوق لقا اب

کچھ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے
کھایا کرے بل سیکڑون اب میری بلا سے

یک عمر تلک زیست سے بیزار رہا مین
معشوق کے پرہیز سے بیمار رہا مین
کیا کیا نہ مصیبت مین گرفتار رہا مین
سرمشق غم و دو تف صد آزار رہا مین
بے جرم سزاؤن کا سزاوار رہا مین
افسردہ دل گرمی اغیار رہا مین

آخر تپش اس آتش خاموش مین آئی
جان گرمی غیرت سے غضب جوش مین آئی

کل گھر مین وہ بیٹھے تھے سراسیمہ و حیران
غصہ کے سبب چھپ نہ سکی رنجش پنہان
انصاف کرو صبر کرے کب تلک انسان
اوس حال کو دیکھے سے ہوا حال پریشان
سمجھا مین کہ یون بھی تو ہے مایوسی و حرمان
ناچار کہا طعن سے مین ڈر کے مری جان

کس سوچ مین بیٹھے ہو ذرا سر تو اوٹھاؤ
گو دل نہین ملتا ہے پر آنکھین تو ملاؤ

دیکھو تو ادھر کو کہ کبھی یار تھے ہم بھی
منظور نظر صورت اغیار تھے ہم بھی
غیرون کی طرح محرم اسرار تھے ہم بھی
اوس چشم عنایت کے سزاوار تھے ہم بھی

یون شربت دیدار سم آمیز نہین تھا
کچھ نرگس بیمار کو پرہیز نہین تھا

...نگ گرفتمش بہ بردست نہ ایف دگر / شوق تو دل مین ہمیشہ زوقت گیا وانگر

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کیند یار باین بہانہ رفت

لذت عیش و زندگی ٹھاٹھہ تہا ہمیں تمام
سوتے تھے ہم پلنگ پر لگے منہ سے سیر ہتر
بزم و شراب و راگ و رنگ بادہ کباب اگر دگر
نیند سے جو آنکھہ کھل گئی دیکھوں ہوں کیا کہ تکیہ

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کیند یار باین بہانہ رفت

شب کو وہ شوخ دلربا صبر کی لے گیا متاع
فدوی نے اوس سے کچھ زیادہ نہ کچھ بھی انتفاع
اوسکے ہی عشق مین افتراق اوسکے سخن مین اختراع
باتون مین شب گذر گئی اور لگا ہونے الوداع

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کیند یار باین بہانہ رفت

ہذا مخمس از کلام فصاحت بلاغت شعار حکیم محمد مومن خان سلمہ الغفار

ای چارہ گر آ بلد کہ دم چار گھڑی ہی
کیون پہلے سے دربان مین اثر ڈالتی ہی
ہو جاونہیں جان بر تو تری ناموری ہے
مین جان سے مرتا ہون تجھے بیخبری ہی
اپنی ہی تو کر دیکھہ عجب نسخہ وری ہے
یون دعوی بے صرفہ تو بیہودہ سری ہے

گر ہمسے مریضوں کی دوا ہووے تو جانین
بیمار محبت کو شفا ہووے تو جانین

ہر چند کہ دربان نہیں عشق بتان کا
مرنا فلق ہجر مین بچنا ہے بیان کا
وہ حال نہیں ہے دل بیتاب و توان کا
زخم دل مجروح پہ لگتا نہیں ٹانکا
ہر شکہ ہوا سہل علاج اپنی تو جان کا
تھمتا نظر آتا ہے لہو زخم نہان کا

عمرم بتازہ باید م دوا گریستن ٭

اے شیخ میر بادہ و خلد برین بہشت — نگاہی بیاد سرو قدی گریہ ہم خوش ست

تا کے بشوق سدرہ و طوبے گریستن

لاکھون تباہ حال ہین اور اشکبار ہائے — ہر کس کہ ہست گریہ بحالش رواست لیک

نتوان بعالم تن تنہا گریستن ٭

مومن یہ کہدی جاکہ ہر گرچہ ولیہ مشتاق — عرفی زگریہ دست نداری کہ در فراق

در دست زول نے ہر وا لا گریستن ٭

مسدس فدوی

سینو ذرا یہ گفتگو شب کو بروئے آبجو — پیتے تھے مے سبو سبو ملکے صنم سے دو بدو
مشغل مہ تھی روبرو ہم تھے یار تھا خوبرو — لیکن ہوئی وہ سب فنا آخر شب نہ من نہ او

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہنستے کیے تھے واہ واہ شب کو مزے عجب عجب — بزم شراب و راگ و رنگ اور بغل مین غنچہ لب
سینہ بسینہ لب بلب یونہین کٹی تمام شب — عین خوشی مین کیا ہوا دیکھو تو یارو یہ غضب

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

یار نے کی تھی روشنی صحن چمن مین ہر طرف — نہر کنارے لب کی دوا زبر جلنے چراغ صف بہ صف
اب وان ومیکشی بانگ نہ وصدا ہے دف — کیا یہ سما بندھا جو تھا مفت گیا مرد ز کف

صبح دمید شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

شام سے لیکے تا سحر جشن رہا ہمارے گھر — ہم تھے نشہ مین بیخبر آیا کہین سے سیمبر

سنگ جفا سے شیشۂ دل چور ہو گیا — زخموں سے سینہ خانۂ زنبور ہو گیا
کر عشق ہر طرح سے مین مجبور ہو گیا — دیوانگی مین نام ہی مشہور ہو گیا

بار گران سے عشق کے ہے زیر بار دل

چاہت نے اسی کنور مجھے بے خانمان کیا — بار الم سے پشت دوتا جون کمان کیا
ہر طرح اس جہان نے مجھے خستہ جان کیا — لے کر دلکو قید سر زلف بتان کیا

تڑپے ہے سینہ مین مرے بے اختیار دل

مثلث از خان عالیشان فصاحت بیان

حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

لذت فزا ست در دل شبہا گریستین — خوش در خور ست حسرت ملو با گریستین

پنہان ملول بودن وپیدا گریستن

مت بیحجاب ہو تو نہ یون جھانکا یار سو — ای دیدہ وار باس کہ مقبول عشق کو

رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہے کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے — من گیستم کہ گریہ بجا الم کند و لے

مے زیبدت بنرگس شہلا گریستن

ہین خون فشانیان عبث اے چشم پر ملال — گر کام دل بگریہ میسر شدی وصال

صد سال میتوان بتمنا گریستن

حیران دیکھہ ربط گل و شبنم ای ہزار — بیدردرا بہ صحبت ارباب دل چہ کار

خندیدن آشنا بنود با گریستن

استطرفہ ہا ہی روز بین کس متو نسیز دن — عمرم بگریہ ہای ہوس صرف شد کنون

هذا
مخمس ارشاد
است

اس گردش افلاک سے حق آپ ہی سنبھالے
دنیا کی محبت سے مرے دل کو نکالے
یہ قوم دغاباز جفاجو سے بچا لے
کرتے ہین ہر اک بات مین کیا حیلے حوالے
دنیا مین کوئی چیز نہین بڑھکے ہے زر سے

افسوس عجب طرح کا آیا ہے زمانہ
جو دل سے یگانہ تھا ہوا ہے وہ بگانہ
جاتا ہون ہر اک کام کو مین خانہ بخانہ
کوئی مجھکو نپوچھے کہ یہ ہے کون فلانہ
دنیا مین کوئی چیز نہین بڑھکے ہے زر سے

پوچھے ہین اوسے جو کہ ہو زردار تو انگر
مفلس کو نپوچھے وہ اگر ہووے برادر
آثار محبت کا نہین روے زمین پر
کیا غیر زمانہ ہے یہ اللہ اکبر
دنیا مین کوئی چیز نہین بڑھکے ہے زر سے

جو کچھ کہ بزرگون نے کہا ہے سو بجا ہے
دل کو نہ لگائے جو کسی سے تو بھلا ہے
دنیا مین ذرا چشم مروت نہ حیا ہے
جو مجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے
دنیا مین کوئی چیز نہین بڑھکے ہے زر سے

اسوقت توقع نہین مادر و پدر سے
احمق ہین جو امید رکھین اپنے پسر سے
یہ مصرع عجب کس نے لکھا خون جگر سے
لایق ہے جو ہم اوسکو لکھین آب گہر سے
دنیا مین کوئی چیز نہین بڑھکے ہے زر سے

ارشاد تو نمائل ہے پر اک خوف خدا کر
جو دوست نظر آوے دل و جان تو فدا کر
مقدور سے اپنے نہ گذر کام روا کر
کوئی طعنہ نہ مارے تجھے یہ مصرع سنا کر
دنیا مین کوئی چیز نہین بڑھکے ہے زر سے

هذا
مخمس از کنور است

سودائے یار سے ہی نپٹ بیقرار دل
مدت سے اک نگاہ کا ہے انتظار دل
شوق وصال یار ہوا افگار دل
کیا کہیے کسقدر ہے سدا اضطرار دل
ہووے جو وصل یار تو پاوے قرار دل

آشفتگی ہے دلکو نپٹ اور پیچ و تاب
آزردگی و خستگی رہتی ہے بیحساب
بے طرح روز و شب ہے اسے آہ اضطراب
ہے قید زلف یار دل خستہ کو عذاب
[illegible]

اس دل سے مین کہتا تھا وہ تجھکو بھاتا ہے
کیون اس لب شیرین کی بات تو پر تو جاتا ہے
گو شہر تو ہو میٹھا لیکن کوئی کھاتا ہے
یون دیدہ و دانستہ جی کو کوئی کھوتا ہے
[illegible]

غم فراق سے سینہ تو شق ابھی سے ہے
سپید چہرہ برنگ افق ابھی سے ہے
جو جاؤن جاؤن کا تجھکو سبق ابھی سے ہے
شب فراق مین دل پر قلق ابھی سے ہے
[illegible]

نہ زر کہ اوسے دیجے نہ زور کی ہے طاقت
نہ عجز سے کچھ حاصل نہ کام کرے منت
کس طرح سے کاٹو مین کٹتی نہیں یہ زحمت
کیا فکر کرون یارو لاحول ولا قوت
[illegible]

دماغ دوستو میرے جو کج کلاہ کا ہے
نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے
ہر اس دلمین سمایا جو اوسکی راہ کا ہے
چلا نہیں یہ ارادہ تو سیر ماہ کا ہے
[illegible]

اس جینے سے بہتر ہے اب موت پہ دل دھریے
جل بجھیے کہین جا کر یا ڈوب کہین مریے
کس طور کٹین راتین کس طرح سے دن بھریے
کچھ بن نہیں آتی ہے حیران ہون کیا کریے
[illegible]

روان ہو جیسے کہ نیسان کا قطرہ سوی صدف
کمان سے جون ہو گرندہ تیر سمت ہدف
کہ جیسے پرچہ کاغذ یہ ہو وہی خالی کف
مین لکھ چکا ہی نہیں جان لکا اسکی طرف
[illegible]

مصرع کو یقین تیرے سودا نے سنا تھا کل
روتا ہے وہ تب سے یون برسے ہی گویا بادل
ہے رعد نمط نالان بجلی کی طرح بے کل
پھر پھر کے وہ پڑھتا ہی ہاتھونکو تئین مل مل
[illegible]

نگاہ تیری نے جسکے تئین کیا گھایل
وہ آج مر گیا ظالم اوٹھا کے صدمہ دل
خدا کے واسطے چل دیکھ تو اری قاتل
ہنوز دفن ہوا ہی نہیں ترا بسمل
[illegible]

ہذا
مخمس از عشرت
است

ہوے ہم اسکے جو یایل تو دکھ سہا عشرت
ہماری آنکھونسے دن رات خون بہا عشرت
صبح سے شام تلک تو وہ خوش رہا عشرت
کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت
[illegible]

کرے جیکو فدا دل دے جو کوئی چاہ کر اسکو
نصیبون سے ملے گر اوسکے ثنا نکتہ ور اوسکو
سنائین حسب حال ہم مرزا اپنا شعر گر اوسکو
اگر ہم جانتے ایسا نہ دیتے دل ظفر اوسکو
[illegible]

نہین کوئی مرادل دار آشنائے الحال
ہر ایک یہ زور چھلا ہے یادگار وصال
اوسی کو سینہ پہ دہرتا ہون خوب گر لال
جو گل مین کہا نکھون کسطرح تجہ احوال
[illegible]

مخمس معروف بر غزل عبد الرحمن خان المتخلص بہ احسان

کرم سے تونے جو مقتل مین جلوہ فرمایا
زبسکہ مجھکو تمنائے مرگ مین پایا
تو سب کو قتل کیا اور مجھکو ترسایا
گلوے تشنہ پہ میرے نہ تجھکو رحم آیا
[illegible]

بنی ہے چشمۂ خون چشم اشکبار دریغ +
بچا نہ قطرۂ خون جگر فگار دریغ +
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہوا ہے زرد مرا غم سے جسم زار دریغ
[illegible]

نہ آپ مین ہے یہ معروف بی سر و سامان
نہ پاس شرم و حیا ہے نہ ضبط آہ و فغان
نہ باز رونے سے ہووے یہ دیدۂ گریان
نہ دل کو تاب ہے فرقت مین کیا کرون احسان
[illegible]

ملا جو تجھسے سر راہ مین بیابان گرد +
تو دیکھ دیکھ مرا حال زار چہرہ زرد
ہنسا بزیر لب اک بھر کے ناز سے دم سرد
کڑھا ہے دیکھ کے تو اسطرح دم بیدرد
[illegible]

مخمس مرزا رفیع السودا بر مصرع یقین

بچھے ہین پھول گلستان کو ہر نشیمن مین
ہر ایک جا پہ ہین مرغان باغ شیون مین
بھرے ہین لخت جگر غنچۂ گل کے دامن مین
گذر ہوا تھا یہ کس رشک گل کا گلشن مین
[illegible]

اوس شوخ سے اس دل کے لگجانے کو کہیے
ناحق کی اذیت سے دکھ پانے کو کیا کہیے
احوال مرا یان تک پہونچانے کو کیا کہیے
یون مفت مین اس جاکر پھنس جانے کو کیا کہیے
[illegible]

گو نہ کھینچی ظاہرا اوس دشمن عالم نے تیغ
ہاتھ مین دی پہ خیال ابروی پر خم نے تیغ
آپ اپنی پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ
وان ہلی ابرو یہان گردن پہ پھیری ہمنے تیغ
[illegible]

محبت ہو تری پہلے تو کی مہر و وفا تو نے
ستم ہم پر جو کرتا ہے وہ کیا دیکھی خطا تو نے
ہمارا لیکے دل پھر آخر کی یہ دغا تو نے
یہ جانا تھا کریگا تو وفا پر کی جفا تو نے
[illegible]

اونکو جب پاتے ہین تو اپنے کو کب پاتے ہین ہم
ساتھ اپنے شوق کی ہمدم تو اوڑا جاتے ہین ہم
شوق کی نیرنگ سازی اونکو دکھلاتے ہین ہم
سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتے ہین ہم
[illegible]

یہ منہ سے ترا جان حزین کو یہ مقولہ تھا
کہ اس قالب مین جب تک نہین ہے زندگی مین صلا
وہ پہونچا اپنے گھر اور تو یہین کرتی ہے واویلا
تجھے تھا ساتھ جانا وہ گیا تو رہگئی تنہا
[illegible]

گو سیہ کاری سے ہے ای رمز حال دل تباہ
ہاں ہے لیکن اسکے دل مین گھر کرنے کی راہ
رہنمای راہ الفت ہو گئی اپنے گناہ
کیا ہوا ای ذوق ہین جو مردمک روی سیاہ
[illegible]

جو عہدہ قاصد کا اوہ مرنے پر کمر باندھے
کہ خط کو ہاتھ مین لیکر ہتھیلی پر وہ سر رکھے
ہوا کیا اور خیال افسوس اپنے دل مین کیا کیا
تمنا تھی جواب خط کی قاصد کے ہوی ہر زمی
[illegible]

مخمس شاہ دہلی المتخلص
بہ ظفر غفر اللہ لہ
بر غزل رمز

زمانہ دوستدار رنج یا ہو دشمن شادی
فلک کی ظلم سے خاموش کوئی ہو کہ فریادی
او سے کیا کام جسکو قید دنیا سے ہو آزادی
ملا تھا خاک مین کون اور اب ہے کسکی بربادی
[illegible]

تمھاری وضع سے صاحب بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
ہمین تمسے محبت کا گمان کیا تھا ہوا کیا ہے
تمھارا قول ہمسے میری جان کیا تھا ہوا کیا ہے
کیا وہ آپ نے ہمسے بیان کیا تھا ہوا کیا ہے
[illegible]

سراسیمہ یہ کیا اب دیکھتا ہے چار سو ای دل
نہ یارای خموشی اور نہ تاب گفتگو ای دل
ہمین معلوم ہے احوال ترا ہو بہو ای دل
سراپا اندوہ فکر مین گم ہے تو ای دل
[illegible]

مخمس رمز بر غزل
محمد صلعم ابراہیم صاحب المتخلص بذوق

شور الفت کا بیان احوال مین کس سی کرون
آہ اور بھرنے لگا تازہ ہر اک زخم درون
کیا خوشی کا ذکر یانسے عشق کا یہی فسون
دیکھکر قاتل کو بھر لائی ہی جوش دلمین خون
[illegible]

جوش مین طوفان کو لانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
اضطراب دل دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
خاک مین گوہر ملانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
ابرتر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جاے
[illegible]

خوب ہی گر تو نجائے ایسے جانیسے وہان
یعنے کچھ حاصل نہین ہی سر کٹا نیسے وہان
ہے سوا ظلم و ستم سازی مانی سے وہان
کہدو قاصد سی کہ جاوی کچھ بہانے سے ہان
[illegible]

تھا یقین ہمکو کہ بس ہوتے ہین کوئی دنکو قتل
کونسا مشکل ہی کرنا عاشق پر غم کو قتل
کرچکا ہی تو ہی انداز سے عالم کو قتل
ہمنے پہلے ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
[illegible]

ایسے غم مین گر جیے ہے کام یہ ہی مرد کا
حال لکھتا کیونکہ انکو رنگ روی زرد کا
قصہ سنوانی مین انکو اپنی آہ سرد کا
خط مین لکھوا کر اونہین بھیجا تو مطلع درد کا
[illegible]

یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن کو ہی بیشک مجھسے بیر
دیکھیے کیا ہوے بیٹھے دیکھتے ہین ہم بھی سیر
یار ہوا سکے ہی کہتے ہین تو ہے یہ بھی بخیر
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
[illegible]

کر دیا گردون کو اوسکو سامنے خم آپ سی
اسطرح دانستہ دی ہی کوئی سر کو خم آپ سی
خوش ہوا ہی چاہی وہ آشوب عالم آپ سی
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑی ہم آپ سی
[illegible]

کیا ہی پچھتاتے ہین اپنے دیکھکر دل کا یہ حال
سچ کہا ہے قدر نعمت ہوتی ہی بعد از زوال
سینہ کاوی سے حقیقت مین ہوا نقصان کمال
تیر و پیکان جتنے تھے دلمین دی ہمنے نکال ؛
[illegible]

کاہیکو کچھ منہ سی کہتا جانتا مین یہ اگر
اسطرحکا نکتہ چین وہ ہو گیا ہی کینہ ور
بات ہون با تو نہین کیا کیون جیا نکا اپنے خضر
جب کہا مرتا ہون وہ بولی مرا سر کاٹ کر
[illegible]

جو کوئی کرتا گلہ ہے جو کسو اپنے کا
لوگ باور نہین کرتے ہین پھر اسکو اصلا
ہے یہ مشکل کہ نہین اور سے مجھکو شکوا
دل سے کے ہاتھو ںسے کہ ہے دشمن جانی اپنا
ہون اک آفت مین گرفتار کہون یا نہ کہون

نے تو نقش مدعا کی ہی نشست
نے صف غم ہی کو ملتی ہے شکست
خوب دیکھا او دل الفت پرست
تا کہ من سر بسر بیجا صل است
گریۂ من سر بسر بیفائدہ

یعنے پردے ہی مین اک ڈھب کا نہان ہی غماز
اشک بیتابی وہ فریاد و فغان ہی غماز
پہلے تو عاشق غمگین کی زبان ہی غماز
مین تو دیوانہ ہون اور ایک جہان ہی غماز
گو مین اب لیش دل ار کہون یا نہ کہون

جو کرے جو ایک بوسہ کا سوال
وہ کرے کیا خاک عاشق کو نہال
کب بر آتی ہے تمنائے وصال
اے صنم اے سرو بستان جمال
از تو امید ثمر بے فائدہ

ہی سخن واللہ ہی لگی مجھے معروف مدد
ہون بزندان سخن صورت قفل ابجد
دل مین باتین ہین بھری بسکہ زیادہ از حد
آپ سے وہ مرا احوال نپوچھے تو اسد
حسب حال اپنے پھر اشعار کہون یا نہ کہون

نزع کی حالت مین کیا ہوتا اگر
دیکھ جاتا تو مجھی گر اک نظر
وائے حسرت اے بت بیداد گر
جان بلب دارم نمیداری خبر
بے تو مردن بیخبر بیفائدہ

مخمس شاعر بے بدیل
معروف بر غزل
حافظ احسان صاحب

ہر گھڑی تو یہ جو کرتا ہے بیان
دل لگا مت اسمین ہی جی کا زیان
تو کوئی قاضی ہے تجھکو کیا میان
ناصحا من دانم و عشق بتان
فائدہ گر ہست ور بیفائدہ

نالہ ہائے بے اثر بے فائدہ
زاری شام و سحر بے فائدہ
کیجیے کیون جی کا ضرر بے فائدہ
گریہ ام اے سیمبر بے فائدہ
رنگ زرد و ہمچو زر بیفائدہ

کہتے ہین شعر وف ہی گو کیا زبون
میر کو بھی کہتے ہین مرد فنون
گرتے ہین سودا تلک ثابت جنون
قدر شعر احسان کہ میداند کنون
میخورم خون جگر بیفائدہ

نہ پوچھ مجھسے غم و درد صدمہ ہاے فراق
ازل سے مجھکو بنایا ہے آشناے فراق
لکھا نہین مری تقدیر مین سواے فراق
مباد کس چو من خستہ مبتلای فراق
کہ داد من بستاند دہد سزاے فراق

اسیر بند بلا ہین یہ ناتوان شب و روز
سبب یہ ہے کہ وہ آنکھو نسے ہے نہان شب و روز
سنا کیے ہین جو معروف کی فغان شب و روز
ازین سبب من حافظ چو بیدلان شب و روز
چو بلبل سحری میزنم نواے فراق

غم فراق سے از بسکہ ہون سدا بیدم
ہر ایک دم ہے مرا میرے حق مین تیغ دو دم
طرف فلک کے یہ کہتا ہون دیکھکر ہر دم
کجا روم چکنم حال دل کرا گویم
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلای فراق

این مخمس از
حیدر علی آتش
است

بھرا ہے بسکہ دل و جان مین تیری ہجر کا غم
بنا ہے چشمۂ خون جگر یہ دیدۂ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام الم
فراق را بفراق تو مبتلا سازم
چنانکہ خون بچکانم ز دیدہ ہاے فراق

بھڑک کی عشق کی ساری بدن مین آگ لگی
یہ شعلہ آہ کا نکلا دہن مین آگ لگی
تری تو آتش رخ سے چمن مین آگ لگی
مرے تو جان و جگر و من مین آگ لگی
یہ روز کہتی تھی بلبل وطن مین آگ لگی

کیے ہین ہجر نے از بسکہ مجھپہ جور و ستم
نہ وہ بین رہا ہے یہ غصّہ سے اب مرا عالم
کہ دل ہی دل مین یہ سوچا کرون ہون ہمین ہر دم
اگر بدست من افتد فراق را بکشم
بآب دیدہ دہم باز خونبہای فراق

یہ کیا غضب تھا منگائی چمن سے شیرین نے
اور اسکی خلق مین شہرت اوڑائی شیرین نے
ادھر تو ہاتھون مین مہندی لگائی شیرین نے
مگر یہ سیر عجائب دیکھائی شیرین نے
پھر اسطرف کو دل کوہکن مین آگ لگی

تمام عمر رہا دوستون مین اس سے جدا
اور اوسپہ کہتے ہو قسمت کا تو نکر شکوا
ذرا سمجھ کے کہو بات از براے خدا
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
مگر بزاد مرا مادر از براى فراق

کیا علاج اطبا نے نارسائی سے
نہ آخرش ہوئی صحت کسی دوائی سے
یہ رنگ جسم کا ہے تیری آشنائی سے
جلے ہے لاش مری آتش جدائی سے
مدد کو پہونچو صنم اب کفن مین آگ لگی

فرشتے اور بشر سے ہے خطا نسبت جو اوسکو دو
نہین خیر البشر ہے بلکہ فخر انبیا ہے وہ
بھلا بے میم احمدؐ اور عرب بی عین ہوے جو
سراپا نور حق نام خدا کہیے نہ کیون اوسکو
که جسکا نقش پا ہو جبہ سا ساری خدائی کا

فرشتے اور بشر کی حق نفی کی ہی آپ سے خلقت
ولی خالق نفی کی ہر جنس کی کونین ہین کثرت
محمدؐ مصطفے اخلاق کی اک خاص ہی خلعت
دلیل اوسکی ہی یکتائی کی یہ لاریب ای جرات
که تھا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

مخمس معروف بر غزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

عشوے سے ظاہر سر بسر ہے جلوہ حور و پری
غمزے مین تیرے مو بمو پنہان ہی فن جادوگری
جتنی که خوبی چاہیی ہی تیری صورت مین بھری
ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت میکنم در حسن ازان بالاتری

نقاش قدرت نے تجھے جسدم بنایا سر بسر
جتنے که اگلے نقش تھی روپ سب آئے نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر
ہرگز نیامد در نظر نقشے ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

عشق خرام ناز سی تو جلوہ کرتا ہی جہان
جون سایہ رہتی ہین پڑی عشاق بیتاب و توان
چاہین که اوٹھین خاک سی سو ہم مین طاقت کہان
ای راحت آرام جان با قد چون سرو روان
زانسو مرو دامن کشان کآرام جان ہر یری

رہتی تھی عاشق سی تجھی یہ کسقدر بیگانگی
مانند نور سایہ کی کچھ اور آمیزش نہ تھی
پر انتہائے عشق مین دیکھا که یہ صورت ہوئی
من تن شدم تو جان شدی من تو شدم تو من شدے
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

مانا که مانی آج ہی تیرا قلم حسن آفرین
کھینچے ہین تو نے عمر بھر نقش بتان نازنین
گو رنگ لاوی لاکھ تو پر ہم تیرے قائل نہین
صورتگر زیبای چین و صورت آئینہ بین
یا صورت کش ہمچنین یا ترک کن صورتگری

در پر جو اپنے دیکھکر مجھکو وہ شوخ بیحیا
ہوکر غضب کہنے لگا تو کون ہی اوٹھ یانسے جا
معروف یہ سنکے رو دیا اور رو کی یہ مقطع پڑھا
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما
باشد که از بہر خدا سوی غریبان بنگری

مخمس معروف بر غزل خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ تعالے علیہ

خرابی آشیان عنصری کی میری جب آوے
کبوتر بن کی روح پاک میری روضہ مین پہونچے
جو ہوا آزاد مرغ جان تو پاوے شوق سی اوڑ کے
تمنا ہی درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
[illegible]

اسی کی ذات ہی کون و مکان کی باعث خلقت
اسی کی شان مین لولاک نازل ہی بہر صورت
جب ایسی ذات با برکات ہووی پھر تو بیدقت
منور کیون نہ اسکے نور سی ہو خانۂ طاعت
[illegible]

مذاق اس مسئلے کی ہی خبر ثابت روایت سے
کہ خالق نی درود افضل کیا ہی ہر عبادت سے
وہین صل علی فرما کے بس لبہای رحمت سے
خدا منہ چوم لیتا ہی شہیدی کس محبت سی
[illegible]

مقرر جو کیے ہین اوسنی اپنی شرع کی رستے
بغیر از اسکے کوئی منزل مقصود کو پہونچے
نہین ممکن فرشتہ ہووے وہ اور کیا ولی ہووے
بلند اسکا وہ ایوان مراتب ہی کہ بن اسکے
[illegible]

مخمس در نعت محمد مصطفے احمد مجتبے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از جرات شاعر

اگرچہ لاکھ پیغمبر اوسی کا آفریدہ ہے
موافق مرتبے اپنی کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفے لیکن باوصاف حمیدہ ہے
گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
[illegible]

تمام امت بھی اور مداح تھا ہارون بھائی کا
اور اک عالم کرے تھا وصف عیسی کی خدائی کا
نبی موصوف گذرا ہے ہر اک لوتی خدائی کا
محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
[illegible]

سلیمان سکندر اور کسری کیقباد و جم
دریچانہ مین اسکی بار کب پاتی رہین ہر دم
فرشتہ بھی جہان ششدر رہی ہرگز نماری دم
رکھے ہے منزلت آستان سرور عالم
[illegible]

اسی کی نور سے جاتی رہی ہے کفر کی ظلمت
اسی کی شان مین نازل ہوئی شمس الضحی آیت
اسی کی حق نے کی کونین مین بدر الدجی خلقت
سپہر معرفت تھا ہے وہ مہر الوہیت
[illegible]

کیا کلمہ نے اسکے نفی اور اثبات سی محرم
وہی روز قیامت کو بنے گا شافع عالم
نصیحت تجھکو کرتا ہون ہی جبتک کہ دم مین دم
اسی کی عشق مین پابند الفت ہون دلا ہر دم
[illegible]

۱۷
شفیع المذنبین جب یاد فرماوینگے امت کو
خوشی کی مارے ہم سب بھول جاوینگے مصیبت کو
جو روتی ہونگے ہنستے کھیلتے جاوینگے جنت کو
لب گوہر فشان وا ہونگے جب عرض شفاعت کو

۱۸
تری محراب ابرو کا ہے طاق کعبہ شیدائی
ترے خال سیہ کا سنگ اسود بھی ہے سودائی
ہے دلمین اسکی داغ حسرت شوق جبین سائی
رہا کعبہ مین تیرے روضہ کے در پر نہ جا پائی

۱۹
وعید کبریائی تا کہ صادق ہو قیامت مین
یہودی اور نصرانی رہی تیری عداوت مین
مجوسون کو ترے اقرار ہو تیری نبوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین

۲۰
تری خاطر سے خالق نے کیے ہین خلق انس و جان
ہوا معمور تیرے نور سے یہ عالم امکان
کیا پیدا نہ پیدا ہو کبھی ایسا کوئی انسان
ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان

۲۱
عجب کیا لال کر دیوے زبان ترکی و تازی
کہ شعر آبدار اپنا ہے رشک تیغ فولادی
کٹے اس تیغ ہندی سے نہ کیون سیف صفاہانی
تری تعریف سے میری زبانمین آئی ہے تیزی

۲۲
یہان یک حرف موزون گر کوئی انصاف سے دیکھے
فصاحت اور بلاغت مین ہے بہتر سو کتابون سے
ردی ہو جاوینگی صدہا بیاضین سیکڑون نسخے
پھینکینگے مثل تقویم کہن دیوان ہزارون کے

۲۳
لپٹان شوق زیارت مین ہے اوسکی روح اور قالب
مرا ہادی ہے رہبر ہے علی ابن ابیطالب
جناب آسمان رفعت پہ پہنچونگا ہے غالب
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب

۲۴
کبھی یہ مردم دیدہ سواد شیرین دیکھین
کبھی اوس روضۂ اقدس کی وہ قبر نظر آوین
کبھی درگاہ مین تیری گرون جا رو بہ مین پلکین
کبھی نزدیک جا کر آستانے پر ملون آنکھین

۲۵
تری کوچہ مین جا کر کب بھلا فردوس یاد آوے
کہ بہتر سدرہ و طوبی سے دیوارونکی ہین سایے
مجھے خلد برین کی عیش و عشرت سہو ہو جیسے
فراغ دل سے گر وان زندگی کا کوئی دم گذرے

۲۶
الٰہی ہو نچون یثرب مین یہی مقصود ہے میرا
اگر مر جاؤن مین جا کر وہان تو اس سے بہتر کیا
وہانکی دشت مین ہو جاؤنمین طعمہ درندونکا
مدینہ کی زمین کی گر لایق ہو مرا لاشا

نہ تھا یو بلبل و گل پر ہوا صیاد گل چین کو
رکھا آباد و شادان گلشن دنیا کو اور دین کو
بنا تھا جسم اطہر دو جہان کے زیب و تزئین کو
وہ اس عالم میں رونق بخش تھا حوروں کی تسکین کو

مثلث کو مربع کسطرح لکھتا کوئی یارو
احد میں میم اگر چار ارکان ہو گئے دیکھو
نہ ممکن تھا کسی ترکیب سی مفرد مرکب ہو
گذر وحدت سی کثرت میں نہو وہ ذات مطلق کو

در مقصود لیکر حق سے شاہ بحر و بر آیا
عجب دریا دلی سے جاکے بیخوف و خطر آیا
جو اوسکے ہمت عالی کا دریا موج پر آیا
شب معراج چڑھکر عرش پر دم میں اوتر آیا

سمجھکر گوشۂ ایمان یہ دامن تیرا پکڑا ہے
مجھے کونین میں تیری سوا اب آسرا کیا ہی
مراد دو جہانمین تو ہی بس ملجا و ماوا ہے
بھروسا ہر کسیکو اک حصار عافیت کا ہے

نہ جانو فرق اک نقطہ کا احمد کو احد سمجھو
سراپا مظہر حق ظاہر و باطن میں ہی وہ تو
وہ خود مفتاح ہی مفتاح کی کیا اسکو حاجت ہو
کشود عقدۂ باطن میں کافی نام حق اسکو

مکان لامکان سی ہی یہ برتر کچھ تیرا ایوان
ہی ادنی فرش پا انداز تیرا عرش عالیشان
ستارے ہیں تیری پاپوش کی مہر و مہ تابان
تیری پابوس سی ہفتم فلک پر منزل کیوان

جہان پرواز کرنے سے پر جبریل جلتا ہو
بھلا ایسے محل میں دخل پھر شیطان کا کیا ہو
وہین مار اپڑی گو سو طرحکا بھیس بدلا ہو
گر افعی بن کے جانکلے اودھر ابلیس اندھا ہو

ہمیں دونو جہانمین زحمت و غصہ کا ڈر کیون ہو
تجھے بھیجا خدا نے رحمۃ للعالمین ہی تو
تیری انعام بی پایان کا کیا ہو شکر ای خوش خو
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتیں دیتا ہی بندونکو

خدا کا ذکر دل میں بخشش امت کی لب ساحل
معانی تو ادھر کے پر تلفظ میں اودھر مائل
اودھر مشغول تھا حق سی ادھر تھا وعظ میں شاغل
اودھر اللہ سی واصل ادھر مخلوق کا شامل

جو عاشق ہیں وصال حق سی وہ ہونگی فرحت مین
جو عابد ہیں وہ حوران جنان سے ہونگی خلوت مین
زہی قسمت کہ سب ہونگی کیا کیا ناز و نعمت مین
بٹیں گے جسگھڑی عشرت کی سامان بزم جنت مین

نسبت سی تیری حسن کی ہوئی پھول کی پنکھڑی
تجھہ پک کی نزاکت کہین کس جھاڑ کا پالا
دیدار کی سمرن ہی مجھہ آنکھونمین مرا آج
انگلیون سی پلک کے لیے پہن ہاتھہ مین مالا

توسب بین ہزارا
ہے پات سمن زا
پس کیون نہ پھرا ین
آنسو کے رتن کا

مخمس در مدح حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم از شہیدی

بیان اوس روی روشن کی ہو کیا انوار بیحد کا
ہے شمع لم یزل کا پرتو جلوہ محمد صلعم کا
سراپا نور تھا اسواسطے سایہ نہ تھا قد کا
طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا
[illegible]

ہوئے پیدا تھر تھرائے خوف سے شیطان بھی گھبرایا
ہوا سارے جہان کا فرونمین تہلکہ برپا
تہ و بالا ہوئے کعبہ مین یکسر لات اور عزا
عجم مین زلزلہ نوشیرواں کے قصر مین آیا
[illegible]

اسی کی فیض سے کل دفتر عالم ہوا پیدا
اسی کے نور کا پرتو عقول عشرہ مین دیکھا
نہین ہے بندۂ فیاض کوئی ماسبق اوسکا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا
[illegible]

محمد مصطفیٰ باعث ہوئے ایجاد عالم کی
تمامی انبیا کو اسکی خلقت سی ملے رتبے
بڑھی اسکی سبب سے نوح و اسماعیل کی درجے
شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اوس سے
[illegible]

چمن بند قضا نقاش اسکی بزم رنگین مین
قدر اک بندہ کی ہمتاش اوسکی بزم رنگین مین
ہر اک عرشی ہے حاضرباش اوسکی بزم رنگین مین
چمن پیرای کن فراش اوسکی بزم رنگین مین
[illegible]

بہانہ اوسکی آنیکا نزول وحی قرآن تھا
فرشتہ تھا مگر ظاہر مین بنتا شکل انسان تھا
غلامونکی طرح آٹھون پہر دونون پہ قربان تھا
شب و روز اوسکی صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا
[illegible]

الغرض میری جو ہر بات مین آسانی ہو
اور نہ حیرانی ہو

کھولدو کلمہ شہادت سیتی میرا یہ دہن
تم مرے ہو رہنما

قبر کے بیچ مین آوینگے وہ منکر و نکیر
نہ کرین مجھکو ذلیل

گزر اونکے سے بچا لیجیو میری جان و تن
یا امام الانبیا

جب کہ ہو جاوے سوال اور جواب
نکرین مجھپہ عذاب

فضل رب کے سیتی ہو جاوے مری گور چمن
یا محمد مصطفے

جبکہ ہو روز حشر کیونکہ گرانوقت ہے وہ
اور بہت سخت ہی وہ

یا نبی لیجیو مجھے بہر حسین رض اور حسن رض
اسکی آفت سی بچا

تمھارے آل کے صدقے یہ معلم ہی غلام
ہے غلامان غلام

حشر مین پاس بلا لیجیو باتخت عدن
کیا کہون اسکے سوا

مستزاد سراج

ہر صبح ملک بر فلک عالم بالا
قد دیکھہ سجن کا

تسبیح کرین سلمہ اللہ تعالے
منکا لیے من کا

تجھہ چہرۂ زرتار کے تارونکی جھلک کی
آنکھون مین نہین تاب

شاید کہ نمودار ہوا جگ مین اوجالا
سورج کی کرن کا

اے سرو سہی داغ جدائی کی خبر لے
رکھہ عزم تماشا

پھولا ہے عجائب یہ ہزارا گل لالہ
مجھہ دل کی چمن کا

تجھہ ابروے خونریز کی شمشیر کی اوجھڑ
ہے جسکے جگر پر

کہتے ہین اوسے جگ کے جوانمرد جوالا
تجھہ عشق کے رنگ کا

برجاہے اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہے ان
اے ساقی گل رو

مجلس مین محبت کے ہوا نشہ دوبالا
تجھہ جام نین کا

گر بیٹھے ہو تم لاکھون کرورونکی ہی سر چپٹ وہ سیج پڑی پھولونکی مخمل کی وہ تکیے پردے وہ ہمامی کی وہ سونے کا سپہر کھٹ پھرتا ہے سما آنکھونمین اتبک وہی انشا باہم جو لپٹ سونیمین آجاوے رکاوٹ		اک آن مین جھٹ پٹ کمخواب کی توشک اور اسکی سجاوٹ ہے ظالم ارے کیون وہ پیار کی کروٹ

مستزاد حسین

سوتا ہے گلی لگ کے جب وہ یار پلنگ پر آتی ہی لپٹ پھولون کی مہکار پلنگ پر ہے سرخ جو پوشاک تواوس گوری بدن پر رکھتا ہی عجب طرحکا گلزار پلنگ پر ساقی مین تری صدقی ذرا جام کو بھردے جو ساتھ رہون یار کے سرشار پلنگ پر ہی آرزو دل کی جو وہ آغوش مین آوے سو جاوے تو جاؤن مین بلہار پلنگ پر رنگینی تری شعر کی سُن سنکے حسین اب تو خوش رہے اور پاس ہو دلدار پلنگ پر		کیا نازوادا سے اوس بند قبا سے سجتی ہے سجاوٹ آنچل کی جلا سے جو شوق خدا ہو سرمست نشہ سے خواہش ہی مری یہ منت یہ خدا سے مشتاق ہوا دل ہر روز رضا سے

مستزاد معلم

یہ عرض اور سنو یا شہ زمین وزمن رکھو آفات بلایون ستی مجھکو بہ امن دنیا و دین مین مری شرم وحیا رکھہ لیجیو اور مکافات عمل سی مجھے رکھنا احسن		مجھسے عاجز کی بھلا بہر شہ کربلا اور عزت دیجیو اے شہ روز جزا

بیتاب ہین تجھہ غمسے موے بعد کفن ہین
سوگند مری اس حال پریشان کی موہن
جمعیت دل بند ہے ہر ایک شکن مین
یکبار تلطف سے پلا شربت دیدار
ہے مجھکو برہ درد جگر مین نہ بدن مین
رکھہ شوق عبث دل مین تری شعر کو سننے
تو دیکھہ مری طبع کو ہر ایک سخن مین

گر رحم اسے خوشخو بولا کہ بلا سے
مانو تو کہون مین کیون زلف لپیٹی
کھولو خم گیسو اب مہر و وفا سے
اے شوخ شفا دے بیمار ہون غم کا
حاجت نہین دارو کیا کام دوا سے
ہر آن سراج اب آتے ہین پریرو
کرتا ہون مین جادو کیا طبع رسا سے

مستزاد انشا اللہ خان

لینے جو بلائین لگے ہم آپ کی چٹ چٹ
تو بول اوٹھے چھٹ
چل جا ابے رے واو زبر روہو پرے ہٹ
ہے سب یہ بناوٹ
ان آنکھون مین اب حلقۂ زنجیر کرونگا
ایسا ہی بلا ہون
چھوڑون نہ کہین آپ کے دروازیکی چوکھٹ
جبتک نہ کھلین پٹ
مرجائین لہو چاٹ نہ گونگا ہو وہ کیونکر
جو شخص کہ دیکھے
سرخی تری آنکھون کی اور ابرو کی کھچاوٹ
سر بنکے کھلاوٹ
کیا پھبتی ہے اب نام خدا واچھڑے آہا
ہونٹونپہ تمہارے
اک بوسے کے صدمے سے دھوان دھار نکلا مہٹ
مسی کی اوداہٹ
امی واے ری بالیدگی اور چنپئی رنگت
یہ گات یہ سج دھج
اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی بناوٹ
بازو کی گلاوٹ
مت چھیڑ مجھے دیکھو ابھی کہنے لگوگے
اچھا کیا تمنے
چولی مری ٹکڑے ہوئی دامن بھی گیا پھٹ
لگجاوے گی پھیرٹ
اے عشق ادھر آؤ مہاراجون کے راجا
ڈنڈوت ہے تمکو

مستزاد معوج

اس کاکل پیچان معنبر کا ترے یار
ہمسے نہ کبھو بل گیا
خوشبو ستی بالون کے معطر ہوا گھر بار
جون غنچہ سمن کھل گیا
ہیگا دل رنجور ترے زلفون بین جانان
مت کیجیو شانہ ٭
بس گر ہی پڑیگا نہین سنبھلیگا وہ بیچار
گر بال کہین ہل گیا
نعرہ کرون جسوقت اگر کوہ کو پاؤن
اوسے جاسے ہلاؤن
بس دیکھ کے نازک بدنی حسن کی سردار
وہ آپ سیتی ٹل گیا
یہ زندگی لائی تھی عدم ستی ہمین اوس جا
یان آکے جو دیکھا
سب قافلے کے قافلے ہین اودھر کو تیار
بس دیکھ کی جی جل گیا
در پر مجھے آ دیکھ کے دھر قبضہ او پر ہاتھ
کہنے یہ لگا بات ٭
گر خون بین لوٹیگا ترے حسن کا سردار
گر ہاتھ کبھی چل گیا
اک غرض ہے جو موج کی اب تشنہ تیر خدا سے
کہتا ہون بکا سے
حل کیجیئے مشکل مری اے حیدر کرار
تجھ نام کی بین بل گیا

مستزاد سراج

تجھ زلف کی بو بس گئی مشک ختن بین
اے نافۂ آہو پر مشک خطا سے
ہر غنچہ ہو دل تنگ ہوا پھول چمن بین
اے شوخ سمن بو تجھ مکھ کی ہوا سے
ہو خار سی ہے اس پلک تجھ کف پا کو
ہے تجھ بین نزاکت از بسکہ سراپا
جسوقت رکھے پاؤن تو بلبل کی نین بین
اے دلبر گل رو اس ناز و ادا سے
اعراب خط و خال فقط چشم ہے مطلق
مصحف ہے ترا منہ لے آیت خوبی
ہے سورۂ اخلاص کی خواہش مری من بین
بسم اللہ ہے ابرو ہے بدر رسا سے
ایک روز کہا بین نی ستم نے ہی مناسب
عشاق کے اوپر سن بات ہماری

تیری مسی کی دھڑی پان کی سرخی فی بیان
دیکھ تو خنجر مژگان نے کیا کیسا بری ہد
قتل کر ڈالا مجھے
اے زلیخا مین تیری چاہ پہ برباد ہوا
آرہا ہو نکلنے پہ دم
مثل سیماب کی بیتاب ہون فرقت مین تیری
یہ گلا کس سی کرون
دل و دین دونون دئی دولت و ایمان بھی ساتھ
تجھکو یوسف کی قسم
دلبری اسپہ بھی تو نے نہ ذری اسکی کری
اس ہمایون نی ترے
یہ ہے سینہ پہ الم

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سے اوٹھایا
دیوانہ بنا کے
زلفون مین پریرو کے گرفتار پھر آیا
پھر شانہ بنا کے
پھر شوق کے شیشہ مین شراب عشق کی اپنے
بھر بھر کے پلایا
پھر میں تماشا سارے عالم کو دکھایا
مستانہ بنا کے
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منہ سے
افسوس اے ساقی
کیا نام رہا تیرا کیا تو نے ملایا
میخانہ بنا کے
بیدل کیا دلبر نے عبث لیکے مرا دل
کس مکر و ہنر سے
پھر اپنے لگا کان کے بالے مین جھکایا
دُر دانہ بنا کے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا
محفل کیا روشن
پھر اپنے شمع رو کے اوپر مجھکو جلایا
پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے
مدت کی گویا دوست
ہم دوست یگانے کے تئین دور بٹھایا
بیگانہ بنا کے
اکبر کی یہی عرض ہے اب حق سی شب و روز
کر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر رکھتا ہے تو رکھ لے خدایا
فردانہ بنا کے

بیوٹی ہو سٹے ورے ہن ہم لٹیل ہٹ پابہر
اکسکو مارے ڈیر

امیند گو اپنی دیر بو فنار آبا ہا اہا
مائی ہوس ایوردی کم

اتنا کو ابہم ہامبپرہ آیندہ کو سیٹو
ایدہی ایم آن نیالم

نرہو گھٹ گٹی سنے ملانز گونڈی کا اہا
سوسی تومیندی کنم

ایسے کالے چوک زہالی سانگ سکیا سرپا ہین
بیوٹلا اناپے ان

جان ووہن دوگورنے نار آباہا آ ہا
بازور اتکا ظلم

زاردی زلری زور خودی زور توئی
دیچہ وے داخل دل

دیکھ معشوق واشایستہ ادا ہا آھا
کچھ نہین بیٹھن نہ کم

وقت مستی چو کشیدیم ترا در بر خویش
ہجو امید وصال

دیدہ ام از تو صنم چند ادا ہا آھا
گشتۂ ناز تو ام

صرفت العمر و فے الہجر لقایا صنمی
ثم باللہ کہ من

ثم ہا ثم ہا اے ثم اہا ہا آ ھا
لیس بی مثل صنم

حیف صد حیف ہے افسوس افسوس
آیا پیغام اجل

چھٹ گیا زخم جگر سے مرے پھاہا آ ہا
اب نکل جاویگا دم

ہین معزز ترے سب شعر مسلسل موزون
شک نہین اسمین ذرا

یہ غزل جسنے سنی اوسنے سراہا آھا
تازہ نتر تازہ رقم

مستزاد ہمایون

جا پھنسا طائر دل میرا بصد شوق پری
تیرے کاکل مین صنم

تو نہ آزار کسی ڈھب کا اسی دی نہ ذری
لطف کر اور کرم

ہجر کے جور کی اب تاب نہین ہی مجھمین
سچ یہ کہتا ہون بھلا

خبر بہر خدا اب تو ذری کر تو میری
جان من کر نہ ستم

دل و دین تیرے حوالے کیے کرتے ہی طلب
اور جو کچھ کہا تو سب

پھر جو بیزار ہے تو مجھکو بتا اسکا سبب
میری تقصیر ہے کیا

بھیجے خط سیکڑون لکھکر تمھین ہشیاری سے
بڑی دشواری سے

تمنے بھیجا نہ جواب ایک بھی عیاری سے
یہ ہے قسمت کا لکھا

طلب بوسہ پہ کیون اتنا بُرا مانتے ہو
ہمین پہچانتے ہو

دیکھو ہم ہین وہی جانباز ہمین جانتے ہو
کرتے ہین جان فدا

ہے حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل
تیرے ہاتھون قاتل

تیرے آب دم شمشیر کو تیرا بسمل
سمجھے ہے آب بقا

کیا کہون تیرے مین انداز و ادا کا عالم
ہے ستم ہاے ستم

دیکھکر ہوش رہین کیا کہ نکل جاے ہے دم
اے بت ہوش ربا

نہ تو تقریر سے ہو کام نہ تحریر سے ہو
اور نہ تدبیر سے ہو

ہم تو کہتے ہین ظفر جو کہ ہو تقدیر سے ہو
ہے یہی بات بجا

مستزاد معرّٰی

مین نے اب تک تو ترا عشق سنا ما آہا
کہا کے سو طرح کے غم

وے افسوس مجھے تو نے نہ چاہا آہا
بانے ظلم و ستم

خود بخود شب کو یکایک مین کہون کیا تجھسے
تیری بن گذرا جو کچھ

دل پُر درد یہ پہلو مین کراہا آہا
یاد کر تجھکو صنم

کا ہے رس کھاے کے تم روس رہے ہو بیتم
آؤ کرپا کرو جی

جاے ہے جان مری منتی کرآہا آہا
پاپ ہو جاوی دھرم

سانو گھائل کیتی تقصیر کتی کے تیڈے
مینڈی تو جان لینڈی

چھنڈری جاوان مین تری ترچھی نگاہا آہا
کچھ نہین تیرو ندی کم

ابن مریم حضرت عیسے کے تئین بتان مین
نیم شب دولت سرا ابن امہانی کے رسول
با سوار و قتاسی براق زرین حلہ پوش
چوما انگشت مبارک اپنے لب سی ہو سعید
ہو سوار اوسوقت پھر جا پہونچے اقصی کو حضرت
طے منازل کر گیئی ہے منتہا تک پاک ذات
رہ گئے اپنے مکان پر حضرت روح الامین
لیگیا اعلے مکان پر جس جگہ کوئی نہ تھا
اوٹھہ گیا پردہ حجاب خاص کا حاصل مراد
اس نشانی پر کہین ہین قطب عالم مصرعہ ایک
گلشن اسلام کو اوس روز سے آئی بہار
صبحدم مسجد مین آ اصحاب پر ظاہر کیا
حضرت صدیق نے سنکر کیا صدق رسول
دوسری فاروق عادل درہ دار شرع تھے
جامع القرآن ذی النورین عثمان باحیا
شیر رب العالمین جان رسول بوتراب
حضرت خاتون محشر اور دونون نورعین
نعت پیغمبر مین لکھتا ہے فقیہ دولت عظیم

چرخ گردون پر بٹھا کر دے مقام برتری
خواب مین بستر پہ آسودہ ہوی تھی اک گھڑی
کر ادب ناموس اکبر نے وہان دی حاضری
اور منگا کر رو برو معراج کی خلعت دھری
کی امامت آپ نے نبیونکی پیچھے صف کھڑی
فارسیون نے کی زیارت پہن کر کسوت ہری
نور سے پھر آگے انکے کود نے رفرف لگی
نور رب العالمین دیکھے بچشم انوری
عاقبت واللہ اعلم کیون کیا پردہ دری
خود خدائی میلکی خود مے کی پیغمبری
اور درخت کفر کو پہونچی ہوا ہی پت جھڑی
لیکے ادنی سے وہ اعلی تک تمام عسکری
مصطفے کے تھے مقرر وہ صحاب اکبری
گلشن اسلام پر جس ذات سی صیقل گری
ریش انور انکی تھی خون شہادت سی بھری
کفر کو توڑا اعلم کر ذو الفقار حیدری
جنکے تئین پہونچا الہی سے خطاب صابری
از مناقب سروری بہتر نہین ہی شاعری

مستزاد شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

مین ہون عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہین . . . . کہ ہے غم میری غذا
تو ہے معشوق تجھے غم سے سروکار نہین . . . . کھای غم تیری بلا

وصل کا وعدہ کیا ہے آج رشک حور نے | شکل جنت کے مکان اپنا سنوارا چاہیے
عشق زلف عنبرین کالی بلا ظلمات ہے | بحر رحمت کے شناور کو کنارا چاہیے
پادشاہی تجھکو بس پھبتی ہے ملک حسن مین | سکہ ہر دل پر درم کے اب تمھارا چاہیے
دفتر عالم سے رنگ اوڑ جاے بس بہزاد کا | ایسی اک تصویر کا نقشہ اوتارا چاہیے
بوستان دہر مین ہونگے قدم او گل مرے | بال سے مژگان کے رستہ کو جھاڑا چاہیے
دیکھکر چلون سے کیون مجھکو پکارا کرتے ہو | عاشقون کو تیری آنکھون کا اشارا چاہیے
آشنائی غیر کی تصویر سے لایق نہین | ہر طرح سے دیکھنا نقشہ تمھارا چاہیے
بس ترے در پر رسائی ہو سدا یہ چاہ ہے | اوج قیصر چاہیے نہ تخت دارا چاہیے
مشتری اخلاص کی جب ہو سخن کی مشتری | اب بھلا کیا اوج پر اس سے ستارا چاہیے

قصیدہ نعتیہ

حق نے بخشی ہے نبی کو دوجہان کی سروری | رمز معنی خدائی ظاہری پیغمبری
باعث ذات مقدس کا نہوتا گر عروج | خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا افسری
اوج گردون پہ قمر انکا غلام داغ دار | پھٹ گیا اک آن مین کرتے اشارا سرسری
تاب کی گرمی نہو دے اس مبارک چشم پر | خوف سے خورشید خاور کے ہی تن مین تھرتھری
پیشتر دنیا مین آنے کے شجاعی داب سے | سرنگون تھے خاک ذلت مین بتان آذری
کل جماعت انبیا سے نور ذات پاک نے | منزل صغری سے تا کبری تلک کی رہبری
ابتداے حضرت آدم سے اپنے وقت تک | تھا ہویدا نور احمد جون فلک پر مشتری
بعد اسکے نوح کے طوفان مین آکر کی مدد | بخش دی حفظ و امان کی اسکے تئین کشتی گری
اور موسی سے بصد اشفاق کوہ طور پر | ہینہ سا جلکر رہے جب اسپہ کی جلوہ گری
غارت فرعون و بلعم قتل بن اوج عنق | غرق قارونان و قبطیان و سحر سامری
حضرت داؤد کے ہاتھو نسے ٹوٹا سخت کفر | قصۂ طالوت اور جالوت مین کی داوری

گرمی بمبئی کیونکر ہو موافق عشاق | خانۂ خلد مر اثانی کشمیر مین ہے

غزل تسخیر

کچھ نہین درکار مجھکو ہے نشانی آپ کی | ایک بوسہ دیجیے ہو مہربانی آپکی
ہارن کرون تعریف کس منہ سے مین جانی آپکی | خلق مین ہوگا نہ لیکن کوئی ثانی آپکی
جب سنہری بال دیکھون ہون کسی گلبدن | یاد آجاتی ہے فوراً نوجوانی آپ کی
بس نہین بھولینگے پیارے جب تلک ہر دم مین دم | ہر جگہ کہتے پھرینگے بس کہانی آپ کی
کیون بنے ہرجائی عبداللہ بیٹھے بھی رہو | دی خدا نے چاند سی تصویر جانی آپ کی
مرحبا جوش جنون تسخیر کہتے ہین اسے | کھینچ لائی اسکو آخر جانفشانی آپ کی

غزل اخلاص

یاد جہرے کی زبان صبح و مسا کرتی ہے | بس تری آنکھو نمین تصویر پھرا کرتی ہے
فرق تیری و دوری کا بھلا کیا ہو وہان | کار قاصد کا جہان باد صبا کرتی ہے
اس گل خوبی کا رہتا ہے تصور ہر دم | سیر گلزار کی اب میری بلا کرتی ہے
شکوہ تقدیر سے کیا کیجیے اپنی قسمت | ورنہ اس طور کسیکو بھی جدا کرتی ہے
حال تو رنج فراق کا ہوا ہمکو نصیب | آگے تقدیر بھلا دیکھیے کیا کرتی ہے
حسن وہ ہے کہ پری دیکھ کے غش ہوتی ہے | سب ادا اپنی ترے آگے قضا کرتی ہے
کیون تو دیتا نہین تشبیہ ہماری رخ سے | حور فردوس سے آآکے کہا کرتی ہے
درد سر اسکو ہے کیا عود ہی کیا یہ صندل | مہ جبین آکے جبین در پہ رکھا کرتی ہے
ہوتی ہے تجھکو تو اخلاص رسائی ہر دم | واہ کیا کام تری طبع رسا کرتی ہے

غزل اخلاص

آپ گر مہتاب ہو پھر تجھکو تارا چاہیے | ہے پری تسخیر شیشہ مین اوتارا چاہیے
قتل کرتی ہے جوانون کو نظر کے تیر سے | اب زبان تیغ سے اسکو بھی مارا چاہیے

ہمارے دلبر ہے داغ حسرت تمہارے منہ پر ہے داغ چیچک ۔ یہ دونون چمکینگے مثل اختر ادھر ہمارے ادھر تمہارے
تمھین اب اپنی قسم ہے جانان ملو تو ایسا ملو کہ ہمین ۔ غم جدائی نہ آوے دلبر ادھر ہماری اودھر تمھاری
ملون ہین کیونکر ہوا ہون حیران اگرچہ دونو طرف ہے خواہش ۔ پھرین ہین جاسوس یہان تو گھر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
ستم کا کیا تم جواب دوگے بھلا جو پوچھیگا تمکو خالق ۔ جو ہونگے منصف بروز محشر ادھر ہمارے اودھر تمھارے
شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہے اسکو عالم ۔ کہین نشہ مین کھلین نہ جوہر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

غزل ثمر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہ سے ۔ کوئی بات سنی ہوگی نہ تصویر کے منہ سے
کسکی نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ ۔ بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منہ سے
یوسف کو کیا قید جو زندان میں خوش ہو ۔ آتی ہے صدا کان مین زنجیر کے منہ سے
طفلی مین ترے حسن کا مین وصف کہون کیا ۔ ہین منہ سے جوانون کی ہر اک پیر کے منہ سے
دیتا ہے دعا تجھکو ثنا خوان یہ ثمر جب ۔ آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کے منہ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلوگیر ہے ۔ وحشی دل کے لیے زنجیر ہے
دام تری زلف کا مین چھوڑ کر ۔ جاؤن کہان کون سی جا گیر ہے
مونس جان اس دل بیتاب کا ۔ حال مرا صورت تصویر ہے
مرنے سے ڈرتا نہین جینے سے آہ ۔ عشق عجب کیا تری تاثیر ہے

غزل عشاق

معجزہ اسقدر اپنے لب تقریر مین ہے ۔ جو پری سحر بیان ہے وہی تسخیر مین ہے
شعر طور نہ کیونکر ہو عیان تجھسے اب ۔ عالم صاعقہ قاتل تری شمشیر مین ہے
یار کی زلف مسلسل کا تصور ہے ہمین ۔ اپنا آئینۂ دل خانۂ زنجیر مین ہے
جسکے لگتے ہی اوڑی جاتے ہین مرغ بسمل ۔ کیا یہ اعجاز مسیحائی ترے تیر مین ہے

ہم دل سے ہوے احمد مختار کے بردے
لیتے ہیں سکہ نذر کے اب اقبال کو ردی

تعریف لکھی جاوے کب اوس نور خدا کی
یوسف سی کئی بکتے ہیں حضر گاہ میں بردے

آیا ہوں ترے در پہ ای محبوب خدا کے
مشکل مری حل بہر خدا آپ ہی کر دے

تو شافع امت ہے میں ہوں عاصی جہاں میں
امید تری آس ہی ہے ہر کار و مرد ہے

ہم دل سے ہیں مشتاق ور ختم رسالت
پروا نہیں جنت کی ہے زاہد کو خبر دے

ہے کون سوا تیری شفاعت سے جہاں کو
آزاد کرے امن امان روز حشر سے

بس فیض ترا عام ہے ایسا تو کوثر
اک جام محبت کا طلبگار کو بھر دے

چیتا ہے اگر افسر اقبال علی تو
سر اپنا محبت سے اسی خاک پہ دھر دے

غزل راسخ

نگران کبھو نہ یہ جانب رخ دلبر مہ پری رہی
مری چشم منتظر نے تک تری محو جلوہ گری رہی

پس مرگ جسم ترا کا لہو خشک ہو گیا سب وہ لے
وہی خون رہا دل خون شدہ وہی چشم کی یہ تری رہی

تمہیں گل کی جسنے بنایا بو کہاں ان ذ مجھکو صبا ہو تو
وہاں تم تو پردہ نشین ہوئے یہاں مجھکو دربدری رہی

مرے پاس جنس ہنر تو تھی وہ لے بود و باش تھی بے زری
کہ متاع بیش بہا سدا جہاں جنس بے ہنری رہی

نہیں ہوش والو نہ کچھ حسد مجھے رشک تھی تو اونہوں
جنہیں تیرے جلوے کے سامنے مری طرح بیخبری رہی

یہ جواب ہے آخر عاشقی کبھی ہوش ہو کبھی رفتگی
نہ وہ گریہ دل شب رہا نہ وہ زاری سحری رہی

جگر اور دل سبھی رکھتے تھے وہ ہو سکا کوئی کمرت
ہدف اسکی ناوک ظلم کی یہ مری ہی جگری رہی

مجھے سونپ کر غم ہجر دی ہوئی یوں جدا کہ نہ پھر ملے
مری دل میں تا دم واپسیں وہ امانت اونکی دھری رہی

نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشک سے دوستان
شب و روز جام ہے آب کی روش آنسوؤں سے بھری رہی

غزل جوہر

کھلینگے شکوے گلے جیکے دفتر ادھر ہمارے اودھر تمہارے
تو کیا کیا گذریگا آہ دلبر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

لڑو نہ ہمسے ای میرے دلبر یہ بات جانے دو مانو کہنا
نہیں تو منہ کو رہونگے گھر گھر ادھر ہمارے اودھر تمہارے

غزل رمز

ہمین منظور آج اونکو بلانا ہے بلانا ہے
بلا کر داغ دل اپنا دکھانا ہے دکھانا ہے

ہجوم داغ دل کیا پوچھتے ہو میرے سینہ مین
خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے

جگر میرا ترے تیر نگہ کا ایک مدت سے
نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے نشانا ہے

کہین کیا اوس پری سے وہ مجھے کہنے نہین دیتا
دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے دیوانا ہے

ہنسو کیونکر نہ غیر و نسے کہ منظور آپکو میرا
رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے

شہادت سے مری ابتک زبان تیغ قاتل پر
فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے

نہ بجھے گر دلین رمز اک آگ کیون آنسو نہ جاری ہو
کہ شیوہ وان رقیبونکا لگانا ہے لگانا ہے

غزل حکیم

خفا ہمسے وہ سیمبر ہو گیا ہے
تو خون غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے

ملے ہے جو ترک کر وہ مجھسے شاید
مری آہ کا کم اثر ہو گیا ہے

کرے ہے جو بلبل یہ گل ناز ایسا
خزان سے کہین بے خبر ہو گیا ہے

ذرا لے خبر او مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہے

کہے کون تیرا پیام آتشی سے
حکیم اس سے سب کو خطر ہو گیا ہے

غزل فانی

عشق ہے دام بلا زلف پریشان مددے
راہ بھولا ہے یہ دل خضر بیابان مددے

ہجر مین یار کے پھرنا ہے مجھے کوہ و دشت
پا برہنہ ہے مرا خار مغیلان مددے

تیغ ابرو نے تری مجھکو کیا ہے گھائل
نیم بسمل نہ رہون خنجر مژگان مددے

سرخ چہرے یہ جو کھا پان وہ آیا قاتل
خون کرنے کو مرے خاک شہیدان مددے

جوش دیوانگی ہے مجھے سراپا فانی
ہاتھ کہنے مین نہین چاک گریبان مددے

غزل علی

بیمار کی ہے جلد خبر اپنے مسیحا | کیا فائدہ جو اس سے اجل کام کر آئی
گلشن مین کسی شخص کا اک ڈھیر ہے بلبل | منقار مین لیجا کے وہان پھول دھر آئی
ایسا کوئی رسوا نہ ہوا ہوگا جہان مین | آفت جو خلیق جگر افگار پر آئی

غزل ذوق

سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاے ہے | یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے | مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلاے ہے
ہان مدد طاقت رکے ہے ضعف سے سینہ مین دم | دیکھے لب تک آے کیونکر خدا پہونچا ہے
واہ واہ شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک | استخوان نیرے ہما کس مزے سے کھاے ہے
بس کرا سوز درون بھن جائین گر دل اور جگر | رحم جوش گریہ چھاتی پھر ابھی بھر آئے ہے
جل بے استغنا کہ وہ تو آتے آتے رہ گئے | اف رے بیتابی کہ یہان تو دم ہی اوکھڑا جاے ہے
ذوق کو تو نزع مین بھی ہیگا تیرا انتظار | جانب در دیکھ لے ہے جبکہ ہوش آجاے ہے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آئے ہوے | پھر مرے داغ جگر آتش کی پرکالے ہوے
پا مرا نازک جب رکھا اوسنے ہماری قبر پر | پارہ ہاے سنگ مرمر روئی کے گالے ہوے
سبحہ گردانی ہوئی اعمال شب مین لسقدر | انگلیوں کے مانند ہاتھ مین مری چھالے ہوے
اے پری پیکر اگر نرگس تری بیمار ہے | باغ مین لاکھوں اپنی زیست کے لالے ہوے
کسطرح چھوڑون بھلا یک اوسکی زلفون کا خیال | ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوے
جب شب تاریک مین ہم کوے جانان کو چلے | آگے آگے جاے مشعل آتشین نالے ہوے
واہ کیا تاثیر ہے اوس روے آتشناک کی | شعلہ جوالہ اوسکے کان کے بالے ہوے
یاد جب آیا چمن مین وہ نہال باغ حسن | یک قلم لبریز اشکون سے مرے نالے ہوے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے | اتنے ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوے

یقین ہے کہ جابہر کو وہ دلربا پھر جاے
الہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون
پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جاے
بکھیر دیوے جو بالون کو اپنے مکھڑے پر

مثال قبلہ نما دل وہین مرا پھر جاے
بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جاے
بتون سے ہم نہ پھرین ہمسے گر خدا پھر جاے
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جاے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین شب آکے کسی نے
بیہوش کیا چہرہ کو دکھلا کے کسی نے
تکرار ادھر کو کی بوسہ کے لینے مین بہت سی
دی گالیان آخر مجھے جھنجھلا کے کسی نے
کچھ دست درازی کا کیا قصد تو یہ ہے
جھٹکا کے مرے ہاتھہ کو شرما کے کسی نے
رکھہ ہاتھہ مری سینہ پہ گلدستۂ نرگس
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے
سمجھا مجھے دیوانہ سا اس شوخ نے ایکبار
دل چھین لیا مفت مین بہلا کے کسی نے

غزل نیاز

صنم ہے گلبدن سے مہ جبین ہے
بھلا کہیے وہ کیا کیا کچھ نہین ہے
وہ سب جا ہے وہ کس جا گہ نہین ہے
غرض اسکو جہان دیکھو وہین ہے
گیا اودھر کو پھر ادھر نہ آیا
عجب کوچے کی تیرے سرزمین ہے
مرے اشکون کا اور نالونکا شاید
زمین و آسمان عرش برین ہے
نہو جسکے مقابل حور و غلمان
صنم نام خدا وہ نازنین ہے

غزل خلیق

مرغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی
عاشق کو تو نرگس نے کہین آنکھہ دکھائی
کہ جا ایک گریبان نسیم سحر آئی
اوس یار کے ملنے کی جو امید مجھے تھی
کیا راہ گئی بھول قضا تو کدھر آئی
جس گھر مین ہم رہتے تھے مدت سے ہم اوس کا
خالی جو مکان دیکھا مری چشم بھر آئی

یہ ہی وطن ہمارا ہے تم پوچھتے ہو کیا	ہم رہنے والے ہین اسی باغ و بہار کے
افسوس تو شاد رہیو زمانہ کرے گا کیا	ہم ہین غلام اُس شہ دلدل سوار کے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اوسی مین جو کچھ دلربا کرے	چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے
دل سا رفیق جسکا جدا ہو گیا ہو یار	وہ اپنی بیکسی کو نہ روئے تو کیا کرے
جسنے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا	وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے
کہتا معین دین ہے تمھین سیر دوستان	آسان سبھون کی مشکلین مشکل کشا کرے

غزل نگین

تھے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیون نہوئے	تھا تو پر ویکا سکان دل کے نگین کیون نہوئے
وہ جو چلتا ہے زمین پر یہی آتی ہے ہوس	ہائے افسوس کہ ہم فرش زمین کیون نہوئے
قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یون کہنے	ہائے ہم آج کے دن زیر زمین کیون نہوئے
آہ جس شخص پہ تم لطف و کرم کرتے تھے	حسرت آتی ہے کہ وہ شخص ہمین کیون نہوئے
جب سے دیکھا ترا نام نگین کے اوپر	خون ہوتا ہے یہ دل ہم وہ نگین کیون نہوئے

غزل

چاک دامن کیے جانان تری دیوانون نے	قید خانے کیے آباد پریشانون نے
نیم بسمل پہ تڑپتے مجھے دیکھا قاتل	شور عالم مین کیا ہے ترے بیجانون نے
بل پہ اُس کاکل مشکین کے شب تار مین آ	دل دیے زلف پریشان کے پریشانون نے
فخر ان خاک کے پتلون کا نہو کیونکہ بھلا	ڈھونڈھا ہے عالم بالا مین بھی انسانون نے
میرے دلدار پہ دلبر شب معراج کی رات	غش کیے حور و پری قدمونپہ غلمانون نے

غزل

مین وہ نہین ہون تجھ بت سے دل مرا پھر جائے	پھرون مین کعبے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے

چاہیے زخم دل ہرے ہو جائین | پہنی پوشاک اوسنے دھانی ہے

غزل سودا

ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے | یہ وہ نین ہین جس سے کہ جنگل ہرے ہوئے
ایدل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک | لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئین کہ وان | افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے
آنکھون کو تیرے کیونکہ مین باندھون کہ یہ غزال | جاتے ہین میرے دل کی زراعت چرے ہوئے
بوندیکی جدھر و نسے یہ پھرتے ہین یکدگر | لڑکے مجھ آنسوؤن ہنٹ منگرے ہوئے
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا | منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے
نزدیک اپنے رہنے سے مت کہ ہمین تو منع | ہین لاکھہ کوس جب ترے دلسے پرے ہوئے
مجلس مین چھو کرون کے جو جبر سے شیخ جی | آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے
سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجھکو ڈھونڈھتے | لڑکے ہین پھرتے پتھرون سے جھولی بھرے ہوئے

غزل تابان

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے | کسطرح جاتا ہے دل بیدل سی پوچھا چاہیے
کیا تڑپنے مین مزا ہے قتل ہو یار کے ساتھ | اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے
جسنے اسکا زخم کھایا ہے اوسے معلوم ہے | تیغ ابرو کی صفت گھایل سے پوچھا چاہیے
یار کے ملنے کی ہم کوئی طرح پاتے نہین | طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے
آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہون ہجر مین | کیا گذرتی ہوگی تابان دلسے پوچھا چاہیے

غزل افسون

صدقے مین تری زلف گرہ دار کے گرد | دستار گل انار قبا بوٹے دار کے
بلبل نے وقت قید کے رو رو کے یون کہا | صیاد واسطے ترے پروردگار کے
جیوگے تو سہی ذرا اتنا تو کیجیو | دیجیو تو ہاتھون ہاتھ کسی نو بہار کے

وید مین ہر چند ہے نقصان جان — فائدہ اتنا ہوا دیکھا سب تجھے
بوے گلشن بھی نہ لائی تا قفس — بس ہوا ہوا اے صبا دیکھا تجھے

غزل رضی

فندق پہ ترے دیکھیے کس شان کی سرخی — پہونچے نہ جسے پنجۂ مرجان کی سرخی
تعریف کرون چہرہ کی یا لب کی نزاکت — مسی کی اودا ہٹ کہون یا پان کی سرخی
الماس نظر آتے ہین یاقوت کے مانند — پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی
قاتل مجھے ڈرہے کوئی پہچان نہ لیوے — دھو ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سرخی
گردن پہ ترے خون ہے فرہاد کا شیرین — دیتی ہے گواہی یہ گریبان کی سرخی
سینے یہ غزل مجھ ستی اب تازہ رضی کی — دکھلاؤن تمھین صاف گلستان کی سرخی

غزل ایضاً

قاصد الاوے خبر یار کے آجانے کی — جان جاتی ہے چلی ہجر مین دیوانے کے
آپ آئی نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی — سیکھیون راہ دکھائین ہمین ترسانے کی
چشم گریان ہے سدا سینہ بھی بریان ہمدم — آرزو جی مین ہے بس جی سے گذر جانے کی
تو ملے غیر و سے ہین آنکھو ستے اپنی دیکھون — حیف صد حیف کہ بس جاے ہے مر جانے کی
ای صبا بہر خدا کچھ مجھے تدبیر بتا — یا اوسے لا کے ملا یا مجھے لیجانے کی
گریہ زاری پہ مرے رحم نہین آئے گا — جب تلک چشم مری خون نہین برسانے کی

غزل

اس قدر ہمیہ ناتوانی ہے — موے ستک بھی سر گرانی ہے
میرے زخمو منہ مت رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
تلوے چھد چھد کے ہوگئی غربال — ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہے
حال دل پوچھو طبیبون سے — کیون مرا رنگ زعفرانی ہے

آتا ہے جو اس بیڑی کی جھنکار کا عالم ۔۔۔ پر قید مین تھی ہل گئی زنجیر کسو کی
حاصل تجھے کیا ہے مری سمجھانے سے ایسکے ۔۔۔ کب مانتا ہے وہ بت بے پیر کسو کی
دامان نسیم سحری وقت نشان ہے ۔۔۔ شاید یہ کھلے زلف گرہ گیر کسو کی ؛

غزل نظیر

تاب اسکی دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے ۔۔۔ کیا کیا جوان پری سے کہ آئے چلے گئے
دارا رہا نہ جم نہ سکندر رہا بادشاہ ۔۔۔ تخت زمین پہ سیکڑون آئے چلے گئے
آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین ؛ ۔۔۔ وہ بھی اسی زمین مین سمائے چلے گئے
عالم تھا یہ زلیخا کا یوسف کی یاد مین ۔۔۔ رقعے ہزار یاد کے آئے چلے گئے

دیکھا نظیر مین نے چمن مین جو آپ کو
مہندی بھرے جو ہاتھ دکھائے چلے گئے

دردمندو نسے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے ۔۔۔ تیری مجلس مین غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے
ہے غرض دید بیان کام تکلف سے نہین ۔۔۔ خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ ادھر بیٹھ گئے ؛
مفت اوٹھنے کے نہین یار کی کوچے سے فقیر ۔۔۔ ایک بوسہ کے لیے باندھ کے اڑ بیٹھ گئے
پیر و مرشد کی قسم ہے کہ وہی لینگے وہی ۔۔۔ جبکہ بستر پہ مجے کھول کمر بیٹھ گئے ؛
کر گیا کام جو معشوق ستم تیر جھکا ۔۔۔ سیکڑون مرغ ہوا باندھ کے پر بیٹھ گئے

غزل صبا

مرتے دم ای بیوفا دیکھا تجھے ۔۔۔ ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے
اے پری ار دمین دیوانہ کیون نہون ۔۔۔ بال کھولے بارہا دیکھا تجھے
گریۂ بلبل پہ اوسنے ہنس دیا ۔۔۔ جسنے ای گلگون قبا دیکھا تجھے

مارے غیرت کے نہ نکلا آفتاب
بام پر چڑھتے صنم دیکھا جب تجھے

غزل

کسکو دکھلاؤن آبلے دل کے | زخم آلے ہوئے ہین چھل چھل کے

اسکی نیرنگی پر فدا ہون مین | گل بنائے ہین اسنے اس گل کے

زلف ناگن نے آپ کے صاحب | دل لیا ہے ہمارا ہل ہل کے

بتجھ سوا باغ کا ہے کیا احوال | پھول کمھلا گئے ہین کھل کھل کے

اس خطا اپنی کی کرین توبہ ؃ | رنج کھینچے ہین تجھسے مل مل کے

غزل عاجز

عرق جب اس پری کے چہرۂ پرنور سے ٹپکے | خجل ہو گل سے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے

مری آنکھوں سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر | لہو سولی کے اوپر جون سر منصور سے ٹپکے

اگر کیفی سخن میرا نہال تاک کو پہونچے | صراحی شاخ بنجاوے شراب انگور سے ٹپکے

اگر اس زلف مشک آمیز چھینٹی مین بال باوے | عجب نہ عطر و عنبر کاسۂ فغفور سے ٹپکے

کرون فریاد در دیار کو جب یاد کر عاجز | دم اسرافیل کا وہ ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس رنگیلی نے جو ہاتھون کو لگائی مہندی | کون سے باغ کی پر سچ کہیو منگائی مہندی

اشک گلگوں سے ہوا تھا تر و تازہ جو درخت | جسکی ڈالی سے سجن تمنے توڑائی مہندی

رشک عناب کہا دست حنائی کو تین | پور پور اپنی پہ جس وقت رچائی مہندی

اوڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ | ایک ذرہ جو ہتیلی کی دکھائی مہندی

ہاتھ مین سرخی نہ سمجھے کوئی عاقل اسکے | کسی عشاق کا دل مٹھی مین لائی مہندی

غزل

جوہر سے لب آلودہ ہے شمشیر کسو کی | پر قتل کے محضر پہ ہے تحریر کسو کی

بے زخم ہزارون کو کیا قتل جو تونے | ثابت نہ ہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی ؃

کل مین نے چمن بین جو لب غنچہ کو دیکھا | آنکھون کے تلے پھر گئی تصویر کسو کی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات ۔ آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

غزل درد

ای چشم مرے موتیون کا ہار نہ ٹوٹے ۔ سب اشک مسلسل ہین اور تار نہ ٹوٹے
ہم پای برہنہ چلے صحرا کو نکل کر ۔ ہر چوب پکارتی کہ مرا خار نہ ٹوٹے
صیاد سے بلبل نے کہا رو کہ قفس ہین ۔ مین سوئی بنا سے یہ یہ گلزار نہ ٹوٹے
کل رات صراحی نے لی میخانہ مین ہچکی ۔ کہنے لگی پیالے ستی خمار نہ ٹوٹے
دل درد کی باتین نکر ہم سے تو ہی جاتی ۔ یہ رشتہ نازک ہے بیان تا نہ ٹوٹے

غزل مصحفی

لاف خوبی ترے عارض پہ جو گلشن مارے ۔ آتش رخ پہ صبا طپش سے دامن مارے
کیا غضب ہے جو تو غرفہ مین کھلے بال آ بیٹھے ۔ اور نظارہ ترا دیدۂ روزن مارے
ہے یہ خوش حال او خون کا جو ترے کوچہ مین ۔ خاک نپاٹینہ پہ ملے بیٹھے ہین آسن مارے
دشمن و دوست کو الفت نے ترے ایک کیا ۔ ہاتھ پر ہاتھ نہ کیون شیخ و برہمن مارے
ہم ترے واسطے ای غیرت لیلیٰ کب تک ۔ قیس کی طرح پڑے پھرتے ہین بن بن مارے
وہ جو آنکھین ہین تری رہزن و خونی کافر ۔ قافلہ لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے
ضبط سے مصحفی اب کام مرا ہے گذرا ۔ کب تلک غم مین کسی گر کوئی تن من مارے

غزل نور

مرا جاتا ہون ترے ہجر کے مارے آرے ۔ میرے جانی مرے دلبر مرے پیارے آرے
آرہ تو سر پہ بلا میرے و لیکن بین تو ۔ شوق مین تیرے کئے جاؤنگا آرے آرے
مدتین ہو چکین رہتے ہوے اغیار و بین ۔ ایکدن رات کو مہمان ہمارے آرے
یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا ہے مہر ۔ بیٹھا گنتا ہون فلک پر کے ستارے آرے
پھر رہتا اب سا ہے از بسکہ جدائی سے ترا ۔ رشک خورشید مرے ماہ کے پیارے آرے

بزم میں رونے لگے یاروں کے سمجھانے سے
راز دل چھپ نہ سکا اشکوں کے بہہ آنے سے

دل بیتاب شب تار میں کیا ہی الجھا
سیہ ہے وہ زلف کہ سلجھے نہ کبھو شانے سے

ہاتھ گردن میں نہ ڈالو نہ ہو تم ہو وہی
جو خفا ہو گئے تھے غیروں کو بہکانے سے

محتسب جاوے ابھی کہیں میخانے سے
دل کو شیشے سے ملوں آنکھوں کو پیمانے سے

اے مسیحا ترے جانے سے میں مرجاتا ہوں
جان آجاتی ہے تن میں ترے آجانے سے

طور مذہب ترا کیا ہے کہ تجھے کہتے ہیں
کبھی مسجد سے ہو نکلے کبھی میخانے سے

غزل الور

غزل

لیکے کل تیر اور کمان تو نے
میری خاطر کیا نشان تو نے

کس سے لڑتا ہے جو کو اکب سے
زرہ پہنی ہے آسمان تو نے

بال سا کر دیا میان کن نے
او میان تو نے او میان تو نے

دل میں جان میں جگر میں ای الفت
آگ دی ہے کہاں کہاں تو نے

چشم پوشی میں اے تصور یار
کیا رکھا یا ہمین سمان تو نے

خال کس واسطے نہ دے ای قیس
سنگ لیلی کو استخوان تو نے

آکے سو مجھکو اے حرارت عشق
کر دیا مثل زعفران تو نے

غزل سودا

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

ای ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا تھا کبھو لخت جگر بھی

ای نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے میں روی اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازاں ہے تو ای یار
کچھ اپنی شب و روز کی ہے تجھکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

کس قدر مین جو کرون یار بڑائی تیری | عقل حیران ہے مری دیکھ صفائی تیری
۴ آفرین کیسے بیان تیرے مصور کی مین | جسنے اس خوبی سے تصویر بنائی تیری
کیا کہون کس سے کہون کون کریگا آسان | سخت مشکل ہے مرے حق مین جدائی تیری
۵ یہ جدائی جو جہان بیچ نہ ہوتی پیدا | کیا خدا خالی کبھی رہتی یہ خدائی تیری
روز محشر کے خدا پوچھیگا سختی بھر مجھے | تو مین اے دوست دلاؤنگا دہائی تیری
۶ یا محمد ترا در چھوڑ کہان جاوے غریب | بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری

غزل

مجھکو چاہ ذقن دکھاتا ہے | میرا یوسف کنوین مین جھکاتا ہے
دیکھیے کسکی پیاس بجھتی ہے | خنجر آبدار لاتا ہے
ساتھ پینا شراب لے کے | ساقیا مجھکو یاد آتا ہے
ترش ہو کر کے منہ پھراتا ہے | زہر قاتل مجھے پلاتا ہے
شب کو مہ رو جو وہ نہاتا ہے | چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے
دل مرا ہے مثال شیشہ کے | کسلیے خاک مین ملاتا ہے
شمع محفل کا مجھکو سمجھا ہے | شاید اسواسطے جلاتا ہے
دید بازی کی چشم رکھتے نہین | لن ترانی کسے سناتا ہے
نہین ملتے تو خوش رہو پیارے | بندہ بھی تجسے ہاتھ اوٹھاتا ہے

غزل فیض

کر دیے باغ کے در بند باغبانون نے | آخرش کھولدیے آکے مہربانون نے
تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر دیکھے سے | کر دیے مات پریزادو نہ انسانون نے
ذکو ہر چین نہ مجھ سا نکو آتی ہی نیند | تجھپہ گل کھائی پری ہمسے وفاداروں نے
طعنہ سب دیتے ہین اب دوست و غمخوارے | فیض کیا پائے میان شمع سے پروانون نے

ہمتو عاشق ہین ترے ناز اوٹھانیوالے
تمسے کم دیکھے ہین محبوب ستانیوالے

بند کر قید محبت مین خبر لی نہ مری
دام ہین جسکے پھنسے دام چھڑانیوالے

کل شب وصل مین کیا جلد کٹی تھین گھڑیان
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

کل جو رستے مین ملاقات ہوئی تو یہ کہا
کہان جاتے ہو ٹھہر ہمکو جلا نیوالے

گذری مدت کہ مرے ساتھ لپٹے نہین آ کر
کیا ہوئے یار گلے ہمکو لگانے والے

یون تو اوقات گذرتی ہو مری داری مین
نملے ہین مزے دارو کھانے والے

اب کہ ملتا ہو نظیر یار سے کہنا جا کے
کیا بھلا ہم نہ رہے یار ملانے والے

غزل بادشاہ

یہ کس مست کے آنے کی آرزو ہے
کہ ساقی سبیلے ساغر مشکبو ہے

سمایا ہو جب سے تو آنکھون مین میرے
جدھر دیکھتا ہون اودھر تو ہی تو ہے

جتاؤن مین کیا اپنا حال پریشان
عیان زلف دلدار کی مو بمو ہے

چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو
مگر آب شیرین سے لازم وضو ہے

نکلجاوے دم تیرے قدمونکے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

گلستان مین جاکر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

ستایا ہو ناحق ہمین تو نے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان
نہ سینے کے قابل نہ جاے رفو ہے

شفق بن کے گردون پہ ہوتا ہو ظاہر
یہ کس کشتہ بے گنہ کا لہو ہے

عبث مجھکو ہنس ہنسکے دیتے ہو گالی
زبانکو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے

اگر اگلی باری شب وصل بولا
چھری ہی اور مرغ سحر کا گلو ہے

رہے سایۂ پختتن بادشاہ پر
خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل غریب

اُف نہ کرون نام کا جرات نہوں ہین | چہرے اگر عشق کا آزار سے تجھے

غزل ایضاً

بال زلف یار گر رخسار تک آنے لگے | چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
آفتاب حسن کو مہتاب میں ناد یکھکر | خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانے لگے
دیدیا سرمہ جرس کو کاروانکی شب نے آہ | جون نگولا ہم یہان جنگل مین بھٹکانے لگے
عشق بھی سبقت کرے ہے تیغ خوب یار کو | جو کہ جوہر تھے نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل شاہ ظفر غفر اللہ

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہے | اس قفس کے قیدیونکو آب و دانہ منع ہے
تیرے ہی دیوار سے اب ہمنے سر ٹپکا کیا | روزن دیوار تک آنکھین ملانا منع ہے
قتل کرکے مجھکو اب سنگین دلون نے یون کہا | قتل ہو جانا و لیکن تڑپھڑانا منع ہے
تھر تھرانا مت دیکھنا خنجر تلکے ای صید دل | عشق کے مقتل مین سبت و پا ہلانا منع ہے
ای ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام | اب تمھین چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل دیگر

وہ صنم حال میرا کیا جانے | ہم دن ہین کس فکر مین خدا جانے
اوسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہے | وہ کہان ہین کہان خدا جانے
ہمتو روتے ہین ہنستے ہین اغیار | قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہونٹ چاٹا کرے وہ ساری عمر | لب شیرین کا جو مزا جانے
سنکے احوال میرا کہنے لگا | ایسا جھگڑا مری بلا جانے
ایسے سفاک سے ڈرو یارو | خون عاشق کا جو حنا جانے
بخدا ابت کسی کے دوست نہین | انکو دشمن ہی [illegible] ان کا عیا [illegible]

غزل ظہیر

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے | ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

کون بھرتا ہے دم سرد جو راتونکو مدام | ٹھنڈی ٹھنڈی تری کوچہ کی ہوا آتی ہے

کسکے ہین دست حنائی کا ہون زخمی یارب | جو ہر اک زخم سے پھر بوے حنا آتی ہے

التجا یار کی رکھتا ہی سر شام سے دل | رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

چھوڑ جاتا ہے جو وہ مجھکو اکیلا گھر مین | در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

دوش سے تا بکمر اور کمر سے تا پا سے | جو نہین بل کھائی ہوئی زلف دوتا آتی ہے

جی مین آتا ہی مسیحا سے مین پوچھون جاکر | مرض عشق کی کچھ تمکو دوا آتی ہے

صبح کسطرحسے ہوگی شب تاریک فراق | نہ تو نیند آتی ہے مجھکو نہ قضا آتی ہے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے | کسی کی کچھ نہین چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لاویگی اسے گور غریبان تک | کہ وحشت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہمسے پھر جاویگا تو پھر جاوے | ہماری آنکھہ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

مین اس لیلی کا دیوانہ ہون غافل جو ہی صحرا مین | بغل مین اپنے مجنون کی لیے تصویر پھرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے | زلیخا ہر گلی کوچہ مین بے توقیر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحراے وحشت مین | بگولے کی طرحسے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

غزل جرأت

درد غم عشق نے مارا مجھے | اب نہین دم لینے کا یارا مجھے

بات مین کس سے کرون اے مہربان | دھیان تو رہتا ہے تمہارا مجھے

ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا ہے یار | بحر محبت کا کنارا مجھے

چونک پڑا سنتے ہی آواز یار | مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے

ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھاے | دن تو گیا روتے ہی سارا مجھے

لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سب طرح مایوس ہی
مرقدین دو تین تبلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھہ تو ان سے کہ جاہ و حشمت و دنیا ہے آج
کچھہ بھی انکے ساتھہ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پای جم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے ہین خرقہ سالوس ہے

غزل مولائی

دل ہوا پابستۂ زنجیر خدا خیر کرے
دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے
کسکی آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف
کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے
سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جانتے ہو
کسکی ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے
شب بسمل مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا
ہنسکے بولا مہ تنویر خدا خیر کرے
کل عیادت کو جو آیا تو یون کہتا ہے رقیب
ہوئی مولائی کی تو تغیر خدا خیر کرے

غزل فدوی

آہو بھی خجل ہووے مصور و آدم سے
تصویر کھی جاتی ہی نرگس کا قلم ہی
دیکھا نہیں تو احمد مختار کا لشکر
جبریل بھی جس فوج میں چلتا ہی علم لی
گرمی سے عرق ہو گئے جلتے ہوئے یہ اشک
اس سایہ مژگان کے تلے بیٹھہ کے دم لے
ہم دلکو گوان بیٹھے تصور مین اسی کے
اور پھر بھی تعقل سے چلے راہ عدم لی
اس بت کی پرستش کرے یہ شیخ ہوے تم
کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے
یہ بارگہ شیر خدا جائے ادب لے
مجنونکو صدا پہونچی ہی تو اس سے رقم لے
ناحق کی یہ تہمت ہے مجھے غیر کی صاحب
گر تیرے سوا غیر کو چاہین تو قسم لی
راتون کی نیند اپنی اچک بیٹھی نیند مین رستم
گر خواب مین دیکھے اسد اللہ کے حملے
فدوی تو عبث اپنا گریبان ہی پھاڑے
لیتا ہے تو دامان علی مستحکم لے

غزل فراق

کون اب بازار خوبی مین ترے ہم سنگ ہے — حسن کی میزان مین تیری مہر و مہ پاسنگ ہی
سرمی آنکھونکا تیری جو کوئی بیمار ہے — ایک میل اوسکے تئین رکھنا قدم فرسنگ ہی
مین جو دیوانہ ہوا سرخیل ارباب جنون — ہاتھہ مین پتھر لیے ہر طفل میرے سنگ ہی
جاے تکیہ عاشقونکا خانمان ہر وقت خواب — زیر سر کوچے مین تیرے خشت ہی یا سنگ ہی
سخت زاری ہی مجھے ظالم تری سنگین دلی — آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہی
وہ صدا گر گر کے ہے آسیا پھر پھر مدام — مشت گندم کے لیے چھاتی پہ میری سنگ ہی
اوس جواہر پوش کی دیکھین جو ہین یاقوت لب — اسکی رنگینی کے آگے لعل بھی پاسنگ ہی

غزل نصیر دہلوی

دل کہین پھر گرفتار ہوا چاہتا ہی — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہی
دیکھہ لینے دو مجھے او بھی یار رواسکو — بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہی
باتین کرتا ہی رکاوٹ کی خدا خیر کرے — یار ہمپر ستم یار ہوا چاہتا ہے
روز گل کھاتا ہون فرقت سی تری سینہ — سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہی
آج شب وصل کی خفگی سے کٹی ہی نصیر — دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل قدرت اللہ

کسکی نیرنگی کی یہ برق دل فانوس ہے — جوش شرر دل سے اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دار دنسے کاوش ہی مدام — ہر طپش یان شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کے گر سمجھو تو یہ سب ہین الاپ — گر صدای بانگ ہی یا نغمۂ ناقوس ہے
کل ہوس اسطرحسے ترغیب دیتی تھی مجھے — خوب ملک روس ہی اور سرزمین طوس ہی
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی — اس طرف آواز طبل اودھر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہو گا دین کا دور — شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہی
سنتے ہی عبرت یہ بولی ایک تماشا مین تجھے — ہین دکھاؤن تو جو قید آز کا محبوس ہے

آتا نہین دلدار نظر کس سے کہون مین
ہین منتظر آنکھین کہ کوئی پل نظر آوے

شادان تو خوشی اپنی ہی کہہ مطلع ثانی
معشوق جو آغوش مین تیری اگر آوے

غزل جرأت

لے آئینہ مانگ اسنے جو یکبار نکالی
ظلمات سی گیا راہ نمودار نکالی ؛

وہ کشتۂ الفت کہ دم نزع مین جسنے
منہ سے نہ شکایت کبھو اے یار نکالی

سو آج تری کوچے کے باشندون نے ظالم
لاش اوسکی بظاہر سر بازار نکالی

نظارہ کا گر شوق نتھا اوسکو تو اوسنے
کیون بام پہ کھڑکی سر بازار نکالی

ہمسایہ بجھانے لگے سب اپنی گھرونکو
ہین دل سے جو اک آہ شرربار نکالی

غزل رضا

جب شکر لب نے لب اپنے سے سنائی گالی
تجھے میٹھی لگی خوش ہو کے مین کھائی گالی

کیا حلاوت تھی تری گالی مین اللہ اللہ
قند مصری سے مگر تھی یہ بنائی گالی

چھیڑ کر تیری تئین آپ سے ہم کھاتے ہین
عاشقونکو تو ہے یہ وہ بلائی گالی

ترش رو ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے
وصف رکھتی ہے کھٹائی مین مٹھائی گالی

اے رضا تیری زبان پر تو ہے شیر و شکر
یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

جلوہ جو اوسنے دکھایا مرا جی جانتا ہے
پھر خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے

اوٹھ گئی میری زبان سی تو جہان کی لذت
جو مزا عشق مین پایا مرا جی جانتا ہے

ہین خطا وار ہون خط کیونکہ لکھون اے حبیب
جیسا لوگون نے سکھایا مرا جی جانتا ہے

کون کہتا ہے ترے عشق سے انجان رہا
جیتے جی تو نے جلایا مرا جی جانتا ہے

اے ظفر اوس گل خندان کی محبت تجھکو
دمبدم اوسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

غزل بیدار

موتیا اور چنبیلی گل نسترن گلاب | اَلبیلی مست ہو ڈالی پہ سدا جھوم رہی
پاؤں تو قتل ہوئی یار کے لب سے ملکر | بیکلی تھی سوحنا برکت پاچوم رہی
قافیہ ٹھیک نہ تھا کیا کرے یہ حیدر زار | عقل چھپے کیطرح اپنی نتیئں توم رہی

غزل قدرت

ہمصفیران چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے | ہائے اے شام غریبان کہ وطن چھوٹے ہے
غمزہ شوق سے دل دیکھے ہیں ایسا بھاگا | جیسے صیاد کے ہاتھوں سے ہرن چھوٹے ہے
اتبلک تیری شہیدوں کے بدن ہر موسے | لاکھہ فوارہ خون زیر کفن چھوٹے ہے
شب ہجران کی مصیبت ہیں انکھوں کیا قدرت | تن سے جان چھوٹی ہے اور بان تن چھوٹ مری

غزل بلہار

دل کو پالا ہی بہت ہمنے جنزداری سے | ناز برداری سے ہوشیاری سے غمخواری سے
حسن صاحب کی شرافت پر نظر کر بیٹھے | جان کے بوجھہ کے پہچان کے ہوشیاری سے
ہمسے باطن میں خفا غیر وپنہ ظاہر ہیں جفا | یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے
سادگی پر وہ ستمگار کے دھوکا پایا | اپنا ایمان لرزتا ہے یہ عیاری سے
شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کے دن | وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے
نازو خط زلف ادا چشم و مژہ اور ابرو | سب کے سب دشمن قاتل ہیں مری یاری سے
سو رہیں آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار | نیند آتی ہے شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے | اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے
خورشید خجل ہو کے چھپے ابر کے اندر | محفل میں اگر آج وہ رشک قمر آوے
کرتا ہے نثار اسپہ فلک خوشئہ پروین | کانوں میں کرن پھول پہنکر اگر آوے
کس کام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو | ہے شاخ وہی خوب کہ جسمیں ثمر آوے

بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے / جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے
سفر ملک عدم تجھکو ہے آخر درپیش / خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے
نہیں ممکن کہ مغیلان سے جو ہو وے پیدا / پھل بھی کھاتا ہے وہی جو کوئی کچھ بوتا ہے
کر لے کچھ کام غنیمت ہیں یہ ایام حیات / بازی و لعب میں کیوں عمر کو تو کھوتا ہے
غم کی پیچش سے قلندر نہ کرو دلکو یہ تنگ / عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

غزل سودا

جوں غنچہ تو چمن میں بند قبا کو کھولے / پھر گل سے اے پیارے بلبل کبھو نہ بولے
آویگا وہ چمن میں تڑکے ہی میکشی کو / شبنم سے کہدے بلبل پیالی گلوں کے دھولے
باغ جہان میں آکر کچھ ہمنے پھل نہ پایا / اک دل ملا کہ جس میں ہیں سیکڑوں پھپھولے
ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتے ہو تو سدھارو / اس دل پہ کل جو ہونی سو آج ہی وہ ہولے
کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا / مند جائیں چشم عاشق تو بھی وہ لب نکھولے
چشم پر آب ہوں میں جوں آئنہ حباب کا / ٹک رک کے پیر گرے ہیں چھاتی میں سب پھپھولے
کون ایسا ہے کہ یہ سودا لگی میں اوسکے / لا تجھکو لے چلیں ہم دل کھول کر کے رولے

غزل عشرت

شب فراق ہے و لیکن قلق ابھی سے ہے / سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ابھی لکھا ہی نہیں حال دل کا اے قاصد / ہوا میں شوق میں اوڑتا ورق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا بھی نہیں ترا بسمل / کہ زلزلہ میں زمین کا طبق ابھی سے ہے
ارادہ سیر کا کرتا ہے جبکہ وہ گل رو / یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے
کسی نے شام سے آکے گویا کہا عشرت / یہ منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل میں ترے کل تو عجب دھوم رہی / راہ پائی نہ کہیں باد صبا گھوم رہی

…جا وے غم کی آنچ سے آتش پری کا دل
جب دیکھے تیرے بر مین لباس زری پری

…یوانے ہین جو رہتے ہین تجھسے پری مین ہم
آہن دلونسے اتنی نکر نہ زرگری پری

…شیشہ کے بیچ جبکہ اوتارینگے ہم تجھے
پروانگی رہیگی تری سب دھری پری

…ہ عدم کو چھوڑکے دائم ترے سوا
دیوانہ بنکے وان بھی پکارا پری پری

غزل دلبر

مرتا ہون ترے عشق مین سرشار خبر لے
ٹک میرے دل زار کی اے یار خبر لے

اے باد تو ہی جاکے ذرا شوخ سے کہنا
مرتا ہے کوئی جا پس دیوار خبر لے

اللہ ہی بچاوے مجھے اس آتش غم سے
یا تو ہی مہر کھاکے مری یار خبر لے

کیون یار بھلایا ہے مری دلکو تو کیا یار
مرتا ہے ترا طالب دیدار خبر لے

کوچہ مین ترے آنکی طاقت نہین اے ہائے
مرتا ہے پڑا بر سر بازار خبر لے

یہ حال مرا دیکھکے کہتے ہین طبیبان
بچتا ہے کہین عشق کا بیمار خبر لے

اے نازنین جو ناز اوٹھائے ترے دلبر
پھینکینگے سبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل سراج

…بر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

…ہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنونکی پردہ دری رہی

…ی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

…ظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون
کہ شراب صد قدح آرزو خم دلمین تھی سو بھری رہی

…ہ عجب گھڑی تھی کہ جسگھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق مین جو دھری تھی یونہین دھری رہی

…ری جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سے یہان ہوا
نہ تو آینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

…یا خاک آتش عشق نے دل بے نوای سراج کو
نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بیخطری رہی

غزل قلندر

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہی غریب — بھول سب جاتا ہے وہ کچھ دیکھ صورت یار کی

معرکہ مین عشق کے ہر بوالہوس کا کام کیا — دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سے سردار کی

ای ولی اس بیوفا کی مہربانی پر نہ بھول — دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتین پیار کی

غزل ذوق

ہون یہ لاغر حباب کے خاست ایک خس کی بوجھ سے — جون کبادہ ہلتا ہی پائے مگس کے بوجھ سے

یہ اسیری مین گران خاطر ہون مین جاتا ہی ٹوٹ — آہنی قلاب بھی میرے قفس کے بوجھ سے

زندہ تو ڈوبے ہے اور تیرے ہی مردہ آب مین — بوجھ شاید جسم کا ہے کم نفس کی بوجھ سے

مت لگا ای عشق دل کی آبلے پر نشتر غم — ٹوٹ جاویگا یہ گنبد اس قفس کی بوجھ سے

باندھ دی ناقہ کے گردن مین دل نالان قیس — بوجھ کم ہے اسکا ای لیلی جرس کی بوجھ سے

نکلے دنیا سے کہان احمق اوٹھا کر بار حرص — رہ گیا یہ تو گدھا دلدل مین پھنسکے بوجھ سے

کیا ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا — یہ نہین ای ذوق دبتا ایسے دس کی بوجھ سے

غزل موج

ڈرتا ہون جدا مجھسے مرا یار نہو جاے — یہ زندگی میری کہین دشوار نہو جای

دفنائیو ہرگز نہ مری لاش کو یارو — جب تک کہ جنازے پہ مرا یار نہو جاے

جلدی سے پلا ساقی مجھے وصل کی دارو — رخصت کہین دنیا سے یہ بیمار نہو جاے

ساقی تو اسے جان کی مت کیجیو مدہوش — ایسا تو نشاپی کہین سرشار نہو جاے

ڈرتا ہون تری شوخ شرارت کی پرے سے — ایسا نہ کہین تو سر بازار نہو جاے

ای موج تجھے خوف نہین کیا دل جستی — الفت مین کسی بت کے گرفتار نہو جاے

غزل دائم

عاشق کی یاد کیون نہ کرے دلبری پری — باتین تمہاری بھولی ہین جادوگری پری

سرسبز ہو نہ سبز پری تیرے سامنے — پوشاک سبز پہنکے بیٹھے ہری بھری

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آ کے گردن مین
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ تیرا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کی نہین حصے مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتہ بھی تجھے کہتے ہین بشر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہے خو تیری

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب جام و صراحی حجاب کھو دیگی
دکھائے گا ہمین کیفیتین سبو تیری

رہا نہ شبہہ ہمین اسکے حلقہ ہونے سے
یہ عقد ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری

جو ہووے دسترس اسکا بھی پای قاتل تک
حنا بھلائیگا شوخی مرا لہو تیری ؛

شب فراق مین ای روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

ہوا ابر گریہ کنان ہے تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعا ہے مجنون ہی
نہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر ای شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری ؛

چمن مین صبح کو جا کر نہ منہ دکھانا تھا
برنگ آیینہ حیران ہے آب جو تیری

زمانے مین کوئی ایسا نہین ہے سیف زبان
جو رکھے معرکہ مین آتش آبرو تیری

غزل ولی

دیکھہ دستار بسنتی ساقی سرشار کی
کھل گئی ہین آج آنکھین نرگس بیمار کی

بات رہجاویگی قاصد وقت رہنے کا نہین
دل تڑپتا ہے شتابی لا خبر دلدار کی

غمنا اتنا نہ کر شور و فغان لرزا پڑا تن مین حسن نے نظیر
سما کے شمس کے مہ کے زمین کے بحر و بر کے

غزل حیرت

خاکبازی طفل کی مین گھر بنے اور ٹوٹ جاے
اشک آ مژگان پہ جون گوہر بنے اور ٹوٹ جاے

یار تیری دوستی مجھ سے نہ ٹوٹی اسطرح
جسطرح سے فکر کچھہ دلبر بنے اور ٹوٹ جای

وہ ڈریگا نہا کر گر بچو پڑے سر کے بال
آتے آتے طشت تک گوہر بنے اور ٹوٹ جاے

اب تصور یار کا آنکھونسے یون پھرنے لگا
جسطرح افسون سے جون اژدر بنے اور ٹوٹ جاے

کب تجھے پروا ہے حیرت غیر ذات بوتراب
لعل و گوہر کا اگر افسر بنے اور ٹوٹ جاے

غزل مستان

عرق رخسار نمکین سے جو دریا مین ٹپک نکلے
یہانتک شور دریا ہو کہ ماہی پر نمک نکلے

اگر یوسف کی طرح گرم بازاری کرے ظاہر
خریداری کو آدم اور جن حور و ملک نکلے

مجھے کیون قطرہ قطرہ دیکے ترساتا ہے ساقی
یہانتک بھر پیالہ تا کہ مے گلگون چھلک نکلے

ید رنگین حنائی سرخ کا دیکھے تو پھر جو تمین
شفق ڈوبی ہوئی لے سر سے تا پاؤن تلک نکلے

مثال خارہ ہون حیف یہ کیا زندگانی ہے
رگ گردن مین جسکے دامن ہے تو وہ دامن جھٹک نکلے

پڑی رخسار پر وہ زلف ہلتی یون نظر آئی
کہ جو گلشن سے لہراتی ہوئی ناگن سٹک نکلے

تمھاری بزم مین حاصل ہے سبکو عیش رات و دن
ہمین جو غیر تھے سو تیری آنکھون مین کھٹک نکلے

پڑے جو عکس تیری صین جبین کا آب دریا مین
تو ہر اک موج اسکے سر کو پتھر سے پٹک نکلے

تبسم دیکھکر اس غنچہ لب کا صحن گلشن مین
ہر اک جا غنچۂ گل جوش مین آ کر چٹک نکلے

سباف موی زرین کی جھلک پہونچے جو گردون پر
تو بجلی پیرہن سے مضطرب ہو کر چمک نکلے

بس اب خاموش ہو مستان ترا مضمون واہی ہے
کوئی سنکر تری حق مین کہین ناحق نہ بک نکلے

غزل آتش

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

ہوے ہو اسقدر بیزار ہمسے — کہو ہمنے تمھارا کیا کیا ہے
وہ احمق ہے کہا ہی جسنے تم سے — ملو جس سے تمھارا دل ملا ہے
عبث بیدل کرو مت آبرو کو — مسافر ہے شکستہ ہے گدا ہے

غزل بخشش

تاثیر تیرے عشق نے مجھپر ذری نہ کی — مین کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نہ کی
دلبر سمجھ کے دل مین دیا تیرے ہاتھ مین — دل لے گیا مرا مری کچھ دلبری نہ کی
ای رشک مشتری تیری خوبی کی سامنے — خورشید نے بھی تجھسے ذرہ ہمسری نہ کی
نزدیک تھا کہ پہونچے سکندر لب حیات مین — ای خضر وان تلک بھلا کیون رہبری نہ کی
بخشش کے پاس گوہر دل تھا بنا — کچھ قیمت اسکی تونے تو ای جوہری نہ کی

غزل حاتم

کرون قربان جیکو ایک گھڑی اوس وقت اوس پل کی — کہ جسدن جسگھڑی دلدار آوے گھر مرے چل کی
جہانگی خوبصورت دیکھ تجھ صورت کو مجلس مین — رہی خاموش حیرت سی گویا پتلے ہین سب گل کے
نہ آوے کیونکہ مجھکو خواب راحت بستر غم پر — تصور تیرے نقش پا کو گل تکیے ہین مخمل کے
یہ طور ہم ستی بدزیب گلرو یا درکھنا تم — کہ اکدن شوق سی آثار ہو جاوگے ہم گل کے
فدا ہونیکو آیا ایک جی کس کس کی اب چل کی — لبونکے پان کی مسی کی منہ کی تل کی کاجل کے
سجن حاتم کا جی ہر آن سیر قربان جاتا ہے — تمھاری چال کی سج کے اکڑ کے زلف کی بل کی

غزل حنا

تصدق ہم سدا ہوتا ہی جی میرا اس نگر کے — اولے سج کے دھج کے اور آنکھونکے جواہر کے
پیر ٹے مارے ہوے ہیں گلی مین اس جفا جو کے — بھوون کی چشم کی غلطی پلک کے نوک خنجر کے
[illegible] اشتی کی جلدی کہو تو ہین ہوا صدقے — زبان کے چونچ کے سر کی لبون کی بال کی پر کے
ہوی مکھڑے بین [illegible] الصبح اوس شوخ کی اوپر — ختن کے چین کے ایران کی سنبل کی ہند کے

مصحفی رو بین کھنچی جاتی ہے اسکی تصویر
ایک قرآن سے لکھے جاتے ہین قرآن کتنے

کوئی سمجھا نہ ترے شعر کا رتبہ عاقل
یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نہ جاویگا کبھو دل سے مرے
یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے

وصف اوس شوخ نگہ کا نہ زبان سے پوچھو
حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے

حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا
ظاہر آثار تو ہے یار شمایل سے مرے

شب کو تعویذ پہ اوسکے جو کیا دست دراز
بولا چل دور ہو کیا کام حمایل سے مرے

چاہا ہر چند کہ مین دامن لیلی پکڑون
ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے

قتل تو اوسنے کیا مجھکو پہ تشہیر نہ کی
اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سے مرے

آگ لگ جاوے نہ دنیا مین مجھے ڈر ہے لطیف
آہ سوزان جو نکلتی ہے نہان دل سے مرے

غزل شہید

کہو اوس برق وش سے آج لازم ساتھ جانا ہے
جنازہ پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے

چلونگا سر کے بل شوق شہادت دستگیری کر
جہان تلوار چلتی ہے اوسی کوچے مین جانا ہے

لیا جسنے ہمارا نام مارا بے گنہ اوسکو
نشان جسنے بتایا ہے وہ تیرونکا نشانا ہے

جو شرماؤ تو پیاری چھوڑ دون مژگانکی چلون کو
تمہارے عین وعدے پر ہمین آنکھین چھپانا ہے

گریبان پھاڑ کے دشت جنون سے کب ہوئی فرصت
ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اوڑانا ہے

جو بال اوسکے اولجھتے ہین تو دل میرا اولجھتا ہے
یہان ہے درد شانے مین وہان زلفون مین شانا ہے

مثال نقش پا ملعون پڑے رہتے ہین سر کیے جا
مگر قاتل ترا کنج شہیدان آستانا ہے

غزل آبرو

تمہارا دل اگر ہمسے پھرا ہے
تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے

ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن
سبھی تمکو کہین گے بیوفا ہے

همسر نہ ترے حسن سکے ہی یوسف کنعان
بیچا ہے جسے مصر مین مالک نے درم لے

آتی ہے عجب فوج ملک عرش برین سے
بس تحفۂ صلوات سدا سوے حرم لے

ای ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام
مے اپنی محبت کی پلا جام کرم سے

محبوب خدا اور نہ محمدؐ کے سوا ہے
اس بات کی اب مجھسے خدا ہی کی قسم لے

کرتے ہین ملک فرش سدا اپنے پر و بال
جس راہ مین چلتی ہے تری فوج علم لے

محروم نہو جاوے در فیض نبیؐ سے
کیا فکر مین بیٹھا ہے علی گوشۂ غم لے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب جم رہے رہے نہ رہے
حباب بحر کوئی دم رہے رہے نہ رہے

تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے
تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال زوال
ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

عرق ہے منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن
ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے

شتاب آ کہ تری دید یک میسر ہو
دم لبون پہ ہے اب تھم رہے رہے نہ رہے

جو وصل مین ہے جدائی تو کیا کرے آصف
یہ اتفاق ہے باہم رہے رہے نہ رہے

غزل عاقل

تیری الفت مین ہوی جان کی خواہان کتنے
تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

ایک امید بھی تجھسے نہ بر آئی میری
رہ گئے دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقہ کا پتا اے لیلی
چھان مارے ترے مجنون نے بیابان کتنے

زلفونکو کان کے بالے سے جھکایا تو ہین
زلف پیچان کے پڑے پیچ مین بیجان کتنے

جسنے دیکھی تری تصویر کہا صل علی
پڑھتے صلوات ہین آ آ کے مسلمان کتنے

ایک تھا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے
پھرتے ہین زلف پریشان کی پریشان کتنے

اوٹھ کے صحرا سے چلا شہر کے جانب جب مین
لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

سبز ہے وہ پر کالہ آتش قد موزون ترا	دیکھیے اس سے جو تشبیہ صنوبر جلجائے
آتشین چہرہ ہے ہر شاہد مضمون ناسخ	کیا عجب ہے مرے اشعار کا دفتر جلجائے

غزل نیاز

دکھلا نئے داغ دل نے گلستان نئے نئے	وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے
جور بتان سے مجھکو الہی بچائیو	پیدا ہوئے ہین جان کے خواہان نئے نئے
ہین اسطرح جنون تری ہاتھون سے تنگ ہون	لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے
دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر	کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے
کسطرح ہو گذر در جانان پہ لے نیاز	دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل طور

ہین جی جاؤن اجل سے آپ آجاوین اگر پہلے	یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
شب وصل صنم مین صبح تک ہم نے دعا مانگی	الہی آج نکلے مہر تابان سے قمر پہلے
عوض بوسہ کے ہم نے گالیان دی تہین کہ صاحب نے	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے
ارے ای بے مروت تجھکو دل دینا نہین لازم	کوئی پیدا تو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے
شب وصل عزیزان ہے تری گردن پہ خون ہوگا	نہ بول او تھمنا کہین زاہد سے ای مرغ سحر پہلے
عجب سرکار ہے اللہ کی ای طور مین صدقے	ہنر مندون سے پوچھی جاتی ہین یان بے ہنر پہلے

غزل علی

جبریل امین جسکی صدا خاک قدم لے	کرتا تھا عجب کحل بصر عرش پہ دم لے
نام اسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے	نہ پایۂ افلاک پہ عزت کا قلم لے
کس شان سے جاویگی محمدؐ کی سواری	عرصات سے جنت مین سبھی فوج امم لے
فدوی کو ترے آتش دوزخ سے نہ ڈر ہے	گر گشتہ ہستی سے گیا راہ عدم لے
ثابت کیا معجز نے ترے فیض کا دعوے	انکار پہ کفار کے اقرار صنم سے لے

کب تلک یہ دل صد پارہ نظر مین رکھتے
اسیر آنکھین ہین سدا رکھتے ہین دل اپنے

عمر گذری کہ نہین دودۂ آدم کوئی
جسطرح دیکھیے عرصہ مین ہین اب خر کتنے

تو ہے بیچارہ گدا میر ترا کیا مذکور
مل گئے خاک مین یہان صاحب افسر کتنے

غزل ذوق

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی
حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہی

دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی

درویش ہے وہی جو ریاضت مین چست ہو
تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہی

جز زلف سوجھتا نہین اے مردہ دل تجھے
خفاش تو نہین ہی کہ ظلمت پرست ہی

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید
موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے

عنقا نے گم کیا ہی نشان نام کے لیے
گم گشتہ کون کتنا ہی شہرت پرست ہی

یہ ذوق می پرست ہی یا ہی صنم پرست
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہی

غزل ناسخ

آتش عشق وہ ہی جسمین سمندر جل جاے
اک شرر جاے جو پتھر مین تو پتھر جلجاے

پر پروانہ کیا شمع رخ جانان کو
کہ فرشتہ بھی کوئی آوے تو شہپر جلجاے

تن بدن پھونک دیا ہے شب فرقت نے مرا
کیا عجب ہی جو مرے جسم سے بستر جلجاے

شمع سان شرح تپ غم سے ہی سوزان مکتوب
کیون نہ پروانے کی مانند کبوتر جلجاے

ہو ترا روے جہان سوز اگر عکس فگن
ہے یقین خانۂ آئینہ ستمگر جلجاے

شجر طور کے مانند عصاے موسے
دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجاے

دوست کہتے ہین اوسے ساتھ جو دے آفت مین
شمع کے جلنے سے پروانہ نہ کیونکر جلجاے

کھیل سمجھے وہ صنم جان کے آتشبازی
سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجاے

جب نہ تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل
نہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے

لازم ہے دوستون کو رہے دلسے عمر بھر
احسان مند خوبی اخلاق یک دگر
ہین ہم بھی فیض گلشن ہستی سی بہرہ ور
دامان بھر کے لیتے ہین نکہت سے ہر سحر
گل سی چمن چمن سی ہوا اور ہوا سی ہم

دلمین بھری ہین بسکہ محبت کی شوخیان
ہر غنچہ گل کا اپنے گمان مین ہی گلستان
نیرنگ کارخانہ دل کیا کرون بیان
ہر ایک تازہ رنگ ہے خون بدل یہان
خون نیری ہاتھہ سی ہی حنا اور حنا سی ہم

راہ طلب مین کسکو میسر ہے بازگشت
ہان ہر قدم ہے صورت خورشید تیغ و طشت
دیوانگان شوق کی مت پوچھہ سرگذشت
سرگرم جستجو ہین ترے بسکہ دشت دشت
منت پذیر ہی کسے ہین بلا و ربا سی ہم

یون اب کوئی بڑھاوے کسو سے ہزار ربط
پر بے مناسبت کا تہو استوار ربط
ہوتا ہے اپنے جنس سے بے اختیار ربط
آشفتہ سے رکھے ہے سیہ روزگار ربط
شانہ سی مو و مو سی بلا اور بلا سی ہم

اعیا کا گرچہ معجزہ آرا ہے مسیح
لیکن مریض عشق سی شرما ہے مسیح
معروف درد عشق کو کب پای ہے مسیح
ممنون کا درد دیکھہ کے فرمائے ہے مسیح
عاجز ہین اس مرض سی دوا اور دعا سی ہم

مخمس معروف بر غزل نواب اسد اللہ خان بہادر المتخلص بہ اسد ملقب بہ غالب

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہے مجھے رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
کچھہ تو کہہ اے بت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون
ہی حیا مانع اظہار کہون یا نہ کہون

آپ سے ہی دل وحشت زدہ کب ہو باہر
تس پہ بھی ہین نہین انداز کی ڈھب سے باہر
حرف بیجا نہین آتا مرے لب سے باہر
نہین کرنیکا مین تقریر ادب سے باہر
مین بھی ہون واقف اسرار کہون یا نہ کہون

باب پنجم کی گلستان کی حکایت سمجھو
مرثیہ کی اسے یا کوئی روایت سمجھو
خیر جو سمجھو سو سمجھو یہ نہایت سمجھو
شکوہ سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو
ابھی ہستی سی ہون بیزار کہون یا نہ کہون

دیکھکر بیکسی عاشق وبی یاری دل
ہی سویدا بھی سیہ پوش عزاداری دل
ٹکڑے ہوتا ہی جگر دیکھہ کے ناچاری دل
اپنے دل ہی سی ہین احوال گرفتاری دل
جب نہ پاؤن کوئی غمخوار کہون یا نہ کہون

مدہوش کردے باتون مین تمکو لگا کے منہ
پھر دیکھیں بیٹھتے ہو کدھر تم چھپا کے منہ
اور جب ز روی طنز ہنسے گا بنا کے منہ
کھینچے ہنسی سے اسکو وہ منہ سے ملا کے منہ

کرتے ہین مومنان کی لیے مومنان پاک
کیا کیا دعائین دل سی بوقت امید و باک
ہان رمز تو بھی کہدے بیک آہ دردناک
یارب غم حسین مین اختر ہو جبکہ خاک

اک مست ناز حور شمائل پری لقا
مستی مین جسکو پاس نہو کچھ بھی شرم کا
از روے لطف بوسہ کرے یون تمھین عطا
گردن مین ہاتھہ ڈالکے وہ شوخ بے حیا

مخمس معروف بر غزل میر نظام الدین المتخلص بہ ممنون

پھر دیکھیں کیونکہ بنتی ہی بن دین و دل دیے
جب وہ حریف ہاتھہ مین آ جام مے لیے
گر تم نہ مے کے پینے مین کچھ عذر بھی کیے
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے

ہے داد خواہ تجھسے وفا اور وفا سی ہم
راضی ہے ہمسے تیری جفا اور جفا سی ہم
کیا لگ چلی ہی تجھسے ہوا اور ہوا سی ہم
نکہت کو تجھسے لے ہی صبا اور صبا سی ہم

جسوقت اسطرح سر و سامان عیش ہو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور بھی لبضد وہ ہوکے کرے ایسی گفتگو
اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو

کرنی ہے ہمکو عمر بسر راہ عشق مین
ہے جسکو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
یعنے گئے ہین سر سی گذر راہ عشق مین
دیتا ہے ایک گام پہ سر راہ عشق مین

اور یون تو مین بھی جانتا ہون بادہ ہی حرام
اور آپ کو تو بادہ سے انکار ہے مدام
پر اعتقاد ہوگا اوسی وقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

رہتے ہین روز و رات کو روتی سحر تلک
ہچکی سی ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک
پہونچے نہ ایکبار اجابت کی در تلک

ہر نفس مجھ‌رتے ہین آہ گرم سے میرے شرر
خون دل ہردم بہاتی ہے رگ مژگان تر
کون ہے اسوقت مین میرا جو لے میری خبر
بس گرامی سوز درون بھن جائینگے دل و جگر

[illegible]

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجھے بہ طنز
یعنے جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طنز
کہنے لگا ز راہ تبختر مجھے بہ طنز

[illegible]

بسکہ در د حسرت دیدار سے تھا بیقرار
کھو دیا بیچارہ نے ہستی کا رنگ اعتبار
کشمکش مین مرگ کے ہجو دو پڑا معروف وار
نزع مین بھی ذوق کو نیترا ہی بس ہی انتظار

[illegible]

جب سب طرح سے پند و نصیحت وہ کر چلے
مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
جانا یہ مین نی یون تو یہ چپکے نہو وینگے
مین نی کہا کہ ہم بھی ہین ہان خوب جانتے

[illegible]

ہذا مخمس از تالیف
مرزا محمد سلطان فتح الملک ولیعہد
شاہ بہادر دہلی متخلص بہ رمز

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہی تو یون
لیکن تمہارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتی ہین ہی باطل و جنون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

[illegible]

پرتو پڑے جو اوسکے رخ بے حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوش آب کا
پردے مین تو یہ جلوہ ہے اس رخ کی تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا

[illegible]

جو طعن ہکیسو نپہ کرو تم بجا درست
ایسا ہی ظاہر آپ نی اپنا کیا درست
پر یہ صلاح و زہد کا دعوی ہی نادرست
تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

[illegible]

شب بزم مے تھی اور تھے سب جمع آشنا
اک رند می پرست نے مذکور یون کیا
یعنے عجیب نقل ہے اور طرفہ ماجرا
کل بن کے شیخ مجتہد عصر ساقیا

[illegible]

جسدن کہ روز ابر ہوا اور ساری بادہ کش
پیاسی پکارین ہاتھ سی ساقی کی العطش
اوسدن یہ جلسہ دیکھیو تو کر جاؤ تم بھی غش
مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش

[illegible]

تمھاری جیب سے مری چپ زبان ہی بولو تو
لبونکو دیکھہ کے حیران جہان ہے بولو تو
مرے تو دلمین کچھہ اور ہی گمان ہی بولو تو
یہ مسی ہونٹھونپہ ہے یا دھوان ہے بولو تو
یہ سرخی پان کی ہی یا دہن مین آگ لگی

بھرے تھے قمقمے ہر ایک گل کی جھولی مین
گلون نے گھیر لیا تھا اسے ٹھٹھولی مین
چھڑکتے جاتے تھے ہنس ہنس کے رنگ چولی پہ اتنا
گلال زلفونمین انکے پڑا تھا ہولی مین
تو لالہ بولا کہ مشک ختن مین آگ لگی

اگرچہ ہوتے ہین گل رخ ہزار غصہ مین
پر اسطرح کی نہ دیکھی بہار غصہ مین
یہ وصف تجھہ ہی مین دیکھا نگار غصہ مین
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصہ مین
تو بلبلون نے بھی جانا چمن مین آگ لگی

ہوا اثر کشش دل کا دل مین تب اوسکے
تو خود بخود وہ لگا دوڑ کر گلے میرے
یہ سیر جسنے نہ دیکھی ہو آن کر دیکھے
طلب جو بوسہ کیا مین نی اوس بھبوکی سے
زبان تو شمع بنی اور دہن مین آگ لگی

بلا ہے نام خدا مجھکو اک صنم ایسا
کہ جسکے دیکھے سی ہوتے ہین سیکڑون شیدا
مین بھولی باتونکا اسکے بیان کرون کیا کیا
شفق کو دیکھہ کے کہتا ہے نوجوان میرا
عجب تماشا ہے جو چرخ کہن مین آگ لگی

ہذا المخمس معروف بر غزل محمد ابراہیم ذوق است

جو کوئی عاشق بت سفاک سے ہوا ہی
خنجر بیداد سے آخر شہادت پای ہی
لیکن ایسی موت کب ہر ایک کی ہاتھہ آی ہی
سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاے ہی
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جای ہے

مین پڑا ہون قید مین اور موسم گل آے ہی
شوق کو موج صبا بیتاب یان سکھلاے ہی
سخت تنگ آیا ہون بیٹھے بیٹھے جی گھبرای ہے
رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑکای ہے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلای ہے

ضعف سے مشکل ہی اب مژگان کا بھی ہلنا بہم
زور اگر چلتا تو مرجاتی کہین جلد ایسے ہم
ناتوان ہین کسطرح طی کر سکین براہ عدم
ہان مدد طاقت کہی ہی ضعف سے سینہ مین دم
دیکھیے لب تک خدا کیونکر کبھی پہونچای ہے

مرتے مرتے بھر چکا ہون زخم مین کتنا نمک
کیا عجب گر خاک سے بھی میری پیدا ہو نمک
لذت بیداد قاتل مین بھی ہی کیسا نمک
واہ وا شور محبت خوب ہی چھڑکا نمک
استخوان میری ہما کس منہ سے کھای ہے

آج ہے عید ذرا عید منا لو پیارے
شرط اسلام کی ہے کیجیے بغلگیر مجھے

تب تو جھنجھلا کے وہ بولا بت کافر مجھے
آج یہان عید مین کیون کرتے ہو دلگیر مجھے

خاکسار ونکو نہین دولت زر کی خواہش
خاکساری ہے بہت نسخۂ اکسیر مجھے

غزل آتش

چمنستان کی گئی نشو نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوون کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے توکی ہمسے کیے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو ترے درگاہ کے ہین اے محبوب
پھنے تشریف قبول انکی دعا پھرتی ہے

نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا الٹا
ٹھوکرین کھاتی ان آنکھون کی حیا پھرتی ہے

قتل کس کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی انکے حنا پھرتی ہے

پاؤن تک یار کے پہونچ گئی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ، یہ سودا ہے زلف
دیکھتی ہے جو پڑی برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامے سے ہوئین میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

غزل میر تقی

ہمنے جانا تھا سخن ہونگے زبان پر کتنے
پر قلم ہاتھ جو آئے نہ لکھے دفتر کتنے

مین نے اس قطعۂ صناع سے سر کھینچا ہے
کہ ہر اک کوچے مین جسکے تھے ہنرور کتنے

کشور عشق کو آباد نہ دیکھا ہمنے
ہر گلی کوچے مین اوجڑی پڑی تھی گھر کتنے

آہ نکلی ہے جو یہ کس کی ہوئین سیر بہار
آتے ہین باغ مین آوارہ ہوئے پر کتنے

دیکھو یہ پنجۂ مژگان کی ٹک آتش دستی
ہر سحر خاک مین ملتے ہین در تر کتنے

تیر لوید ار سہے تسکین دہ مضطر جان
ہوئی بیتاب تری کان کی کیونکر بجلی

لوٹنے لوٹنے مین فرق ہوا کیا ہی
ایک دن دیکھ مرا تو دل مضطر بجلی

ہو وہ میرہ وفی سے سوا کیون نہ شرر ریز آہ
جوش بارش مین چمکتی ہی فزونتر بجلی

چین یکدم نہین بیتابی دل ہی عارف
کسنے رکھ دی ہی مری سینہ کے اندر بجلی

غزل انشا

تب سے عاشق ہین ہم ای طفل پریزاد ترے
جب سے مکتب مین لگا پڑھنے الف بی ذی تے

یاد آتا ہی وہ حرفونکا اوٹھانا مجھکو
جیم کے پیٹ مین اک نقطہ ہی اور خاکی

ہے کی پھر شکل جو اصل کی سی آتی ہی نظر
نقطہ جو اسپہ لگا وین تو ہوئی پھر وہ خے

دال کے کیڑے سے دانا کی مرہ قد کی شبیہ
ہے سو یک پانچ ہی بن بیٹھی ہی اور بن نقطے

ذال بھی چھوٹی بہن اسکی ہی ہون آتو بھی
ایک پر کالہ سا ہی ساتھ ہنے گھر مین اسکے

رے بھی خالی ہی ورے زے پہ بھی ہی یک نقطہ
کہ مشابہ ہے یہ تل سے مرے رخسار تلے

سین خالی ہی بڑی شین پہ ہین نقطے تین
صاد اور ضاد مین بس فرق ہی یک نقطہ ہی

طوی بن طرہ ہے اور ظوے پہ ہی یک نقطہ
عین بے عیب ہی اور کافے میان غین ہوے

فے پہ یک نقطہ ہی اور قاف پہ ہین نقطے دو
کاف بھی خالی ہی اور لام بھی خالی ہی لے

میم بھی یو نہین ہی اور نون کی اندر نقطہ
مفلسا بیگ ہی یہ واو بھی اور چھوٹی ہے

کیا خلیفہ جی بھی ایسے بچپن سے نکلے
آگے چھٹی ہو وا بھی لام الف ہمزہ یے

گالیان تیری ہی سنتا ہے یہ انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے سکے کوئی جو یہ اسکو لے

غزل خاکسار

او سکے ملنے کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے
آہ دکھلا وے گی کیا دیکھیے تقدیر مجھے

دو جہان کو مین کرون اوسپہ تصدق ہلِ من
اوسکی دکھلا دے بھلا جو کوئی تصویر مجھے

ایک بوسے کے سوا کچھ نہین مانگا میںنے
جسکا جی چاہے اگر دیجے تقدیر مجھے

ولیے کیونکر نہ دھوان ساتھ ہوا کے اوٹھے / شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اوٹھے

گر نہو دلمین خیال نگہ خواب آلود / درد کیا کیا اثر خفتہ جفا کے اوٹھے

شمع کے چور کا محفل مین جو مذکور ہوا / دل پہ آ بیٹھی تھی جب آنکھہ حیا کی اوٹھی

گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ ہین یک حرف غلط / لیک اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

ہو عذاب شب یلدا سے رہائی یارب / زلف منہ سے کہین اس مہر لقا کے اوٹھے

اُف ری گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان / جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اوٹھے

ہین دکھاتا تمھین تاثیر مگر ہاتھہ مرے / ضعف کے ہاتھہ سے کب وقت دعا کے اوٹھے

سوزش دل سے ہوا کیا ہے مین پانی پانی / وہ جو پہلو سے پسینے مین نہا کے اوٹھے

جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا / پاؤن کیا کوچے سے اس ہوش ربا کے اوٹھے

شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اوسکے آگے / خوب احوال دل زار سنا کے اوٹھے

غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے / ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو کسی کا / جسکا ندیم ہووے اوسکی نظر کو پرکھے

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے / جو صاحب ہنر ہے وہ ہی ہنر کو پرکھے

در سخن کے خواہان وہ یار ہین جہانمین / جسمین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے

خاطر مین وہ نہ لاوے رکھا ہے ابر نیسان / جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے

سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہے معدن / ظالم اگر تو میری لخت جگر کو پرکھے

در سخن کو اپنے پرکھائے آدمی سے / ہرگز نہ کہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

غزل عارف

کہہ بین شوخی سے کون ہے تری ہمسر بجلی / تو گرے مجھپہ ترے قد کے برابر بجلی

بھو بھنس بھنس کے وہ باتین جو کیا کرتے ہین / بذلہ گو کہتے ہین برسا ہے گوہر بجلی

ہم ہین ترے مشتاق ذرا آکے لپٹ جا
فرقت مین ترے ہو گئی بس خاک بسنتی

گل پھولے سمائے نہین گلشن مین عزیزو
اور باد صبا جھاڑے ہی خاشاک بسنتی

کیونکہ نہ قطب ہووے فدا جان و جگر سے
ہوتا ہی تصدق ترے افلاک بسنتی

غزل انشا

نگہ ہی اوس پری کی سحر چتون ایک آفت ہی
معاذ اللہ جو دیکھے اسطرف یہ کسکی طاقت ہی

چمن ہی جام صہبا ہی گھٹا ہی جاے خلوت ہی
اگر ایسے مین آجاوی تو صاحب وقت فرصت ہی

نہ گڑنے دو مجھے تلووں سے ٹک تو اپنی آنکھین تم
تصدق مین تمہاری جاؤن اس سے مجھکو راحت ہے

مبادا جھاڑ کر پنجہ جھپٹ جاوی کہین وحشت
بگڑے تیور نظر آتے ہین اس سی مجھکو وحشت ہی

بھلا کیونکر نہ غش ہون ہم کر درون وضع کی ایمن
لطافت ہی ملاحت ہی نزاکت ہے صباحت ہی

مجھے کیون گالیان دیتے ہو ہیجے کر کے ناحق تم
ارے مکتب کی لڑکو ہان بھلا یہ کیا شرارت ہی

بھلا آخوند جی صاحب کو آذدکھون گا مین
کہ ای حضرت سلامت آپ پہلینے یہ حقیقت ہی

دیا ہی پاؤن شوخی مین یہ شاگردون نے صاحب کے
جہان چھٹی ملی ان کو تو اک برپا قیامت ہی

کسی کا منہ چڑھا جانا کسیکو بے ستے کہنا
سدھارے آپ مسجد کو یہان ہوتی قباحت ہے

کتابون پر پڑی دیکھو بچھی ہی تعلب بلبون کی
اگر جھک کے نظر کیجے تو یان کچھ طرفہ صحبت ہی

مراتب غوث کا ملتا ہی اجزا ہی گلستان کو
نہایت شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہی

وہ آئے ہین کہ بنیا کھیس اوڑھے سامنے جو جو
غرض تم صاحبون کی خوب اب ہوتی ضیافت ہے

نہین تو کچھ مجھے دینی کہو سب مل کر آپس مین
مزے سے کھیلو کودو لوٹو پوٹو یہ فراغت ہی

بدل کر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑھ
خدا کے فضل سی تجھکو فصاحت ہی بلاغت ہی

غزل مومن

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اوٹھے
کیا علم دھوم سے تیری شہدا کے اوٹھے

آج اوس بزم مین طوفان اوٹھا کے آئی
یان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلا کی اوٹھے

سخن یہی ہو ذوق کہتے ہین شعر میر ہے سحر ۔ زبان خلق کو کس طور کوئی بند کرے

غزل آتش

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی ۔ شگفتہ غنچے ہوئے بوی گل صبا نے دی
دکھائی روی مخطط نے یار کے اعجاز ۔ گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی
گئی ہو ویر سے اب تک پھری نہین شاید ۔ در قبول کی اوپر پڑھی دعا نے دی
عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش ۔ نشانی اپنی یہ کس لالہ گون قبا نے دی

غزل ناسخ

نہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھی ۔ مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھی
ہر خریدار کو تھا مرتبۂ موسائے ۔ آتش طور سے گرمی تری بازار کی تھی
جو ترا رخنۂ دیوار نظر آتا تھا ۔ صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھی
تھا مجھے بال ہما ہر پر کاہ دیوار ۔ چھاؤن جب دم مری سر پر تری دیوار کی تھی
آشنا تھا نہ کبھی پاے نگہ کانٹو نسے ۔ رات دن دید مجھے گلشن بےخار کی تھی
جب نہوں گلشن رخسار ترا تھا بےخار ۔ کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھی
تھا تری نرگس سے گون سے زمانہ بدمست ۔ شد کسی رند کو کب خانۂ خمار کی تھی
چہرہ آتش کدہ ابرو تھی سو محراب حرم ۔ گردن آگی تری خم کا فرو دیندار کی تھی
صلحنامہ جو لکھا تیری خط مشکین نے ۔ تری جنگ جو کچھ میری اور اغیار کی تھی
ہو گئی سبزۂ خط اسکو شفا کی بوٹی ۔ اس ہوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھی
تھی نہ امید رہائی کی دل ناسخ کو ۔ لاکھ زنجیر تری گیسو خمدار کی تھی

غزل قطب

کس شان سے آتی ہے یہ چالاک لسنتی ۔ اور پہنے ہوئے سرخ ہے پوشاک لسنتی
معلوم نہین عشق مین ہے کس کی گرفتار ۔ کیون رکھتی ہے یہ سینہ کشی چاک لسنتی

تو سو طرح سے مرا مثل رشتۂ تسبیح
یقین ہے مجھکو کہ دلمین تون گھر ہو جاے

خدا دکھاے کہین روی روز وصل نصیر
شب فراق شتابی سے کٹے سحر ہو جاے

غزل درد

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے یہ کہ جہان تو سما سکے

وحدت مین تیرے حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

قاصد نہین یہ کام ترا اپنی راہ لے
اسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی راہ یہ مت بھول زینہار
اپنے تئین بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیسا طلسم ہے ادراک فہم یان
دوڑے ہزار آپ سے باہر نجا سکے

گو بحث کرکے بات بنائی تو کیا حصول
دل سے اوٹھا غلاف اگر تو اوٹھا سکے

اطفاء نار عشق نہو آب سے کبھی
یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہین جسکے شعر
اے درد چاہے لاے بخود پھر نہ لا سکے

غزل میر تقی

پسند زلف کرے قید سے کمند کرے
پسند اسکی ہے وہ جسطرح پسند کرے

ہمیشہ چشم ہی نمناک ہاتھ دل پہ رہے
خدا کسیکو نہ ہمسا بھی دردمند کرے

بڑون بڑون کو جھکاتی ہے سر بنی آدم
ٹک اپنی تیغ وہ اپنی اگر بلند کرے

بیان دلکی بھی جلنے کو کیجے مجلس مین
اچھلنے کو دینے کو ترک گر سپند کرے

نہ مجھکو راہ سے لیجاے مکر دنیا کا
ہزار رنگ یہ فرتوت گو چھچند کرے

سواے اسکے بڑی داڑھی مین ہی کیا اے شیخ
کہ جو کوئی تجھے دیکھے سو ریش خند کرے

دکھاوے آنکھ کبھو زلف کھولے منہ پہ کبھو
کبھو خرام سے رستے کے رستے بند کرے

اگرچہ سادہ ہے لیکن جو دن دل کو
ہزار پیچ کرے لاکھ لاکھ فند کرے

غزل مومن خان

کشتهٔ حسرت دیدار ہین یارب کس کی
نخل تابوت مین جو پہول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلی دونون بیان سو کہسکے
اوسکو تہامون کہ اسے پاؤن پڑون کس کس کے

پاؤن تربت پہ مرے دیکہیہ سنبہالکر رکہنا
چور ہے شیشهٔ دل سنگ ستم سے جسکے

مجہکو مارا یہ مرے حال تغیر نے کہ ہے
کچہہ گمان اور ہے دہڑکے سے دل مونس کی

کس ہپر سیری ستمگر سے ملا دل افسوس
کس پہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے

بجنت پروانے سے قربان عدو ہون لیعنی
آگ بن جاے ہے وہ گرد پہرون ہون جسکے

نالهٔ رشک نہو باعث درد سر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل کس کے

لذت مرگ سی ہجران سو دعا ہے کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی ہمبس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کہڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے بہی ہین مدعی طبع روان
واہ افکار ترا اور مع یا لیس کے

غزل نصیر

جدہر وہ ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جاے
مرا بہی جون گل خورشید منہ ادہر ہو جاے

کسیکا تشنہ ہون وہ نگار گر ہو جاے
تو اوسکے آگے حنا ہاتہہ باندہکر ہو جاے

تصور اوسکی ہے آنکہون کا روز شب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سی بیخبر ہو جاے

شکر لبون کی قدونکا یہ ہی خیال مجہے
جو دل سے آہ بہی نکلے تو نیشکر ہو جاے

شتاب دسیہ کہلے ماجرا ے دل اپنا
سرشک چشم اگر تو پیامبر ہو جاے

الہی عشق مین جون جون کہا ہی تیری قسم
اسی قدم پہ مری زندگی بسر ہو جاے

وہ جام ہے مین نہ کیون دیکہیے عکس رو تیرا
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ہمارے سر پہ یہ پانی چڑہا ہے سو نیتر
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ترے کرم سے محبت کا آہ سر رشتہ
درست اس سے خدایا یہین اگر ہو جاے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اسپر بھی نہ وہ سمجھے تو اوس بت سے خدا سمجھے

برائی میں ہمارے وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

سجے اے سنگدل آرام جان دلربا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکسارونکو جب اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

ترے کشتے ہوے یون خواب عدم سے یک بیک چونکے
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن مین اگرچہ ہو دم عیسے
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

روان ہوتا ہے اوس بستان سرا سے کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچہ کی آواز درا سمجھے

حساب اصلا نپوچھو مجھسے میرے دلکے زخمونکا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دلکو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اوسیکو دل کی جا سمجھے

کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا
فلک کو بھی یہ ہین اک آبلہ سا زیر پا سمجھے

ملنے ہے زخم دل تدبیر جراح کی کہدو
او نہین ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے وہ اگر موم ہو اوس دلشکن کا دل
دل بشکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے

عدو آیا ہے نبکہ نامہ بر لکھا نصیبون کا
کہ بنگیے لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اوس ندیم آشنا پر بہاتی
نہ جو شمع ہاکدر ہا جانے نہ جو فنا معفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئے ہم بیخبر بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہو گئی زلفونمین نکو کی
گلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

کشادہ کار سمجھے بخت تقدیر کہ سونپا
خرد کے ناخنونکو ناخن انگشت پا سمجھے

ملا اوس زلف کی مصرع مین ہر مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کھلے جو معنے ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اگر
کہین ایسا نہووے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

ہر خواہش ہم کو ہو وے تو ہو لیکن | یارب نہ کسی کے ہون دشمن یہ دل و دیدہ
کرتا ہے جگہ دل مین جون ابرو ہی پیوستہ | اہی درد یہ تیرا ہے ہر مصرعہ چسپیدہ

غزل میر تقی

نظر آیا تھا صبح دور سے وہ | پھر چھپا فور اپنے نور سے
عزیزاور عزیز یوسف کو | نہین لگتا کبھی غرور سے وہ
دیکھین عاشق کا جی بھی ہو کہ نہین | تنگ ہے جان ناصبور سے وہ
کیا تصور مین پھر رہے ہے صورت | کہ سرکتا نہین حضور سے وہ
خوبی اس خوبی سے بشر مین کہان | خوب تر ہے پری و حور سے وہ
دل لیا جس نے مین کا نت نے شوخ | دہی گیا جی ہے اک سرور سے وہ
وحشتین ہین دیوانگی میر سے سب | کیا جنون کر گیا شعور سے وہ

غزل انشا

تو جیسے لگا کہنے کہ چل ہٹ سرکے پرے بیٹھ | ... سے اگا شان جتانے سنا رہے بیٹھ
کب تک تو دبا ہی رہے ہاتھ مین لے | غفلت کو کہین ... ہے بس خیر پرے بیٹھ
نیو دوڑ کے آتا ہے مجھے چھوڑ کے شب کو | ناوان ... کیا کوان ہے سوچین ذرا بیٹھ
کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو مرے پاس | کہتا ہون مین اس سے بھی کہ ٹک ادر وہ بیٹھ
السی کہین ہنس بول مرا جی نہ کڑھا بس | مت ہاتھ کو اسطرح سے تو میرے وہ دھر بیٹھ

غزل ذوق

ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے | اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
نگہ کیا اور شرہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے | او سے تیر قضا اوسکو ہر تیر قضا سمجھے
ستمہائے محبت خوب آئین وفا سمجھے | نہ ہائے خون کو قاتل مین اسکو خون بہا سمجھے
وہی کچھ نکتہ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے | کہ جو زہر اب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
یہ اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے | فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ل چھین لیا اوسنے دکھا دست حنائی — کیا ہات ہے کیا ہات ہی کیا ہات ہے واللہ

عالم ہے جوانی کا جو اوبھرا ہوا سینہ — کیا گات ہی کیا گات ہے کیا گات ہے واللہ

دشنام کا لیا جو مزا اوسکے لبون سے — صلوات ہے صلوات ہے صلوات ہی واللہ

جرات کی غزل جسنے سنے اوسنے کہا وہ — کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہے واللہ

غزل سودا

غیر پہ بنت ہے کرم ہم پہ ستم واہ واہ — دیکھہ لیا بس تمھین ہمنے صنم واہ واہ

مہر کرے یا جفا جسمین ہو اوسکی رضا — اوسکی رضا مین سدا گذری جو دم واہ واہ

سبز کیا کشت کو برس کے عالم مین تو — تک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ

خانۂ مشرب کی دیکھہ تازہ بنا کو مرے — کہتے ہین بت ساکن دیر و حرم واہ واہ

لکھنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کیطرح — اوسپہ زمین سے ہوتا لوح و قلم واہ واہ

غزل مظہر

اوسکو تو بھیجا ہے مجھے خط صبا کے ہاتھہ — اسواسطے لکھا ہے چمن مین ہوا کے ہاتھہ

برگ حنا پہ لکھو ہون احوال دل میرا — شاید کبھی تو جا لگے اوس دلربا کے ہاتھہ

آزاد ہو رہا ہون دو عالم کی قید سے — مینا لگا ہے جب سے مجھہ بینوا کے ہاتھہ

ڈرتا ہون میرزائی تری دیکھہ ہر سحر — سورج کے ہاتھہ جو پڑے دیکھا صبا کی ہاتھہ

مظہر چھپا کے رکھہ دل نازک اب اسکی تئین — یہ شیشہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھہ

غزل درد

ہر طرح زمانے کے ہاتھون مین ستم دیدہ — گر دل ہو تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ

ہم گلشن دوران مین از خفتگی طالع — سر سبز تو ہون لیکن جون سبزہ خوابیدہ

اے شور قیامت رہ اودھر ہی مین کہتا ہون — چونکے ہے تو بھی یان سے کوئی دل شوریدہ

اوروں نسے تو ہنستے ہو نظرون سے ملا نظرین — ایدھر کو نگہ کوئی پھینکے بھی تو دزدیدہ

غزل صاحب

گر تجھے قتل ہے منظور چل آ بسم اللہ — تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا بسم اللہ
ہم تو حاضر ہین نہ کرتے ہین ترا حکم عدول — خون دل تو جو پلاتا ہے پیا بسم اللہ
دیکھیے اُنکی ملاقات مجھے کب ہو نصیب — ہجر مین تیرے مرا دل تو چلا بسم اللہ
اسطرح خوب نہین جان کا دینا بسمل — در ایوان پہ ٹک پڑھ تو بھلا بسم اللہ
گر تعقد ہے تجھے حال پہ صاحب کی سخن — زخم دل کا تو اب او سکے نہ سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا ہجر مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ — سیماب ہے سیماب ہے سیماب ہے واللہ
تاب رخ دلدار سے ہمتاب ہو خورشید — کیا تاب ہے کیا تاب ہے کیا تاب ہے واللہ
جو پنجۂ مژگان مین ترے گوہر آنجو — نایاب ہے نایاب ہے نایاب ہے واللہ
کہتا ہے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو — کیا آب ہے کیا آب ہے کیا آب ہے واللہ
مشتاق ہمین کر گئے بھلے آئے جناب آپ — آداب ہے آداب ہے آداب ہے واللہ

غزل رمضان علی دام

تمکو مبارک ہو وے ناز و ادا واہ واہ — سمجھے ہو کیا خوب ہی تم نام خدا واہ واہ
فخر جہان ہو تمھین مقصد جان ہو تمھین — کیون نہ کہین تمکو سب شاہ و گدا واہ واہ
یوسف مصری کہان اور یہ خوبی کہان — دیکھ تمھین خلق مین شور اوٹھا واہ واہ
اسلیے آئے ہمین دیکھنے جاوین تمھین — بندہ نوازش تمھین جو ہو رضا واہ واہ
آکے گلی مین تری صبح کو اور شام کو — تیری گدائی میان یہ ہے صدا واہ واہ
کمترین رمضان کہین حکیمہ کہ بادشاہ — سر کو جھکا با ادب صل علی واہ واہ

غزل جرأت

امشب کسی کامل کی حکایات ہے واللہ — کیا رات ہی کیا رات ہے کیا رات ہی واللہ

عزو وقار کیا ہے کسی خود نما کے ہاتھ — ہے آبرو فقیر کی شاہ ولا کے ہاتھ

بھلا دیا فلک نے ہمین نقش پا کے رنگ — اوٹھنا ہمارا خاک سے ہو اب خدا کے ہاتھ

آنکھون ہی مین آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین — تو گل کل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کے ہاتھ

دیکھ اوسکو مجھکو یارون نے حیران ہو گیا — کس ڈھب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کے ہاتھ

دل کی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلی — عقدہ کھلیگا میر یہ مشکل کشا کے ہاتھ

غزل انشا

پر چھائین اپنے چال کی ٹک منہ کو موڑ دیکھ — گردن کی یہ لچک یہ کمر کی مروڑ دیکھ

پیکان تیر آہ سے آلودہ زہر سے — باور نہو تجھے تو مرے دل کو توڑ دیکھ

مین نے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر — بولا کہ سنا وے ہی اچھا نہ چھوڑ دیکھ

چوکھٹ پہ مین نے اوسکے جو ٹپکا یہ سر کہا — دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ

جوڑی جو اوسنے مجھسے تو توڑی رقیب نے — انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

غزل سودا

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہے شعلہ — جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہے شعلہ

نظر کرو وہ بنا گوش گوشوار و نہین — کہ سحر حسن کے ہر ایک گہر مین ہے شعلہ

غضب جو وہ دل اوسکے مین ہو تو کم مت جان — کہ سنگ مین ہے شرار اور شجر مین ہے شعلہ

شرر سے کم نہین آتا ہے گرم قطرہ اشک — یہ عاشقون کی مگر چشم تر مین ہے شعلہ

سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا — تری بھی اے نفس سرد تر مین ہے شعلہ

سدا تلاش مین یارو اس آتشین خو کے — یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ

مری تو نالہ نہ تکلیف ہمسفیر مجھے — کہ نالہ بہادہ نہین اس مشت پر مین ہے شعلہ

یہ سینے کی ہے جھلک یار کی گریبان بیچ — کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہے شعلہ

بتان کا عشق بھی سودا بڑا ہی شعبدہ باز — کہ دل کے سوختہ کو اس ہنر مین ہے شعلہ

یہ وصیت کرکے بلبل باغبان سی مر گئی
کہہ گئی مجھکو عقبہ تخت چمن پر دیجیو

بعد میرے دفن کے تو قل پڑھا چاہے اگر
کھود کر ہر بیخ گل کو صاف مٹی دیجیو

پھر قدم چالیس ہٹ کر آکے تربت پر مرے
فاتحہ کی جاے پر تعریف گل کی کیجیو

یاد تھا مدت سے سودا کے تئین یہ ماجرا
آج کیون ظاہر نہین کچھ بھید اسکا بھیجو

غزل مومن خان

اولٹے وہ شکوے کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ

بہر عیادت آئے ولیکن قضا کے ساتھ
دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ

بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتے
اوٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ

شاید وہ لالہ رنگ گیا گلگشت باغ کو
کچھ رنگ و بوے گل کے عوض ہی صبا کے ساتھ

اوسکی گلی کہان ہی یہ کچھ باغ خلد ہے
کس جاے مجھکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ

آتی ہے بوے باغ شب تار ہجر مین
سینہ ہی چاک ہو نہ گیا ہو قبا کے ساتھ

گلبانگ کسکا مشورۂ قتل ہو گیا
کچھ آئی بوی خون دہان ہوا کے ساتھ

تھے وہ مدرسے سے پھر آتے خوش یہ خبر نہ تھی
ہے اپنی زندگانی اوسی بیوفا کے ساتھ

اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑکر
مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ

غزل ولی

سن تو دل کیون توڑا اس بت عیار کے ہاتھ
کوئی آتا ہے بھلا ایسے ستمگار کے ہاتھ

دام مین آنکے صیاد سے بلبل نے کہا
بیچنا مجھکو کسی آئینہ رخسار کے ہاتھ

بوسے اون ہاتھونکے لیتا ہون مین ہر نعمہ ہر آن
کیونکہ مدت سے رہے ہاتھو نہین دلدار کے ہاتھ

جلد پھر اوسکو ملا دے یا مجھے ... گم
ایسی ہی بات مرے حضرت غفار کے ہاتھ

حشر کا خوف ولی کو تو نہین ہے واللہ
ہے شفاعت یہ وہان احمد مختار کے ہاتھ

غزل میر تقی

غزل کنور

تم سبھون کا یار ہو محبوب ہو
ہر طرح اچھا ہو خوش اسلوب ہو

قتل کرتا ہے ہمین یا نہ وہ شوخ
دیکھیے کیا اوسکے تئین مرغوب ہو

ایک حالت پر نہین رہتا مزاج
شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو

شکر اللہ اوسکے پاس اسوقت شیخ
عاشقو نین تم بھی اک محبوب ہو

جان و دل تو کر چکا تیرا نثار
سر تلک بھی دون اگر مطلوب ہو

کیا برا ہے رسم شہر عشق کا
وصل و دل ایک جا معیوب ہو

ہے کھڑا عاشق تمہارا وہ کنور
گر بلا لیجیے تو اوسکو خوب ہو

غزل انشا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

تم کہو گے جسے کچھ کیون نہ کہے گا تمکو
چھوڑ دیوے گا بھلا دیکھہ تو لو اور سنو

یہی انصاف ہے کچھہ سوچو تو دل مین اپنے
تم تو تو کہہ لو مری ایک نہ سنو اور سنو

ابتو کچھہ اتنے خفا ہو کے کہو ہو مجھہ سے
ہم قسم تمکو میرا نام تو لو اور سنو

غرض احوال مرا سنکے جھڑک کر بولے
جا ادہر واور ادہر رہو چلو اور سنو

چلکے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر یون کیون
گالیان سن تو چکے چاہتے ہو اور سنو

آپ ہی آپ مجھے چھیڑ کو پھر آپ ہی
آپ ہی بات مین پھر روٹھہ اوٹھو اور سنو

آفرین لین نہ یہی چاہیے شاباش تمہین
دیکھہ روتا مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو

بات بری نہین سنتے جو اکیلے مل کے
ایسی ہی ڈھب سے سناؤن کہ سنو اور سنو

شکوہ مند آپ سے انشا ہوا اسکا کیا ذکر
تم نہ مانو تو کہون مل کے چھپو اور سنو

غزل سودا

بلبلان سب روتی آئین باغبان رو دیجیو
آنسو شبنم ستی حوض و نہر بھر دیجیو

ہیہات کہان اب ہاتھ لگی وہ رشک پری ہمیر صنم — بالین تھا جسکے ہاتھ مراگیہ اس پہلو گہ اوس پہلو
تھا خواب عدم مین راحت سے ای عشق جگایا تو نے مجھے — نے یار تڑپتا ہون مین پڑا گیہ اس پہلو گہ اوس پہلو
پہلو سے لگا کہ پہلو کو مجھ پاس نہ بیٹھا وحشت سے — ای یار یہ اشک خار جینا گیہ اس پہلو گا اوس پہلو

غزل سوز

تا در کوی صنم یا تو مجھے پونہچا دو — یا ابھی دلکو مری پاس سے اوسکی لادو
رسم و آئین اسیری کی مجھے یاد نہین — تو گرفتار ہون ای ہم قفسو سکھلادو
سانس لینے دو چھری کھینچ شتابی کیا ہی — ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو چلادو
منعچو اور توقع تو نہین تمسے اب — آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکادو
دردہی سوز ہی دنیا مین غریبونکی بساط — شاعری تمکو مبارک یہ رہی اوستاد و

غزل میر تقی

منعقد کاش مجلس مُل ہو — درمیان تو ہو سامنے گل ہو
گر میان متصل رہین باہم — نہ تساہل ہو نہ تغافل ہو
اب دھوان یون جگر سے اوٹھتا ہی — جیسے پیرپیچ کوئی کاکل ہو
نہ تو طابع نہ جذب پھر دل کو — کس بھروسے یہ ٹک تحمل ہو
لگ نہ چل ای نسیم باغ کہ مین — رہگیا ہون چراغ سا گل ہو
اوٹھ چلا لالہ سان رہا تو کیا — داغ بھی ہو تو کوئی بالکل ہو
طول رکھتا ہے درددل میرا — لکھنے بیٹھون تو خط ترسل ہو
ہو جو مجھ بادہ کش کے عرس مین تو — حبب کہ قلقل کے شیشے کی قل ہو
دیر رہنے کی جا نہین یہ چمن — بوے گل ہو صفیر بلبل ہو
مجھ دیوانے کی مت ہلا زنجیر — کہین ایسا نہو کہ پھر غل ہو
منکشف ہو رہا ہے حال مرا — کاش ٹک یار کو تامل ہو

رکھد نکدر بس اب ای چرخ نہ اتنا ہمکو
ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو

ہو وے گا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر رونے پہ مرنا ہمکو

اور ہم دم ہو کہان ہو نہ ہوا سے حضرت دل
دردا اب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو

پھینک کر شیشہ دل ہاتھ سے کتا ہی وہ مست
کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہمکو

نخل حنا کی طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو

تن سے کیان کہ دل پہنے نکلنے پا وے
ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو

آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا ہمکو

ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اوسنے
پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو

رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اس نو خط نے
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب
فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہمکو

کیا ستم ہے کہ پے قطع رہ عشق فلک
ارہ سان ویسے ہے دندان عوض پا ہمکو

دل میں ہین قطرہ خون چند سو مانند حباب
سو ہی وہ بھی حب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہمتو کہتے تھے کہ ذوق انکی تو زلفونکو نہ چھیڑ
اب وہ برہم ہے تو ہے تجھکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوا ای ابر ہو ساقی ہوا اور دنیا ہو

روا ہی کہ نہ تو بھلا ای سپہر با انصاف
رہا و زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہی اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی
کہ ایک لہر مین روے زمین دریا ہو

جو مہربان ہین سودا کو مغتنم جانے
سپاہی زادونسے ملتا ہی دکھیے کیا ہو

غزل دہشت

ز غم جدائی دل پہ لگا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو
دل ابر مین تڑپتا ہی رہا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو

وہ خواب مین ہم آغوش ہوا اور کھل گئی ایکبار آنکھ مری
پھر دو جگہ یکبار اوٹھا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو

گرم ہو کر نہ سوئے یار کے ساتھہ — آگ لگ جاوے اس زمستان کو
یاد آتی ہے سورت یوسف — کھولکر دیکھتے ہین قرآن کو

غزل انشا

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو — اے خدا یہ تو کسی بندے کو آزار نہو
کیجے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو — یعنے آپس مین کسی ڈول کی تکرار نہو
غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو — یعنے کیا معنے جہان گل ہو وہان خار نہو
دیکھہ آئینہ مین منہ اپنا خریدار نہو — تاک چوٹی مین لب اتنی بھی گرفتار نہو
اوسکے ملنے سے گرانی ہی لبن آجاتی ہے — نکہت گل کی طرح سے جو سبکسار نہو
کیا ہی خوش آیا یہ مقطع ہو کل انکا کہنا — آدمی کیا کہ جسے بو جھہ نہو بھار نہو
سیر تو ایک طرف لاکھہ غنیمت کہ یہان — سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو
جام ای ساقی گلفام وہ کس کام بھلا — آدمی پی کے جسے خوب ہی سرشار نہو
سطر منصور کے لوہو سے ہوئی یہ تحریر — یعنے مردار نہین وہ جو سر دار نہو
نالۂ مرغ چمن نے اوسے بے خواب کیا — مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو
ہے تو یہ قصد کہ چھیڑون اوسے لیکن کیونکر — مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو
کھول دیتا ہون ترے کان ابھی سے ایگل — ایسی تقصیر کبھی پھیر خبردار نہو
آج ہے دھوم اسیران قفس آتے ہین — جاکے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو
بخت بیدار اگر خواب مین مجھکو پاوے — تو وہ پھر تابقیامت کبھی بیدار نہو
کہہ غزل اور وما یہ بھی دے انشا شاید — کوئی اوس یوسف مصری کا خریدار نہو

غزل ذوق

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو — کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہمکو — اور جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو

رکھدی مگر بس اب اے چرخ نہ اتنا ہمکو	ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو
ہووے گا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا	آگیا اپنے اگر رونے پہ مرنا ہمکو
اور ہم مہ ہو کمان ہو نہو اسے حضرت دل	وہ داب تمکو ہمارا ہو تمھارا ہمکو
پھینک کر شیشہ دل ہاتھ سے کہتا ہے وہ مست	کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپولا ہمکو
نخل حنا کی طرح باغ محبت مین ملا	کثرت زخم سے اک خلعت زیبا ہمکو
تن سے کیان کہ دل ہنے نکلنے پاوے	ہو بشرطے ترے آنے کا بھروسا ہمکو
آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر	ہر نفس باد مخالف کا ہے جھوکا ہمکو
ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اوسنے	پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہمکو
رشک تھا اپنے نوشتے مین کہ اس نوخط نے	خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہمکو
ایک دم عمر طبیعی ہے یہان مثل حباب	فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہمکو
کیا ستم ہے کہ پے قطع رہ عشق فلک	ارہ سان ویسے ہے دندان عوض پایا ہمکو
دلمین ہین قطرہ خون چند ہوا مانند حباب	نہ رہی وہ بھی حب الفت نے نچوڑا ہمکو
ہمتو کہتے تھے کہ ذوق انکی تو زلفونکو نہ چھیڑ	اب وہ برہم ہے تو ہے تجھکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو	ہوای ابر ہو ساقی ہوا اور دنیا ہو
روا ہے کہ تو بھلا اے سپہر بے انصاف	رہا و زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی	کہ ایک لہر مین روے زمین دریا ہو
جو مہربان ہین سودا کو مغتنم جانے	سیاہی زاد ونسے ملتا ہے دیکھیے کیا ہو

غزل وحشت

ز غم جدائی دل پہ لگا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو	دل بر مین تڑپتا ہی رہا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو
وہ خواب مین ہم آغوش ہوا اور کھل گئی اکبار آنکھ مری	پھر دوگہ یکبار اوٹھا کہ اس پہلو کہ اوس پہلو

گرم ہو کر نہ سوئے یار کے ساتھہ
یاد آتی ہے سورت یوسف

آگ لگ جاوے اس زمستان کو
کھولکر دیکھتے ہین قرآن کو

غزل انشا

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو
کیجے اقرار کچھہ ایسا کہ پھر انکار نہو

اے خدا یہ تو کسی بندے کو آزار نہو
یعنے آپس مین کسی ڈول کی تکرار نہو

غیر کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا معنے جہان گل ہو وہان خار نہو

دیکھہ آئینہ مین منہ اپنا خریدار نہو
ناک چوٹی مین لب اتنی بھی گرفتار نہو

اوسکے ملنے سے گرانی ہی لبن آجاتی ہے
نکہت گل کی طرح سے جو سبکسار نہو

کیا ہی خوش آیا یہ مقطع ہو کل انکا کہنا
آدمی کیا کہ جسے بوجھہ نہو بھار نہو

سیر تو ایک طرف لاکھہ غنیمت کہ یہان
سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

جام اے ساقی گلفام وہ کس کام بھلا
آدمی پی کے جسے خوب ہی سرشار نہو

سطر منصور کے لوہو سے ہوئی یہ تحریر
یعنے مردار نہین وہ جو سر دار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اوسے بے خواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہ قصد کہ چھیڑون اوسے لیکن کیونکر
مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو

کھول دیتا ہون تری کان ابھی سے ایگل
ایسی تقصیر کبھی پھیر خبردار نہو

آج ہے دھوم اسیران قفس آتے ہین
جاکے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین مجھکو یاوے
تو وہ پھر تا بقیامت کبھی بیدار نہو

کہہ غزل اور وہ ایسی وے انشا شاید
کوئی اوس یوسف مصری کا خریدار نہو

غزل ذوق

اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلی ہے سویدا ہمکو

نہ بھائی ۔ مجھے زندگانی نہ بھائی ۔ مجھے مار ڈالو ۔ مجھے مار ڈالو

خدا کے لیے اے مرے ہمنشینو
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلا لو
اگر وہ نہ آوے ہمارے کہے سے
تو منت کرو گھڑی گھڑی بلا لو
اگرچہ خفا ہو کے وہ گالیاں دے
تو دم مت بخود رہو کچھ نہ بولو نہ چالو
کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے
اسے جانکنی سے تو جا کر نکالو
جلوں کی بری آہ ہوتی ہے پیارے
تو اس سوز کی اپنے حق میں دعا لو

غزل صبا

جو سونگھے اوس گل زیبا کے پیرہن کی بو
خوش آوے کب اوسی نسرین و نسترن کی بو
دماغ کیوں نہ معطر ہو بلبل شیدا
ہر ایک گل سے جو آتی ہے پنجتن کی بو
خط آگیا ترے چہرے پہ ای گل خندان
گئی مزاج سے ابتک نہ بانکپن کی بو
جو بیٹھا آن کے محفل میں وہ مرا گل رو
گئی وہ مست اوسی وقت انجمن کی بو
نشانی جب تری زلفوں کی لیگئی ہے صبا
ختا سے جاتی رہی نافۂ ختن کی بو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو
جدا جو ہمکو کرے اوس صنم کی کوچہ سے
الہی راہ میں ایسا کوئی رقیب نہو
علاج کیا کریں حکماتپ جدائی کا
سوائے وصل کے اوسکا کوئی طبیب نہو
نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہے
جو حسن اوسمیں ہے ایسا کوئی عجیب نہو

غزل یوسف

دیکھکر اوسکے روی خندان کو
گل نے پرزے کیا گریبان کو
اوسکے ہونٹوں کی آگے قدر نہیں
لعل پھر جاوے گر بدخشان کو
آنکھ تیری شکار افگن ہے
کیوں نہ بھاگے ہرن بیابان کو

غزل انشا

ضعف آتا ہے دلکو تھام تو لو
بولیو مت ذرا سلام تو لو

کون کہتا ہے بولو مت بولو
ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو

ہمصفیرو چھٹوگے مت تڑپو
وہ ابھی آگئے زیر دام تو لو

انہیں ہاتو نہ لوٹتا ہون مین
گالی پھر دے سکے میرا نام تو لو

اک نگہ پر بکے ہے انشا آج
مفت مین مول اک غلام تو لو

غزل آصف

تجھسا دلدار ہو اور ناز و خرام ایسا ہو
کیون نہ دل کفر سے منکر ہو جو رام ایسا ہو

لب مسیحا سے کرے بات تو لے مصحف رو
مردہ دل کیون نہ جیے جسکا کلام ایسا ہو

مین ہون صدقے ترے تو گالیان دے انعام
بندگی ایسی ہو اور اس کا انعام ایسا ہو

زلف مشکین مین پر پیرو کے یہ دل کیون نہ پھنسے
ایسا صیاد ہو اور ہاتھ مین دام ایسا ہو

آرزو ہے کہ شب وصل بلیہ رہو وے
مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو

ملتجی مت ہو سوا ذات علی کے آصف
پھر تجھے چاہیے کیا جسکا امام ایسا ہو

غزل نیاز

عشق مین تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط و زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

عقل کے مدرسے سے اوٹھ عشق کے میکدہ مین آ
جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگ اوٹھی پنبہ طرح سا جل گیا
رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو

ہجر کی سب مصیبتین عرض کین سبکے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین
آپ ہی جو گذر گیا پھر اسے کیا جو ہو سو ہو

غزل بیدل سوز

مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو
کلیجے مین کانٹا لگا ہے نکالو

ہرگز بجہان روسیہی اسکو ہوتی ۔ لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو
جون دانہ سمجھہ مورد ابر کرم حق ۔ زاہد ورنہ بچا نہ کے ہر خاک نشین کو
اک گل بھی چمن مین شنوا گوش نہین ہے ۔ دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو
مطلب کی مرے عرض پہ یکبار بھی سودا ۔ نالے نہ چھوا یا کبھی اس لب سے نہین کو

غزل محتسب

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو ۔ ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
موے کمر ہے یون بدن یار مین عیان ۔ در نجف کے جرم مین جسطرح بال ہو
گل کی زبان گنگ ہو تو لنگ پاے مور ۔ کیا عندلیب کبک مین نہ بول چال ہو
رند و ہمزور رقص ہو بزم شراب مین ۔ ہاتھہ آئے گر نہ بھانڈ تو صوفی کا حال ہو
موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال ۔ کس طرح زیر تیغ یہ گینڈے کی ڈھال ہو
دو دو نہ میری آنکھو نمین کیونکہ ہون تلیان ۔ آنکھون بہر جو تیرے تصور مین خال ہو
کیا نیند آئے ہو جو یہی رات بھر خیال ۔ گل تکیہ کی عوض کوئی مخمل کا گال ہو
گر محتسب کو خون ہمارا ہوا حلال ۔ یارب بھلا شراب تو ہم پر حلال ہو

غزل ہوس

تو نے رعنائی کی قامت جو دکھائی مجھکو ۔ روش سرو چمن پھر نہ خوش آئی مجھکو
دل مرا سینہ مین جون برق ہے شب سے بیتاب ۔ کس نے یاد اوسکے تبسم کی دلائی مجھکو
ہاتھہ سے آبلہ پائی کے تنگ آیا ہون ۔ کوچہ یار تلک کب ہو رسائی مجھکو
جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن ۔ جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
بلغ ہستی کی وہین سوجھہ گئی کیفیت ۔ مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
نہ ہوئی غم سے کسیطرح رہائی ہیہات ۔ وصل کے دن بھی رہا خوف جدائی مجھکو
بیٹھہ کر پہلو سے میرے جو گیا اوٹھہ وہ ہوس ۔ فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجھکو

سو نہ دو دو ہی دو بوسے پر میان اس ڈھب سے دو
ہے مثل مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

دو ہی دو پر دو جی دو بھی شتابی سے کہین
خال کے دو خط کے دو رخسار کے دو لب کے دو

ایک ہمنے کب لیا دونون ہین دینی ہون تو دو
خواہ دو سیب ذقن کے خواہ دو غبغب کے دو

آٹھ بوسون کا ہوا نوکر اوسن ہٹ اوباش کا
صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو

بوسہ اس رخ کے پیاپے ہم جو سب لینے لگے
کہنے لگے یون یہ اب کے دو یہ جب کے دو یہ تب کے دو

لکھ شہیدی اور بھی شعرین یہ تبدیل ردیف
دلربا کو بھیجتے ہین ریختے اس ڈھب کے دو

غزل میر تقی

قتل کیے پر غصہ کیا ہے لاش مری اٹھوانے دو
جان سے بھی ہم جاتے رہے ہین تم بھی آؤ جانے دو

جان سلامت لیکر جاوین کعبہ مین تو ملامین
اک جرات ان ہاتھون کا صید حرم کو کھانے دو

اوسکی گلی کی خاک سبھونکے دامن دلکو کھینچے ہے
ایک اگر یہ جی بھی گیا تو آتے ہین مرجانے دو

کرتے ہو تم نیچی نظرین یہ بھی کوئی مروت ہے
برسون سے پھرتے ہین جدا ہم آنکھ سے آنکھ ملانے دو

کیا کیا اپنی لہو ہوپین گے دم مین مرینگے دم مین جینگے
دل جو بغل مین رہ نہین سکتا اسکو کسی سے لگانے دو

اب کی بہت ہے شور بہاران ہمکو مت زنجیر کرو
دل کے ہوس ٹک ہم بھی نکالین دھومین ہمکو مچانے دو

عرصہ کتنا سارے جہان کا وحشت پر جو آجاوین
پاؤن تو ہم پھیلاوینگے پر فرصت ہمکو پانے دو

کیا جاتا ہے اسمین ہمارا چپکے ہو تم بیٹھے ہین
دل جو سمجھتا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو

ضعف بہت ہے میر تمہین کچھ اوسکی گلی مین مت جاؤ
صبر کرو کچھ اور بھی صاحب طاقت جی مین آنے دو

بات بنانا مشکل سا ہے شعر سبھی یان کہتے ہین
فکر بلند سے یارونکو اک ایسی غزل کہہ لانے دو

غزل سودا

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پڑے ہے جھلکے ہین فلک پر سے زمین کو

آتا ہے تو آ شوخ کہ مین روکتا ہون
مانند حباب اپنے دم باز پسین کو

دیتی ہے نہین چین بدی اپنی گمان کی
ساتھ اوسکے ہین جاتا ہون کوئی جان کمین کو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہو تمہیں گریاں اوسکے — یہی فرماتے ہیں ہنس ہنس کے ہنسانے نہ چلو
گوشمالی وہ نہ گلگشت میں گل کو یارے — طفل غنچہ ہی غریب اوسکو ڈراتے نہ چلو
پر مشقت ہے رہ عشق چلے ہو دو گام — کوسوں دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو
منہ چھپا کہ نہ نکلنا ہے تمہارا اندھیر — رہ نشین عاشقوں کو راہ بتاتے نہ چلو
مشق رفتار کرو گرم روی کی نہ ابھی — کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو
بھاگ کہ عاشق شیدا سے کہاں جاؤ گے — قدم آہستہ کہ ٹھوکریں کھاتے نہ چلو
اپنے ہاتھوں سے نہ اندھوں کا گلا کٹواؤ — یوں چلو پاؤں کی آواز سناتے نہ چلو
گو ہی معشوق ہو عاشقو جاتے ہو تو جاؤ — یہ شگون خوب نہیں خاک اوڑاتے نہ چلو
اونسے کہہ دو کوئی آتے ہیں جو یہ ایک بار — چشم آتش کی طرح آنسو بہاتے نہ چلو

غزل جرأت

اے دلا ہم ہوئے پابند غم یار کہ تو — اب اذیت میں بھلا ہم ہیں گرفتار کہ تو
ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتاؤ — جا کے ہم روتے ہیں پہروں پس دیوار کہ تو
ہاتھ کیوں عشق بتاں سے نہ اوٹھایا تونے — کف افسوس اب ہم ملتے ہیں ہر بار کہ تو
یہی محفل ہے وہی لوگ وہی ہے چرچا — اب بھلا بیٹھے ہیں ہم شکل گنہگار کہ تو
ہم تو کہتے تھے کہ لب سے نہ لگا ساغر عشق — مے اندوہ سے اب ہم ہوئے سرشار کہ تو
بے جگہ جی کا پھنسانا تجھے کیا تھا درکار — طعن و تشنیع کے اب ہم ہیں سزاوار کہ تو
وحشت عشق بری ہوتی ہے دیکھا نادان — ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو
آتش عشق کو سینہ میں عبث بھڑکایا — اب بھلا کھینچوں ہوں ہیں آہ شرربار کہ تو
ہم تو کہتے تھے نہ ہمراہ کسی کے لگ چل — اب بھلا ہم ہوئے رسوا سربازار کہ تو
غور کیجیے تو یہ مشکل ہے زمیں اے جرأت — دیکھ ہم اسمیں کہیں اور بھی اشعار کہ تو

غزل شہید

ترے دندان و لب نے کردیا بیقدر عالم مین
گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو
لڑاکر آنکھہ اونسے ہمنے دشمن کرلیا اپنا
نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو
نہین قلقل دعا دیتا ہے شیشہ دمبدم ساقی
سبو کو خم کو مے کو میکدے کو مے پرستان کو
نہو جب تو ہی ایساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو
بنایا ای ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنتہ

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
نمک چھڑکے ہے وہ کس کس مزے سے دل کے زخمون پر
مزے لیتا ہون مین کیا کیا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
شرار و برق مین کیا فرق سمجھو نہین کہ دونو مین
ہے شعلہ اک بھبوکا سا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
بلا گردان ہون ساقی کہ جام عشق سے مجھکو
دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
مری صورت پرستی حق پرستی کی کہون مین کیا
کہ اس صورت مین دیکھا ہے اہا ہا ہا اہو ہو ہو
خدا جانے حلاوت کیا ہے اب اوس تیغ قاتل مین
لب ہر زخم ہے گویا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ظفر عالم کہون کیا مین طبیعت کی روانی کا
ہے اک امڈا ہوا دریا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

غزل آتش

ٹھوکرین مار کے مردونکو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندونکو ملاتے نہ چلو
اونکی پازیب کی جھنکار کی آتی ہے صدا
فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو
باغ مین آتے ہو ساتھہ اونکے تو پھر لو دو گام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہے چکاتے نہ چلو
برق و شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنی
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو
مائل حسن کو منہ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
خاک طینت ہو تو وہ ذاتی جلاتے نہ چلو
گرے پڑتے ہین کنوؤن اور گڑھون مین ہ گیر
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

امی نجتر ے ہو گی بلا تک مرجو گیا عاشق تیرا
تو تو بین کیا کیا شادی کی مرقد پہ دم تلقین بجین

شب آخر ہونیکا ڈھرکا مصحفی تجھسے کیا کہون
جان نکل گئی تن سے جب گجر تین پہر پہ تین بجین

غزل ایمان

گر نہ اٹکی ہو تری زلف کی زنجیر مین جان
آہ جاتی رہے یک نالۂ شبگیر مین جان

آنجیوان سے نکھا ہے مگر اس کا پیکان
تازہ پڑتی ہے ترے تیر سے نخچیر مین جان

وہ جو گستاخ ہین کیا بات ہے اونکی پیارے
یہان تو جاتی ہے نکل ایک ہی تقصیر مین جان

اوسطرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل
بسر ہے صید حرم کی کہین تجھہ تیر مین جان

آوے جسدم کہ تو اعجاز مسیحائی پر
بات کہنے مین پڑے قالب تصویر مین جان

شعر ہوتا ہے کب ایمان کسی کے دلچسپ
جب تلک معنی شیرین نہون تحریر مین جان

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنۃ

کون نگر سے آئے ہم اور کون نگر مین باسی ہین
جائینگے پھر ہم کون نگر کو ہر دم من مین ہراسی ہین

کیسا ملک ہے کیسا روپیہ کیسی چال اور کیسی ڈھال
یا ہی من کو اندیشے ہین اور یا ہی جیکو سیاسی ہین

ویس نیا ہے بھیس نیا ہے رنگ نیا ہے ڈھنگ نیا
کون آنند کرے تھی وہان اور رہتی کون اداسی ہین

کیا کیا پھلون دیکھے ہمنے پہلے اس پھلواڑی مین
اب جو پہلے اسمین پھلون وہی اُنمین باسی ہین

باو بنا ہی سب ہی بہانی وہان کی ہی کچھہ اور ہوا
کوئی جتا دے یہ اونکو جو لڑتے لوگ ہواسی ہین

دنیا ہی اک رین بسیرا بہت گئی رہی تھوڑی سی
اون سی کہدو سونا جاوین نیند مین جو کہ نداسی ہین

ری یہ جینو پڑا اسی سی تو ہے کفر کے پھندے مین
دنیا کے جو ناتے رشتے لیتے ساتھہ تلاسے ہین

غزل ایضاً

جلایا آپ ہمنی ضبط کرکے آہ سوزان کو
جگر کو سینے کو پہلو کو دلکو جسم کو جان کو

ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجھتے ہین
الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو

تری اندام و رو گیسو و قد و زلف و خط سے ہے خجلت
سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو

جگہہ کس کس کو دون دل مین ترے ہاتھون سے ای قاتل
کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو

یا دنمین زنجیر الفت اور گلے مین طوق غم
کمہ دل وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیان

کیا چلے دام نگاہ مہربانی سے ترے
صید ہوجاوین یہان صیاد کی صیادیان

گرچہ لیلی اپنی شوخی سے نہین آتی ہے باز
چھوڑتا مین اتبلک مجنون بھی اپنی وادیان

طاق پر سے دل کے گر جاتا ہے آئینہ سراج
یاد آتی ہین مجھے جب انکی طرحین سادیان

غزل سوز

میرے دل مین ہے خواہش وصل بتان گو نصیب کبھو ہوئی ہے نہین
کرون کس سے مین حال اپنا بیان کہ مروت کی وہ تو دوا ہی نہین

میری دل کی طپش کو تو غور کرو مرے واسطے فکر نہ اور کرو
کوئی یار کے ملنے کا طور کرو کہ دوا سے تو ہوتی شفا ہی نہین

کبھو خندۂ گل سے یہ دل نہ کھلا ہے رونے پہ مردم دیدہ سدا
کرون آہ کی عزیزو مین باغمین کہا مجھے راست یہانکی ہوا ہی نہین

ترے کوچے سے گل کہین باغمین جا ترا باد صبا نے جو نام لیا
کچھ بھی دیکھا نہ اے بت ہوش ربا کسی گل کا جواب بجا ہی نہین

ایسی اور بھی ہو کوئی تازہ غزل اسی بحر کا قافیہ ہو بدل
غم ہجر تو کہہ چکا اپنا غلل لے رہے وصل کا حال کہا ہی نہین

غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہون مین
فدا تجھپہ مدت سے اے یار ہون مین

فریبون مین کب تیرے آتا ہون ظالم
فریبی جو تو ہے تو عیار ہون مین

جسے تو نے کاٹا موا ہے اجل وہ
سمجھتا تری زلف کو مار ہون مین

اگرچہ تو گل ہے وبا چشم نرگس
ترے باغ تازہ کا اک خار ہون مین

غزل مصحفی

بزم سرو خوبان مین گو مردنگیان شاہین بجین
ساتھ فقیہ کے ڈھولک کی اب ہم دہمیان نگین بجین

نالہ کشی سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا
منقارین مرغان چمن کی صبح تلک جون بین بجین

شمع رہی جب شب لگ جلتی نیند نہ آئی مجھکو ذرا
جھانجھین پروانونکے پرون کی جیکہ سرہالین بجین

بل بے مزاج نازک تیرا نیند اوچٹ گئی اس گل کی
بالیان جو ٹپونسی او جھلکر رات سرہالین بجین

مین نہ تجھسے کہتا تھا زاہد میخانہ کی راہ نہ چل
آخر تجھپہ رستے مین تالیان او بے دین بجین

جدائی مین جفا جو کے عزیزو	نہین باقی ہے حالت کچھ کنور مین

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہے کہ نہین	کوئی اس باغ مین الفت کا شجر ہو کہ نہین
مو سے باریک بتاتے ہین کمر اوس گل کی	نہین معلوم کہ اوس گل کے کمر ہے کہ نہین
بیٹھے کوچے مین مجھے دیکھا تو رک کر بولے	یہان سے اوٹھ جایئے آپ کا گھر ہے کہ نہین
ہجر کی شب نہ گھٹی گھٹ گئی سب عمر مری	یا الٰہی شب ہجران کی سحر ہے کہ نہین ۵
سچ بتا مجھکو صنم تجھکو خدا کی سوگند	وہ تری مہر کی اگلی سی نظر ہے کہ نہین
بال و پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے	کوئی بتلاؤ کہ اس مرغ کے پر ہی کہ نہین
وہ جو اسطرف سے گذرے تو لگے یون کہنے	میان اوباش کا اس رہ مین گذر ہی کہ نہین

غزل مفتون

بتان جبکہ زلف دوتا باندھتے ہین	گرہ مین دل مبتلا باندھتے ہین
نہین ہنستی بلبل سے اپنے چمن مین	ہم اب آشیانہ جدا باندھتے ہین
مین یہان خون روتا ہون ہاتھون سے اوسکے	جو پاؤن پہ اونکے حنا باندھتے ہین
جفا کھینچینگے پہ نہ ہارینگے جی کو	یہ ہم تم سے شرط وفا باندھتے ہین
گرو دیکھے سر پر جو بالون کا جوڑا	ق یہ نازک بدن خوش ادا باندھتے ہین
ہر اک تار مین اوسکے دلہای عاشق	بہم جمع کر کر بلا باندھتے ہین
میان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا	کمر آپ کس پر بھلا باندھتے ہین

غزل سراج

عید وصل سرو قد سے ہین گھر گھر شادیان	عالم بالا سے آتی ہین مبارکبادیان
کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز ہے	یاد ہین اوس شوخ کو کئی طرز کی استادیان
صاف ہو بولنے نگاہون کے مجھے کرتا ہی قتل	ختم ہین اس ظالم خونریز پر جلادیان

زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف | تومین سب کا سب کار وان بیچتا ہون

کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہون | کہا مین نے ای مہربان بیچتا ہون
اگر تو مرے چھیڑنے کو ہے کہتا | نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون
بجانام پر اسکے وان مین تو کمتر | اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل نظیر

لیتا ہے جان میری تو مین سر بدست ہون | ای یار مین تو کشتۂ روز الست ہون
یکدم کی زندگی کے لیے مت اوٹھا بمجھے | ای بخیہ مین نقش زمین کا نشست ہون
تو مست کر شراب سے ای گلبدن مجھے | مین آپ اپنے شیشہ دل کا شکست ہون
دورے طریق مجھکو سمجھیو نہ زاہدان | گر تو خدا پرست ہے مین بت پرست ہون
ان سنگدل بتون کا گلہ کیا کرون نظیر | ظالم مین تیری چشم گلابی سے مست ہون

غزل میر تقی رح

عام حکم شراب کرتا ہون | محتسب کو کباب کرتا ہون
ٹک تو رہ اے بنای ہستی تو | تجھکو کیا ہی خراب کرتا ہون
کوئی بجھتی ہے یہ بھڑک مین عبث | تشنگی پر عتاب کرتا ہون
سر تلک آب تیغ مین ہون غرق | اب تئین آب آب کرتا ہون
جی مین پھرتا ہے میر وہ میرے | جاگتا ہون کہ خواب کرتا ہون

غزل کنور

پڑے ہے جب سے وہ میری نظر مین | لگی ہے آگ سینہ مین جگر مین
نشان ہرگز نہ پائے بے نشان کے | بہت ڈھونڈھا مین اوسکو بحر و بر مین
ٹپکتا ہے جگر خون ہو کے آخر | رہا باقی نہ آنسو چشم تر مین
چمکتا ہے اسی بیرنگ کا رنگ | بچشم باصرہ لعل و گہر مین

رحمت خدا کی اسپہ یہ جس نے کہے ہین بیت یہ
حق کی ثنا و وصف بتاتی ہے یہ زبان

غزل انشا

جون صبا اوٹھائین اور تیری بہارین لوٹ جائین
مجھکو جو گھورین الٰہی اونکے دیدے پھوٹ جائین

اونسے کیا کوئی برآوے جو ذرا سی بات پر
آگ ہی ہو کر اوٹھین اور اپنے ماتھے کوٹ جائین

در بلا بودن به از بیم بلا مشہور ہے
کاش جو ہوتی ہو جلدی ہو بلا سے چھوٹ جائین

بزم خوبان مین نہ انشا ایک سے آنکھین لڑا
خاطرین نازک بہت انکی ہین شاید ٹوٹ جائین

غزل ناسخ

ہے عجب طرح کی وحشت ترے دیوانے مین
جی نہ آبادی مین لگتا ہے نہ ویرانے مین

ہون وہ میکش کہ نہ بستی مین کہون راز کبھی
لاکھ قلقل کہے شیشہ مجھسے خانے مین

آفتاب اسمین اگر آوے تو ابن جاوے
نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین

حشر تک جی ہی مین بیہوش رہون اے ساقی
کاش مے بھر دے مرے عمر کے پیمانے مین

نازکی سے ہوا قاتل مری حالت کا شریک
یان لگا زخم تو وان درد اوٹھا شانے مین

کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
شمع رو طاقت پرواز ہے پروانے مین

بال توڑے تری زلفون سے نہ بیدردی مین
حس مرے ہاتھ کے مانند ہو گر شانے مین

عشق مین دل نے پھنسایا تو ہوا غیرونکو رنج
نہین اپنے مین مروت جو ہے بیگانے مین

پارۂ شیشۂ دل نصب ہے ہر روزن مین
کیجیے عیش زمستان مرے کاشانے مین

یہان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہے گرتے گرتے
شمع کے ٹھیرین قدم کیا مرے ویرانے مین

نوش کر شوق سے دل کھول کے صرفہ کیا ہے
خوف بدہضمی کا ناسخ نہین غم کھانے مین

غزل کمترشاہ

جز دیدار سے کب نہان بیچتا ہون
متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون

جز دیدار تم ہو لیا چاہتے ہو
مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

خط جادہ ہون یا مین نقش پا ہون
غرض افتادگان کا رہنما ہون

جو ناکارہ ہون یا مین کام کا ہون
تمہارا ہون بھلا ہون یا بُرا ہون

کہون کیا اپنے جینے کی حقیقت
جو اکدن خوش ہون برسون تک خفا ہون

عبث رکھتے ہین مجھپر تہمت مرگ
سہت راتون جگا تھا سو رہا ہون

کو ہے شخص کوئی عکس کوئی
خداوندا انہین معلوم کیا ہون

نہ پہچانو مجھے گر آپ تو کیا
مگر مین آپ کو پہچانتا ہون

تامل شرط ہے اے اہل معنی
کتاب فقر کا مین مدعا ہون

نکر اس چشم کا پھر مجھکو بیمار
ابھی ای فیض مر مرکے جیا ہون

غزل ہدایت

ہین خط تقدیر ہو یہ سب کی سب پیشانیان
پیش آتی ہین وہی باتین جو ہین پیشانیان

غیر نے باتین جو کچھ کہین تو نے وہ سب مانیان
اور ہمسے تیری ای لالہ یہ نا فرمانیان

دیکھ صورت کو تری آئینہ سا مین رہگیا
چشم تھی حیرت زدہ جو دیدۂ قربانیان

ہے نصیبو نسے یہ پوچھے منزل مقصود کو
خاک راہ وحشت صحرا ہم نے کیا کیا چھانیان

کھینچ سکتا ہو مصور یہ کوئی ناز و ادا
مانی و بہزاد نے بھی تیری آنین مانیان

گاہ گریان گاہ نالان گاہ خندان گہ خموش
ہم دیوانو نکی ہین باتین سب ہی کچھہ دیوانیان

میرے ہی سر کی قسم تجھکو ہدایت سچ بتا
کس سے سیکھی چشم تیری یہ گہر افشانیان

غزل رحمت

سارے جسم مین خوب کماتی ہو یہ زبان
ہر اک کو دوستدار بناتی ہے یہ زبان

مجلس مین شور شار مچاتی ہے یہ زبان
باہم کے قطرہ قطرہ بتاتی ہے یہ زبان

پھر جو کوئی نہ قید کرے اس زبان کو
جوتی سر بزار کھلاتی ہے یہ زبان

اسے یار دل نہ بہے کسی بقدر کے تئین
ہر کار بھی ہر کار بتاتی ہے یہ زبان

منع نکر مجھے رونے سے اے گل خوبی
چمن ہے کوچہ ترا ابر نو بہار ہون مین

تجھے خیال جو منت صید افگنی کا ہے
لگا دے تیر مجھے مفت کا شکار ہون مین

جو دیکھی ہے ترے کانون کے بالے کی مچھلی
مثال ماہی کے بے آب و بیقرار ہون مین

جو تیری تیغ جہادی نہ مجھسے منہ موڑے
تو پہلے وار مین دریای غم کے پار ہون مین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین
وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین

جو جلوہ صنم تجھہ مین ہم دیکھتے ہین
خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین

تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا
کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین

گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دلمین
کسی کا جو نقش قدم دیکھتے ہین

جو چاہون لکھون کچھہ مین احوال دل کا
تو ہاتھون کو اپنے قلم دیکھتے ہین

ملے تم ہو میرے رقیبو سے جا کر
ہمین ہین کہ سو سو ستم دیکھتے ہین

بہت جھوٹے وعدے کیئے تو نے ہمسے
بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتے ہین

تو آوے نہ آوے میان ہم تو ہر شب
تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہین

بتون کی گلی مین شب و روز آصف
تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہی ایسا بھی گل اندام کہین
مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہی مجھے
دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

ایک دل دیجیے کس کس کو سبھی مانگتے ہین
پھندے او بالے کہین زلف سیہ فام کہین

نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون
خط کے پرزے پہ لکھون قاصد اب نام کہین

دل بھی اور جان کفایت نہ سبھی کی ہو نظیر
گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل فیض

بیوفائی کا تبون کے جو کرے ہے شکوہ ۔ کیا جہان مین نہین بے ثمر شجر ہوتے ہین
اسقدر روتے ہین شب کو جی تہان مین جا کر ۔ نالہ سے نالی و گریہ سے سحر ہوتے ہین ✣
عدو جلتے ہین ترے شعر کو سنکر احسن ۔ دوست کہتے ہین کہ مین ایسے بھی شعر ہوتے ہین

غزل نظیر

کیون نہو بام پہ وہ جلوہ نما تیسرے دن ۔ ماہ بھی چھپ کے نکلتا ہے دلا تیسرے دن
ہاتھ سے اتنو قلم رشک مسیحا رکھدے ۔ نسخے بدلے ہین جہان کے حکما تیسرے دن
غرق دریاے محبت کی نہین ملتی لاش ۔ ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہے سدا تیسرے دن
دل بیمار رہے عشق مین کیونکر سرسبز ۔ خاک سے دانہ کو ہے نشو و نما تیسرے دن
چھیڑ مت زلف کے مارے کو تو دریا مین ہنوز ۔ سانپ کے کاٹے کو دیتے ہین بہا تیسرے دن
تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج ۔ ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیسرے دن
لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول تری کشتے کے ۔ مہندی ہاتھونکو تو قاتل نہ لگا تیسرے دن
عمر اک ہفتہ نہین باغ مین اے گل مت پھول ۔ رنگ بدلے ہے زمانے کی ہوا تیسرے دن
چار حرف اس خط پہ خون کر او پہ بھیج نظیر ۔ آپ سے آپ جو ہو جاتے خفا تیسرے دن

غزل عبد اللہ

شب کٹی ہجر مین اور دن کٹا غمخواری مین ۔ کھو دیا دل کو عبث یار کی عیاری مین
جسے دیکھا اوسے خود مطلب و خود غرضی کا پایا ۔ آشنا پورا نہ دیکھا مین کسی یاری مین
کم سنا عشق مین ہوگا جو سنا ہوگا کہین ۔ گھر دیا سر دیا اور دل دیا دلداری مین
ذبح کر کے مرے فائدہ کیا تجھکو ملا ۔ ہاتھ کیا آیا ترے ایسی ستمگاری مین
قیس و فرہاد سے لاکھون ہین یہان عبد اللہ ۔ آخرش مر ہی گئے عشق کی بیماری مین

غزل جہادی

شب وصال مین کیا یار سے دو چار ہوئین ۔ رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہوئین

جی ہی کھو یا غم پروانے بین روتے روتے
آہ اے شمع سحرگاہ مجھے تاب نہین

غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو نجات
آگے غمخواری کی یا شاہ مجھے تاب نہین

غزل سودا

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان
دل لیکے بولتا ہی جواب تو یہ بولیان

ہر بات ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان

حیرت نے اوسکو بند نکرنے دی پھر کبھو
آنکھین جس آدمی نے ترے منہ پہ کھولیان

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جون خوش چھبونکے تن پہ مسکتی ہین چولیان

ساقی پہونچ کہ تجھ بن اس ابر بہار مین
پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان

کسطرح ہووے آنکھونکی کاوش سے دلکو چین
مژگان نہ کر سکین تو لگا ہین ٹٹولیان

کیا چاہیے تجھے مہر انگشت پہ حنا
جس نگینہ کے خونین چاہین ڈبولیان

جون برف ہو گئے ہین خنک اب تبان مہر
ان سحر تو بلکہ گرم ہین کابل کی بولیان

سودا کے دل سو صاف نہ تھی زلف یار کی
شانے نے پیچ پڑ کے گرہ اسکی کھولیان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکھونمین ملائی آنکھین
خانۂ چشم مین پھولی نہ سمائی آنکھین

ہم اسیرونکو نہ کچھ گل سے نہ گلشن سے خبر
پھانس گئی دام مین کھلنے بھی نپائی آنکھین

منہ ملا دل کو پھانسا دور ہوے آخر کار
دیکھ ہین دیکھا تو کچھ کام نہ آئی آنکھین

کس بد آموز کی صحبت کی ہے یارب تاثیر
آج کچھ شوخ کی بڈ ڈھب نظر آئی آنکھین

اور دنیا مین طرحدار نہ تھا کیا صمصام
ایسے بے مہر سے تو آنے لگائی آنکھین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتے ہین
اشک آنکھون کے ہمارے یہ گہر ہوتے ہین

جادو کرتا ہے رقیب ہم پہ تو کیا ہوتا ہے
سامری کی کہین موتی پہ سحر ہوتے ہین

ہوجاے گی بیزار ہر اک پھول سے بلبل
تو جا نیو مت زینت گلزار چمن مین
جو آج تو آتی ہے صبا اور طرح سے
شاید کہ وہ پہونچا ہے طرحدار چمن مین
ہم وحشیوں کو رہو بیابان سلامت
اب سیر سے مطلب ہے نہ کچھ کار چمن مین
تاکید ہے دربانوں کو یہ باغ مین جا کر
آجاے یہ حاجی نہ خبردار چمن مین

غزل عاشق

دو نور خسار ماہ پارے ہین
ابرو اور خال چاند تارے ہین
مین نے وہ بول کھکے ہارے ہین
تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین
نہین بوندین عرق کے چہرہ پر
چاند کے منہ پہ یہ ستارے ہین
ایکباری تو خواب مین آو
کب سے مشتاق ہم تمھارے ہین
عین مجلس مین آنکھ مارو ہو
سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین
راتین کاٹین ہین تارے گن گن کے
تنگی ہجر سے دن گذارے ہین
جنکو کہتے ہین غول صحرائی
وہ مری آنکھ کے شرارے ہین
بیچ مین کسکو لاؤگے صاحب
بال کسکے لیے سنوارے ہین
دل بیتاب کو دو نیم کیا
تیرے ابرو نہین یہ آرے ہین
عاشق ہونے سے اونکے پیرو کے
ہو گئے سب عدو ہمارے ہین

غزل رونق

تاب کی ضبط فغان آہ مجھے تاب نہین
ناصحا صبر کی واللہ مجھے تاب نہین
دل کے یان ٹکڑے ہوویں کہین مانند کتان
بس تری دید کی اے ماہ مجھے تاب نہین
صفحہ دل سے مٹاؤ مرے تمثال بتان
بت پرستی کی اب اللہ مجھے تاب نہین
حوصلہ تنگ ہے یان بیہودہ گوئی تا چند
بس زبان کیجیے کوتاہ مجھے تاب نہین
ہمنشین چاہ مین یوسف کے پھنسنا ہای غضب
اور ڈرے دنیا سے کہین جاہ مجھے تاب نہین

مین عشوہ زدہ کوچہ بازار کھڑا ہون
لالہ کیطرح داغ سا گلزار کھڑا ہون

قاتل تو مری قتل کا اندیشہ نکر آہ
گر قتل مجھے بھی تو تیار کھڑا ہون

افسوس تری وصل کی شب مجھکو تو کب ہے
مین منتظر اس بات کا دلدار کھڑا ہون

مجلس مین تری خالی کیے شیشے جو مستانہ
مین بھی تو تری چشمونکا خمار کھڑا ہون

ملتی کا حسین اوسکے نہ پیغام تجھی ہے
عہدی کے لیے بر سر اقرار کھڑا ہون

غزل سوز

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین
وای غفلت اس سپہ زندان مین یون خرسند ہین

رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ سے ہے
تسپر اپنے صورتون کے روز حاجتمند ہین

قبر وفین دیکھتے ہین اپنی ان آنکھونسے روز
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین یار
سوچتے اتنا نہین ہم خاک کی پیوند ہین

جب تلک آنکھین کھلین ہین کچھہ یہ دیکھینگے بہار
بند گئین جب انکھڑیان تب سوز سب آنند ہین

غزل سلطان

گل یہ بستر تھے نشتر تجھہ بن
ایک آفت تھی رات بھر تجھہ بن

میرے حق مین تو وہ ہی دوزخ ہے
جاؤن مین خلد مین اگر تجھہ بن

کفر کسکا ہے اور کیا اسلام
آپ اپنی نہین خبر تجھہ بن

ہو درخت امید بار آور
عمر کا کچھہ نہین مزا تجھہ بن

آرہی ہے لبون پہ جان حزین
دم کا دم مین نہین اثر تجھہ بن

تو ہی اے ماہ ایک ہمدم ہے
کون لیجاوے وہان خبر تجھہ بن

گر مین سلطان ہفت کشور ہون
ایک مفلس ہون سیمبر تجھہ بن

غزل حاجی

تکتے ہین تری آنکھونکو اے یار چمن مین
کیا چپکے کھڑی نرگس بیمار چمن مین

رم رہتا ہے اسے تند خو گواب کی تو مجھسے — پر دیکھ تو کیسا ہی تجھی رام کرون مین
اس دور جہان مین مجھی سب شکوہ تجھی سی — کیون مجھ گلہ گردش ایام کرون مین
حیران ہون ترے ہجر مین کس طرح سے پیارے — شب روز کو اور صبح کے تئین شام کرون مین
آوے جو تصرف مین مرے میکدہ ساقی — یکدم مین خمون کے خم انعام کرون مین
مجکو شہ عالم کیا اوس رب نے نہ کیونکر — اللہ کا شکرانہ اکرام کرون مین

غزل درد

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون — جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون +
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار — ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
کرتی ہے بوی گل تو مرے ساتھ اختلاط — پر آہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون +
یہ جا ہے ہے اب طپش دل کہ بعد مرگ — کنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون
ای درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے — مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون +

غزل سمجھو

یون وہ رخ ہے حجاب مین روشن — ماہ ہے جون سحاب مین روشن
اوسکی بینی مین یہ بلاق نہین — شمع ہے آفتاب مین روشن +
جام مے مین ہے عکس چہرۂ یار — یا چراغ آفتاب مین روشن
اوسکی گورے بدن مین لال لباس — دیکھو آتش ہے آب مین روشن
ساتھ رہتا ہے فندق پا سے — پنج شاخہ رکاب مین روشن
سوز سے ہے برنگ شمع مرا — نام ہے شیخ و شاب مین روشن
یون سدا رو و گے تو پھر سمجھو — آنکھین دیکھو گے خواب مین روشن

غزل حسین

پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پہ تو ہاتھ جھٹک ‌ پکارے آگ لگے آہ اس قرینے مین
جو ایسا ہی ہے تو اب روز ہم نہ آوین گے ‌ کبھو جو آئے تو بیٹھتے مین یا مہینے مین
کبھو ٹھٹک کبھو بس بس کبھو پیالہ پٹک ‌ دماغ کرتی تھی کیا کیا شراب پینے مین
جڑھی جو دوڑ کے کوٹھی پہ وہ پری اکبار ‌ تو مینے جا لیا اوسکو ادھر کی زینے مین
وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی ‌ لپٹ کی تن سے وہ تر ہو گئی پسینے مین
یہ سرخ انگیا جو دیکھی ہے اوس پری کی نظیر ‌ مرے تو آگ سے کچھ لگ رہی ہی سینے مین

غزل غالب

ہیگا جو ناز و ادا اس بت لاثانی مین ‌ ایک بھی بات نتھی یوسف کنعانی مین
عشق مین دیتا ہون اس لیلی کی کاوش جانکو ‌ دسترس ہے یہ کہان قیس بیابانی مین
جرخ نے پنبۂ مہتاب کو کانون مین دیا ‌ شور یہانتک ہے مری نالہ کی طغیانی مین
جان مردونکی پھرے لب سی جو نکلے دشنام ‌ کیا مسیحائی ہے اوس لعل بدخشانی مین
کاشمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو ‌ داغ اسکا ہے ازل سے مری پیشانی مین
پہنکر ہوویگا خوش شال دوشالہ کوئی ‌ ہم بھی ہین شادی غالب تن عریانی مین

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین ‌ دیکھنا ایک نظر تمکو ہے منظور ہمین
صورت حق تو مہ آئینہ مین ہی جلوہ نما ‌ دیدہ حیرانی سی اپنی نہین مقدور ہمین
دست گلشن کی کرہی سیر کیا دل آہے ‌ اس تکالیف سی یار رکھو معذور ہمین
ہجر کی رات تو ٹلتی ہی نہین ہی یا تن ‌ کیا دکھاویگی اب آخر شب دیجور ہمین
اب تڑپنی کی بھی طاقت نرہی ہمکو رضا ‌ اسقدر آہ کیا ضعف نے رنجور ہمین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون تری ہاتھ سی کیا کام کرون مین ‌ گر چاک گریبان تجھے بدنام کرون مین

سعر و ف مرے پاس ہی وہ گنج قناعت	اسکندر و دارا کی بھی شوکت سے نہ بدلون

غزل میر تقی

جنون میر کی باتین دشت او گلشن مین جب چلیان
نہ جوب گل نے دم مارا نہ چھڑیان بید کی ہلیان

گریبان شور محشر کا او ڑایا دھجیان کر کر
فغان پر ناز کرتا ہون کہ بل ڈ تیری پچھ ہلیان

تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر او ریوسف مین
سبھی معشوق گر پوچھی تو سب مصری کی ہین ڈلیان

تری غمزے نے جو رو ظلم سے آنکھین غزالونکو
بیابان مین دکھا محبو نکو آنکھو نکی ہی ملیان

چمن کو آج مارا ہے ہما ہنگ رشک گلشن نے
کہ بلبل سر ٹپکتی ہی نہین منھ کھولتی کلیان

مری آہ سحر کی برچھیان سختی کی ٹریان پر
نگاہین کر کے گر پڑتی ہین بجلی کی بھی اچیلیان

صنم کی زلف مین کو چہ ہی سربستہ ہر اک مو پر
نہ دیکھی ہونگی تو نی خضر یہ ظلمات مین گلیان

دیوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہہ کہہ
نہ کہتا تھا مین اے ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

غزل انشا اللہ خان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کی طرح ہم بھی ڈھلے جاتے ہین

سامنے آنکھو نکی تماشا ہی چمن نرگس کا
کہکی آتا ہون ابھی آپ چلے آتے ہین

ہاتھ کیا پھیر دیو عارض پہ ابھی کیا ہو وہان
خط کا کچھ دخل نہین گال ملے جاتے ہین

یاد مین اوس خط نو خیز کی جون دانہ سبز
اشک سبز آنکھو نسی ہر وقت ڈھلے جاتے ہین

آسیا آنکھی ہی چشم تر اپنی جس سے
روز چھاتی پہ مری مونگ دلے جاتے ہین

گرم ہو آپ جو تاک ملتی ہین انشا کبھی
آتش رشک سی اغیار جلے جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اوسکی جھلکتی ہی گورے سینے مین
چمک کہان ہی یہ الماس کے نگینے مین

نہ موتی ہے نہ کنارے نہ گوکھرو لس پر
سجی ہی شوخ کی انگیا بنت کی سینے مین

جو بو چھا مین نے کہان تھے تو ہنس کے یون بولے
مین لگ رہی تھی اوانگیا موتی کی سینے مین

سے نازک طبع سے کب اوٹھہ سکی بیداد چرخ | مر گئے مضمون جور یار جو سوجھا ہمین
دمن انکا تو نہ تھا سکے ہاتھ ہرگز اختیار | یہ شکایت ہی خدا سے ہے بتو سے کیا ہمین

غزل نصیر

دم نہ رکھہ مرے چشم پرآب کے گھر مین | بھرا ہے موج کا طوفان حباب کے گھر مین
سکے ہے دیکھہ کے وہ عکس رخ لب ساغر می | نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر مین
امر رند کرین کیون نہ آستان بوسی | حرم ہے شیخ مشیخت مآب کے گھر مین
ہارے دلین کہان آبلے ہین الیاقی | چنے ہوئے ہین یہ شیشے شراب کے گھر مین
رب کو دیکھہ مرے دل کی برق آتش بارہ | خجل ہو چھپ گئی آخر سحاب کے گھر مین
ولا نہ کیونکہ کرون اختلاط کی باتین | حجاب کیا ہے اب اس بے حجاب کے گھر مین
نصیر دیکھہ تو کیا جلوۂ خدائی ہے | ہمارے اس بت خانہ خراب کے گھر مین

غزل معروف

مین رنج محبت کبھی راحت سے نہ بدلون | عیش دو جہان اسکی مصیبت سے نہ بدلون
تجھسے کبھی یوسف کو اگر بدلے زلیخا | زندان مین پڑون پر کسی صورت سے نہ بدلون
یہ رنگ رخ زرد جو اب دیکھو ہو میرا | قارون کے اگر بدلے دولت سے نہ بدلون
گر لاکھہ کوئی مجھہ یہ قیامت کرے برپا | تو بھی ترے قامت کو قیامت سے نہ بدلون
اس عشق کی رسوائی مین ہے یہ مری عزت | حرمت سے کوئی بدلے تو حرمت سے نہ بدلون
مالوف ہے دل اس غم الفت سے یہانتک | گر بدلون خوشی سے غم الفت سے نہ بدلون
دے خضر اگر چشمۂ حیوان بھی تو ہرگز | واللہ ترے چشم عنایت سے نہ بدلون
جنت کو اگر بدلے کوئی اسکی گلی سے | مر جاؤن و لے تو بھی مین جنت سے نہ بدلون
تو دیا ہے کہ اے شعلہ خواب بدلی یہ کروٹ | یہ یاد رہے تیری شرارت سے نہ بدلون
الہی سے ہے حلاوت ترے بوسے کی شکر لب | مین نزع مین بھی قند کی شربت سے نہ بدلون

آرزو ہے تجھے سجدے سحر وشام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

میری ماتم مین نہ کیونکر وہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا ہوں مجھکو بھی نہ بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا مین پاؤن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سر انجام کرین

منہ لپسارے ہوے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم ایسا کہ
وہ نہین ہم جو تجھسے طلب جام کرین

رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی جھلک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

دل مین کچھ یاد نیا کفر بتو نکا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

یک طرح حسن رخ زلف جنھین تو دکھلای
نشۂ عشق سے مستی سحر وشام کرین

شب کو جاتا ہون تو منہ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد بیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

غزل مومن خان

ہو گئی گھر مین خبر ہے منع وہان جانا ہمین
وہ بھی رسوا ہو خدا جسنے کیا رسوا ہمین

دمبدم رونا ہمین چارونطرف تکنا ہمین
یا کہین عاشق ہوئے یا ہو گیا سودا ہمین

ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا
بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین

یار تھم یا دشمن جان تھے آلہی چارہ گر
لیچلے مرتے ہی زندانسے سوی صحرا ہمین

طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم
غش پڑے تھے پھر گیا وہ جانکر سوتا ہمین

تو نجانے عشق بازی اور ہم نادان ہین
بے سمجھ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا ہمین

یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے
یار کے ناز بیجا سے شکوہ بیجا ہمین

کیا کہین ہم رہ گئے حیران تجھکو دیکھکر
آگیا دل یاد اسے آئینہ رو اپنا ہمین

اہل ماتم اسپنے رو نین کسطرح منہ ڈھانپکے
مرتے مرتے پاس اس پردہ نشین کا تھا ہمین

غزل مضطر

پھیکی اس لب سے ہوئی لعل بدخشاں کی شان
رشک سے خون جگر کھا گئی مرجان کی جان

شاخ گل رقص میں ہے وجد میں آئی ہے نسیم
کف زنان برگ ہیں سن بلبل بستان کی تان

بتکدہ ہو کہ حرم ہو مقصد برآوے تیرا
گور کو جا کی کسی پیر مسلمان کی ہان +

کنہ ذات میں جب فکر کیا انسان نے
ہوش اصحابہ ہوئے صاحب عرفان کی فان

حادثہ دہر سے امداد نہو نا مضطر
تیغ ہمت کو جو ہے ہاں ابھی اوسان کی سان

غزل ناسخ

ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اس کا رو نہیں +
ماہ کامل صورت رو ہے مگر ابرو نہیں

گو لطافت میں ہے کہ مثل روح جسمیں تو نہیں
کون گل ہے جو ترا مسکن برنگ بو نہیں

مشک میں خوشبو ہے پیچ و تاب مثل مو نہیں
پیچ ہیں سنبل میں مثل مو مگر خوشبو نہیں

جام نرگس میں کہاں شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مری آنکھوں میں اک آنسو نہیں

یاد گیسو میں ہوا میرا یہ دہی سا بدن +
مجھ پہ پھبتی کہتے ہیں ہو باف میں گیسو نہیں

جسم السا گھل گیا ہے مجھ مریض عشق کا
دیکھکر کہتے ہیں سب تعویذ ہے بازو نہیں

دیکھے ہیں ہنسنے میں حسدن سے دردندان یار
ہیں مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہیں +

عشق میں بدست ہوں پر کوئی واقف نہیں
نشہ ہے جام امی الفت میں لیکن بو نہیں +

زلف جانان میں نہیں کوی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہے جو ایک بھی آہو نہیں +

ہو گیا ہے یہ فراق آفتاب ماہ نو
یار کے رخسار آتش رنگ برابرو نہیں

ہو گیا ہے مثل مو تار نگہ اپنا سیاہ
آگے آنکھوں کے صنم جیسے مری گیسو نہیں

رات دن ناقوس کہتے ہیں بآواز بلند
دیر سے بہتر ہے کعبہ گر بتو میں تو نہیں

قمریاں دیوانہ ہیں کیونکر گلے ڈالیں نہ طوق
باغ میں اک سرو مثل قامت دلجو نہیں

غزل آتش

لستیمی اتنی نہ کرای شیخ کہ رندان جہان
اونگلیون پر تجھے چاہین تو نچا سکتے ہین

توگروہ فقرا کو نہ سمجھ بے جبروت
ذات مولائی مین بھی لوگ سما سکتے ہین

چارہ ساز اپنے تو مصروف بدل ہین لیکن
کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہین

ہے محبت جو تیرے دلمین وہ اک طور پہ ہے
ہم گھٹا سکتے ہین اسکو نہ بڑھا سکتے ہین

کرکے جھوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل
مارے غیرت کے تو افیون تو کھا سکتے ہین

ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدغن ہے بہت
اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتے ہین

اپنی آواز سنا دین مجھے در تک آکر
اپنے پاؤن کے کڑونکو تو بجا سکتے ہین

ایک ڈھب کے جو قوافی ہین ہم انہین انشا
یک غزل اور بھی چاہین تو سنا سکتے ہین

غزل غالب

دھوتا ہون جب مین پینے کو اس سیمتن کے پاؤن
رکھتا ہے ضد سے کھینچ وہ باہر لگن کے پاؤن

مرہم کی جستجو مین پھرا ہون جو دور دور
تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پاؤن

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پاؤن

ہے جوش گل بہار مین یہانتک کہ ہر طرف
اوڑتے ہوئے اوجھلتے ہین مرغ چمن کے پاؤن

شبکو کسی کے خواب مین آیا نہو کہین
دکھتے ہین آج اس بت نازکبدن کے پاؤن

غالب مرے کلام مین کیونکر اثر نہو
پیتا ہون دھو کے خسرو شیرین سخن کے پاؤن

غزل نظیر

گل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن
گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت حور پیکر مشتری رو مہ جبین
سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیمتن

نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن

زلف کا کل خال و ابرو کی ہین یہ چارون غلام
مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن

مبتلا انسیون کی ہوئی ہین وہی ہین اے نظیر
بے قرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

کڑسے نہین کام سنبل کے ہمکو
کسی زلف کا پیچ وخم دیکھتے ہین

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہ خوگر
کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین

مگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اوسے تیرے کوچین ہم دیکھتے ہین

غزل احسان

کیسے کیونکر طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین
اس زمانے کے تو کچھ لڑکے ہی ناہموار ہین

جنکے خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہین
ہای ری قسمت کہ وہ بھی ہمسے اب بیزار ہین

پھیر کر تو دیکھو سناکر مجھکو غیرون سے کہا
آج عاشق ہمکو صدقے کی لیے درکار ہین

چشم پوشی تیری مذہب مین ہی کیا عین ثواب
ہمسے یون پرہیز تجکو اور ہم بیمار ہین

یاخدا اپنے کرم سے تو کسی موسی کو بھیج
سیکڑون مانند فرعون ابتو دعویدار ہین

فائدہ اس کج ادائی کا نہ سمجھا مین کبھی
یہ الف قد راستی کہنے سی کیون بیزار ہین

شاعری کی کچھ نہایت ہی کہ مین تسپر بھی ہون
اور مجھکو ڈھونڈھتے پھرتے تمرے غمخوار ہین

شیخ جی کی ہم ہین قائل کیاہی اک دانا ہے یہ
سبحہ کی پردے مین وہ پہنے ہوئے زنار ہین

آتش دوزخ تلک مجبور ہے ہمسی کہ ہم
خانہ زاد دودمان احمد مختار ہین

می سے مین توبہ کرون استغفر اللہ سب غلط
نام توبہ سے سدا ہم پڑھتے استغفار ہین

اہل دین ہم جانکر بہر زیارت تھے گئے
حضرت احسان کو دیکھا ایک دنیادار ہین

غزل انشا

دھوم اتنی تری دیوانے مچا سکتے ہین
کہ ابھی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین

مجھسی اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہین
منہ تو دیکھو وہ مرے سامنے آسکتے ہین

وہ یہان آتش نفسان کہ بھرین آہ تو جھٹ
آگ دامان شفق کو بھی لگا سکتے ہین

سوجیے تو سہی ہٹ دھرمی نکیجے صاحب
چٹکیون مین مجھے کب آپ اوڑا سکتے ہین

حضرت دل تو بگاڑ آئے ہین اس سے لیکن
اب بھی ہم چاہین تو پھر بات بنا سکتے ہین

الجھا گلے سے طاقت اے نازنین نہین
ہے ہے خدا کیواسطے مت کر نہین نہین

کیا رک کے وہ کھڑی ہے جو ٹک اوس سے لگ چلون
بس بس بری ہو شوق ہے اپنی تئین نہین

پہلو مین کیا کہون جگر و دل کا کیا ہے رنگ
کس روز اشک خونی سے تر آستین نہین

فرصت جو پاکے کہیے کبھو درد دل سو ہائے
وہ بدگمان کہے ہے کہ ہمکو یقین نہین

آتش سی پھک رہی ہے مری تن بدن مین آہ
جب سے کہ روبرو وہ رخ آتشین نہین

اس بن جہان مین کچھ نظر آتا ہی اور ہے
گویا وہ آسمان نہین اور وہ زمین نہین

کیا جانے کیا وہ اوس مین ہے لوٹی ہی جس پہ جی
یون اور کیا جہان مین کوئی حسین نہین

سنتا ہے کون کس سے کہون درد بیکسی
ہمدم نہین ہے کوئی مرا ہمنشین نہین

ہر چند ہی ملطف شب ماہ سیر باغ
اندھیر ہی ہے کہ وہ مہ جبین نہین

آنکھون کی راہ نکلے ہے کیا حسرتون سے جی
وہ روبرو جو اپنے دم واپسین نہین

طوفان گریہ کیا کہین کسوقت ہمنشین
موج سرشک تا فلک ہفتمین نہین

حیرت ہی مجھکو کیونکہ وہ جرات ہی جی سے
جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین

غزل سودا

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

ندیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے
سو یک قطرۂ مَی مین ہم دیکھتے ہین

یہ رنجش مین ہمکو ہے بے اختیاری
تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہین

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہی مطلب
تماشای دیر و حرم دیکھتے ہین

حباب لب جو مین ہین باغبان ہم
چمن کو تری کوئی دم دیکھتے ہین

نوشتی کو میرے مٹاتی مین رو رو
ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین

خدا دشمنونکو نہ وہ کچھ دکھاوی
کہ جو دوست اپنے سی ہم دیکھتے ہین

مٹا جاے ہے حرف حرف آنسوون سے
جو نامہ اوسے کر رقم دیکھتے ہین

غزل مومن خان

نہ تن ہی کی ترے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
ہے پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

جنون عشق پری روی دل شکن ہے بلا
کہ روز طوق و سلاسل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

اوٹھا کی سوتے مین دے ٹیکارات سر شاید
کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

دراز دستی یہ کس بے ادب نے کی دم صبح
تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادوی بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہان ہے چاک گریبان تو وہان بھی ہے یہی
قبای شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

نہ کیونکہ رشک سے خون ہو کسی کا اوس در پر
ہمیشہ اک نئے بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج
چمن مین سینہ عنادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل معروف

ڈبا دیا مجھے اس چشم تر کو کیا کوسون
جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کوسون

کہے تھا مجھسے کہ سو کوس روز چلتا ہون
گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کوسون

یونہین بغل سے مرے مفت لے گیا دل کو
بغل بھی گرم نکی مفت بر کو کیا کوسون

رقیب ایک دم اس سے جدا نہین ہوتا
یہ جم کے بیٹھے ہے اس ری بسر کو کیا کوسون

شب وصال کی ہوتی ہی چاک جیب کیا
طرب کو گرد یا ماتم سحر کو کیا کوسون

نہ آنکھ بھر کبھی اوس مہروش کو دیکھ سکا
وفور اشک قصور بصر کو کیا کوسون

پڑے ہین سینہ مین دل تک مرے ہزارون چھید
غضب کیا مژۂ رخنہ گر کو کیا کوسون

کل ان سے بزم مین بوسہ طلب کیا تو کہا
حیا کسی کی نہین اس بشر کو کیا کوسون

جفائین جب تری آتی ہین یاد آخر شب
لحاظ آئے ہے پچھلے پہر کو کیا کوسون

دیا ہے لینے سے ظالم کو اسنے دل معروف
اب اور اس بت بیدادگر کو کیا کوسون

غزل جرات

شمیم زلف معنبر جو روی یار سے لون
تو پھر خطا ہے مری مشک گر تتار سے لون

قدم رکھے مری سینے پہ آکے گر وہ نگار
حنا کا کام مین خون دل فگار سے لون

اگر سٹے ترے ہاتھون سے ایکجون فرصت
قصاص آبلۂ پا مین نوک خار سے لون

مرے حضور یہ بوٹین ہین تری چھاتی پر
جو ہو سکے ہاتھ تو بدلا گلون کی ہار سے لون

دنا سجے کہین گھڑیال تا مین گھڑیون کا
حساب اس شب ہجر سیاہ کار سے لون

عجب ہے سیر کسی دن تو ساتھ باغ مین چل
کہان تلک مین قدم عجز و انکسار سے لون

ٹپا یہی کا مرے پاس گر ہو خیمہ +
تو یار تیرے لیے ابر نوبہار سے لون

جو عی کشتی کا ارادہ ہو کچھ تری دل مین
چمن مین ساغر گل دست شاخسار سی لون

اگر مزاج غنچہ مین ہو نہ بادۂ سرخ
تو شیشۂ می خس سرو جویبار سے لون

نہ ہو وی مطرب نغمہ سرا تو اسکا کام
قسم ہے مجھکو ترے عندلیب زار سی لون

لگے نہ ہاتھ جو کوئی رباب چنگ نوا
تو اپنے دوش پہ رکھ مین کو کنار سے لون

یہ جی مین ہے کہ نہ دیکھے کوئی بھی پردے کو
کنار آب روان چادر آبشار سے لون +

بلائین لینے سے میری اگر خوشی ہو تری
بلائین مہر سے اخلاص دل سی پیار سی لون

گر اسے بھی گل عارض کا تو نہ دے بوسہ
تو پھر مین جبر کرون اپنے اختیار سی لون

نصیر مدرسۂ عشق مین مطول کا +
سبق نہ کیونکہ مین لف دراز یار سے لون

غزل آتش

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کی دامن مین

جنون سے کہ جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سی گلشن مین

عذاب گور کا وہان سا سنا یہان رنج دنیا کا
نہ گھر مین ہین زندونکو نہ مردونکو ہی مدفن مین

کہنا زلفونکے مرانی سے اس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو دو کالی ہین گلشن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہمکو ای آتش
بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

سبے یار روز عید شب غم سے کم نہین
جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے اے مسیح دم
کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہے رنگ زرد پہ کیا اشک لالہ گون
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

سرخوت ہے نبض کی رگ سنگ مزار مین
دل کی طپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

وحشی کو تیری چشم کے مژگان ہر غزال
صحرا مین تیر ناخن ضیغم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین

ساقی ملے ہزارون فلاطون خاک مین
جو خم بنے ہے قالب آدم سے کم نہین

اس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شورابہ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل
تیزاب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل
مجھکو تو جلوۂ گل و شبنم سے کم نہین

اے ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے
سب ہم سے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

غزل میر تقی

دل عجب جنس گران قدر ہے بازار نہین
دے بہا سیل جو دیتی ہین خریدار نہین

کچھ تمھین ملنے سے بیزار ہو میرے ورنہ
دوستی ننگ نہین عیب نہین عار نہین

ایک دو بات کبھو ہمسے کہو یا نہ کہو
قدر کیا اپنی ہمین اسلیے تکرار نہین

ناز و انداز و ادا عشوۂ و اغماز و حیا
آب و گل مین ترے سب کچھ ہے پیار نہین

صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے
بدزبانی تجھے اس منہ سے سزاوار نہین

دل لگی او الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون اے ناصح
تو کسی زلف کی پھندے مین گرفتار نہین

اوسکے کاکل کی پہیلی کہو تم بوجھے میر
کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

غزل نصیر

یہان ازل سے داغ سودا ہے دل آگاہ مین
سنگ اسود جسطرح ہے نصب بیت اللہ مین

جا سکے کیا کوئی اوس قاتل کے جولانگاہ مین
سایۂ مژگان بچھا دیتا ہے کانٹے راہ مین

حسن جانان ایک عالم پر رہے ممکن نہین
یہان کمی بیشی رہا کرتی ہے نور ماہ مین

دل مین رہتا ہے پر آنکھون مین نظر آتا نہین
کیا تفاوت اب رہا اُس بت مین اور اللہ مین

وہ بہشتی رو لگا بھرنے جو بارے نازسی
راہ مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

ہون تری تاثیر کا قائل جو اے مضمون شوق
یار کو مکتوب ہونچے نامہ بر ہو راہ مین

ہے وہ مجنون جو نظر آتا ہے زیر آسمان
کون لیلی ہے جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس اک سمن بر کی ہین آنکھین منتظر
کھل گیا اے گل یہ تیری فرقت جانکاہ مین

بعد مردن اسکو راحت اوسکو حسرت ہی نصیب
فرق اتنا ہی نظر آیا گدا و شاہ مین

چشم کا ہے یہ ہی غمسے دل ہے سوزان داغ سے
شعلۂ آتش نہان ہے یہان اپنے برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہے ہر رگ سیاہ
سنگریزے طور ہین اسکی تجلی گاہ مین

خوش عبث ہوتی ہین نادان ماہ نو کو دیکھکر
اک مہینا عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ مین

سر بتون کی آستانی سے نہ اوٹھے حشر تک
یہ دعا ناسخ کی ہے یارب تری درگاہ مین

غزل درد

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

تردامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

سرتا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

ہرچند آئنہ ہون پر اتنا ہون ناقبول
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

نہ گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن مین ہوس رنگ و بو کرین

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر
اے درد آ کے بیعت دست سبو کرین

غزل ذوق

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے تاک کی | اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم

نرگس کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کی | تجھکو سر عزیز گلستان کی قسم

سوسنی گاے کی قسم اور رود نیل کی | فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم

بستر مرا ہے خار مغیلان بسان قیس | لیلی کی ہی تجھے صف مژگان کی قسم

ایسی بڑی قسم بھی نکانی تو ہی تجھے | جنون کے قبلہ گاہ ابوالجان کی قسم

کوہ نہین باغ کی وہ جو رہتا ہی اک خبیث | تجھکو اوسی کی شوکت و ذیشان کی قسم

دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی | باغ ارم کی اور پرستان کی قسم

لونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی + | کالی بلا کی غول بیابان کی قسم

قسمین تو ساری ہو چکین باقی رہی ہے اک | پیپل تلے کے بھتنے و شیطان کی قسم

ہان پھر تو کہیو ہای وہ کسطرح ہو غضب | انشا بحجیر تجھکو مری جان کی قسم

غزل میر تقی

کون کہتا ہی منہ کو دھو لو تم + | کاش کے پردے ہی مین بولو تم +

حکم آب رواں رکھے ہے حسن | بہتے دریا مین ہاتھ دھو لو تم

کیا سراہین وہ اپنی حسن کو لیک | دل عجب ہے متاع جو لے لو تم

جانا آیا ہے اب جہان سی ہمین | تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم

جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا | جیسکے ہی ہو رہو نہ بولو تم +

پنجہ مرجان کا پھر دھرا ہی رہے | ہاتھ خون مین ذرا ڈبو لو تم +

دست دی ہے کسی پلک سے سیل | دل جہان پاؤ اب پرو لو تم

اتی ہین متصل چلے آنسو + | آہ کب تک یہ موتی رو لو تم

رات گذری ہی سب تڑپتے میر | آنکھ لگ جای تک تو سو لو تم

غزل ناسخ

کبھی کہتا تھا قیس غزال وحشی جا کہو ناقہ ادھر سے کدھر کو گیا | کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم
کبھو ساغر وصل نہ مین نے پیا کبھو زخم جگر کو نہ مین نے سیا | غم رنج و تعب کے عزیز کیا مجھے عشق کی جور و جفا کی قسم
نہ تو پائی ہوس کبھی بھولکے بو نہ تو بیٹھا ہون مین کبھی ترک کے چین | نہ تو بیکلی دل کی گئی ہے کبھو مجھے جانے کی اپنی وفا کی قسم

غزل میر تقی

تظلم کے کھینچے الم بر الم | ترحم کہ مت کر ستم بر ستم
علم بازے آہ جانکاہ ہے | رہے ٹوٹتے ہی علم بر علم
جو سو سر کے ہو آؤ مانو نہ مین | عبث کھاتے ہو تم قسم بر قسم
کئی بار آنا ادھر لطف سے | عطا بر عطا ہے کرم بر کرم
خطرناک تھے وادے عشق میر | گئے ایسے بھی ہم قدم بر قدم

غزل انشاء اللہ خان

مل مجھسے اے پری تجھے انسان کی قسم | دیتا ہون تجھکو تخت سلیمان کی قسم
کروبیان کی تجھکو قسم اور عرش کی | جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبی کی سلسبیل کی کوثر کی جام کی | حور و قصور و جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی | مریم کی تجھکو عفت دامان کی قسم
تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور | مولا علی کی شاہ خراسان کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے | تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم
دامن کو میرے ہاتھ سے اس رات مت جھٹک | تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم
مدت سے تیری چاہ ذقن مین غریق ہون | باللہ تجھکو یوسف کنعان کی قسم
قیدی ہون تیرا مین تجھے اوندی خدا | اور اس عزیز مصر کی زندان کی قسم
موسی کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کی | نور و فروغ جلوہ لمعان کی قسم
سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلائیے | سن تجھکو اپنے ناز کی اور آن کی قسم

دور سے آئے تھے ساقی سنکے میخانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

مے بھی ہے مینا بھی ہے ساغر بھی ہے ساقی نہین
دل مین آتا ہے لگا دین آگ میخانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بے خبر
کیا ترے عاشق ہوے تھے درد و غم کھانے کو ہم

ہمکو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد کا
بس ترستے ہی رہے ہین آب اور دانے کو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہگئی
اب تو پوجینگے اسی کافر کے بتخانے کو ہم

باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہے دل
اب کہان لیجا کے بیٹھین ایسے دیوانے کو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے نظیر
تاکہ شادی مرگ سمجھین ایسے مر جانے کو ہم

غزل سودا

کیا مچائی اسنے میرے دل کے کاشانے مین دھوم
شور ہے جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دلکی سوزش کا علاج
سخت دیوانے کی زنجیر کھل جانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل مارے ہے جوش
رات کو دیکھون ہون مین جب شمع پروانے مین دھوم

اسقدر ہے مین لاغری میری سے خوش اپنا ہے دھر
جون ہلال عید ہے میری نظر آنے مین دھوم

دل کو سن کوچہ مین تیرے اب چلی ہے فوج شک
ہو گئی ہو جہ وان اطفال و دیوانے مین دھوم

کب سے اے سودا شراب اس بزم مین پیتے ہین یار
تو نے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

غزل ہوس

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہین کھاتی کو ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھکو نہین غم اسی کشتہ ناز و ادا کی قسم

رہ کا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہے خفا مرے سرو سہی
تو مین کسی سنگ نے بات بھی کی مجھے میری ہے شرم و حیا کی قسم

مرے گریہ سے جاوے ہے صبر و سکون مرے اشکو نہ سمجھ ہے قطرہ خون
نہ تو کھائیو قمری زار زبون مرے سرو کی فندق پا کی قسم

شب ہجر مین اشکو نکا خون بہا او سے دیکھ کے رنگ شفق کا اڑا
نہین اسمین مبالغہ ایک ذرا مجھے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم

ترے کشتہ غم کا ہے حال برا تو کبھی جو عجب جانا ہے ترا ادھر
تجھے قاصد موج نسیم سحر مرے ہجر کی شب کی بکا کی قسم

زندان مصیبت مین بھلا کسکو بلائین
رہتے ہین وزیر ہی سے ہی واردات باہم

غزل ذکی

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھی اپنی ہی خوش نظری کی قسم
مجھی حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھی عشق کی پردہ دری کی قسم

پڑی عاشق زار ہزار یہان مجھی دیکھنے آتی ہی خلق جہان
کوئی دیکھا ہی مجھسا بھی سوختہ جان مجھی میری ہی پردہ دری کی قسم

سنو قاصد یار تو چین بچین ابھی اپنا خیال ہی اور کہین
ابھی ہوش کی اپنی خبر ہی نہین مجھی عالم بیخبری کی قسم

شب وصل کی ہوگئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان
مری دیدۂ تر ہوئی شعلہ فشان مجھی اس شفق سحری کی قسم

نکر اتنا ذکی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہی نہ ذوق سبو
تری شعر سی آتی ہی خون کی بو مجھی تیری ہی بحیگری کی قسم

غزل میر تقی

اگر راہ مین اوسکے رکھا ہے گام
گئے گذرے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی
سخن یہان ہوا ختم حاصل کلام

مجھے دیکھ منہ پر پریشان کی زلف
غرض یہ کہ جاؤ ہوئی ابتو شام

سر شام سے رہتی ہین کاہشین
ہمین شوق اس گاہ کا ہے تمام

قیامت ہی یہان چشم دل سی رہے
چلے بس تو وہان جا کی کرنے مقام

قطعہ
ندیکھی جہان کوئی آنکھون کے اور
نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا
خرامان ہوا تھا وہ محشر خرام

غزل سوز

ای گل صبا کیطرح پھری اس چمن مین ہم
باقی نہ بو وفا کی تری پیرہن مین ہم

شیشہ کی طرح شام سے رو رو کی تا سحر
خالی کرین ہین دل کو ترے انجمن مین ہم

فانوس بیچ شمع جلے جس طرح ہنوز
جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم

شعلہ اوٹھا نہ سر سے ہمارے کبھی بھی سوز
بھٹی کی طرح جل گئے کچھ من ہی من مین ہم

غزل نظیر

جو مین آیا ادھر کو وہ چشم سیہ وہین لگ گیا دل کو یہ تیر نگہ
رہی عقل و خرد کی نہ جمعیت جگہہ مجھے اس بت ہوش ربا کی قسم

بدن اوسکا ہے روکش برگ سمن ہے بدن میں جو آدے وہ رشک چمن
کھلے غنچۂ دل ام گل کی نمط مجھے اس گل بند قبا کی قسم

تری عشق نے دل میں جو درد دیا تو کچھ اوس سے مزہ مینے ایسا لیا
نکروں نکروں نکروں نہیں وا مینے کھائی ہے اب تو دوا کی قسم

لگی مہندی کچھ ہاتھوں مین اسکی میاں تھی وہ سرخی کچھ ایسی تھی لالہ فشان
وہ شفق جو کہ صبح کو ہووے عیاں سو وہ کھاتی ہے اسکی حنا کی قسم

مینے دیکھا نظیر جو اسکی تئین تو وہ شرم سے ہو گئی سر و قرین
لیا نیچی نگاہوں سے جان دل و دین مین کہوں کیا اب اسکی حیا کی قسم

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکھتے ہین نہ اسلام سی کام
مدعا ہمکو تو ساقی سے ہے اور جام سی کام

دل نالان کو مرے کسکے ہی آرام سے کام
کوئی بے چین رہے اپنے اسے کام سے کام

کیون نہ افعی سے چلے ہر ایک جگہہ مکڑا کر
نہ پڑا اسکو تری زلف سیہ فام سی کام

ہون اسیر اوسکا جسے بعد گرفتاری صید
نہ گرفتار سے مطلب رہے نی دام سے کام

گر اکیلا کہین ملجاے ہمین تو دل کا
لیجے من مانتا اوس شوخ گل اندام سی کام

جو مین آغاز ترے کام کا دیکھا سودا
آئے وہ دن کہ تجھے اوسکے ہو انجام سی کام

غزل وزیری

جون سبزہ روندے اُگتے ہی پیرون کے تلے ہم
اس گردش افلاک سے پھولے نہ پھلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب
غنچہ کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کی چمن مین
بیٹھے نہ خوشی سے کبھو سایہ کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار
گلشن کے تلے جاتے ہین کانٹون مین رلے ہم

ہم وہ نہ قلم تھی کسی مالی کے لگائے
نرگس کے نہالون مین تھے آصف کی پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا
کوئی دن کو چلے جاتے ہین مٹی کے تلے ہم

اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہای
فریاد کرین کس ستی قسمت کی جلے ہم

دکھہ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کے آگے
بس جو جہان آ گرے ہرگز نہ ٹلے ہم

عشق جاناتھا مار رکھے گا | ابتدا مین تھی انتہا معلوم
اس سیہ چشم دلبرونسے ہمین | تھی وفا چشم سو وفا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے | مدعی کا ہے مدعا معلوم
عشق گر ہے طبیب جی کا روگ | لطف گر ہے جو کچھ دوا معلوم
دل بجا ہو تو میر کچھ کھاوے | کڑھنے پچنے مین اشتہا معلوم

غزل آتش

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام | کرتی ہے روح مرحلۂ آب و گل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھسے حسین پر | دم بھرتے ہین ترابت چین و چگل تمام
ٹیکا تو زخم ہجر برائے ترک کیا کرین | خالی ہین تیل سے تری چھری کی تیل تمام
دیکھا ہے جب تجھی عرق آگیا ہے یار | غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام
عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے | ٹھکوایا خون کرتا ہے آزار سل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے | مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے دکھتا ہے بند بند | اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت الفت صادق کی ہر گواہ | ٹہرون سے ہے پی ہوئی اپنی سجل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا | چھلنی ہوا یہ سینۂ مشبک سے دل تمام
ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا | وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا ہمین | ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

غزل نظیر

کبھو دیکھوں جو سنبل باغ کو مین مجھی اوس خم زلف دوتا کی قسم | نہ نگاہ کرون عارض گل کیطرف مجھے اوس رخ مہر و وفا کی قسم
یون بھری پری چمن کی فضا مین صبا وہ ہزار طرح سے نافہ کشا | مری دلکو نہو کبھی اسکی ہوا مجھے کوی صنم کی ہوا کی قسم

نظر آتا نہین یک لمحہ وہ نور نگاہ +
کرتے ہین اپنی نظر کو آنسوؤن کا تار ہم

جب چبھا گلبرگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم مین ہوئے بیمار ہم

ہین جو غافل اونکو سولی پر بھی آجاتی ہے نیند
پنبۂ تو شک یہ ہین منصور سے ہشیار ہم

عمر گذری اک بت کافر نظر آیا نہین +
حشر مین کیونکر خدا کا پائین گے دیدار ہم

ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کی ہو ہوس
او بت کافر ترسے ہین طالب دیدار ہم

دوڑتے ہین پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
رکھتے ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

نفرت ایسی ہوگئی نظارہ بازی سے ہمین
رکھتے ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم

داغ سودا ہین بجاے پوشش کعبہ ہمین
واعظا اپنے حریم دل کے ہین زوار ہم

سب رگین تن پر نظر آتی ہین مثل تار ساز
کرتے ہین ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

غزل جرات

کوچۂ یار مین جو ہو وے سو ہو بیٹھے ہم
بدکہو دوستو یا نیک کہو بیٹھے ہم

اپنا تو قصد یہ ہے یہانسے نہ اوٹھینگے ہم
آگئے تم رہنے دو یار منے ندو بیٹھے ہم

پھر توقع یہ نہین ہے کہ یہان آوین گے
ایک دن آ کے تری بزم مین گو بیٹھے ہم

آج جیتے تری کوچے سے نہ ہم جاوین گے
مستی مرنے پہ ای عربدہ جو بیٹھے ہم

کبھی رنجش کبھی غصہ کبھی پیار اور اخلاص
نت نئی دیکھتے ہین آپ کی خو بیٹھے ہم

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرات
اپنی سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

غزل میر تقی

ہے تہ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے
سو بھی اک عمر مین ہوا معلوم

علم سب کو ہے یہ کہ سب تو ہے
پھر ہے اللہ کیسا نا معلوم

گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لیکن
ہمکو تیری نہین ہے جا معلوم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود رو گرم

مہر وش بلبلے تیرے حسن جہانتاب کی تاب
رخ سے گرم آئینہ ہو آئینہ سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بسکہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سحر مجروح کو ٹکرا کے گیا اور وہ مین
جو نکلا اوسوقت کہ جب منہ پہ بہا لو ہو گرم

دست خورشید کی رعشہ سے سپر جاوے چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب وہ ہو ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانے کا ہے سارا سامان
ہینی شعلہ ہے ترا رنگ بھبوکا رو گرم

کون سا سوختہ جان صبح سی ہے گرم فغان
کہ ہوا آئی ہے کوچے سے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا گل کی حموض بارد
ذوق ہوتا ہے وہ کیون ہو کی ترش ابرو گرم

غزل شاہ نصیر

کب دل ہی پھپھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

تو وہ چمن آرا ہے کہ ہر دستۂ نرگس
دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھون کے ہین قربان
تودے کی طرح مجکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتین
اب مین ہمہ گوش ہون یا ہمہ تن چشم

کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم رہائی
حلقون سے بنا دام ہے تیرا ہمہ تن چشم

اے رشک قمر شب کو کہان نکلین ہین تارے
نظارے کو تیرے ہے فلک کیا ہمہ تن چشم

وہ می ہے گر جام بلوری مین ہو ساقی
بن جاے حبابون سے یہ دریا ہمہ تن چشم

آنکھون کے تصور مین نصیر اوسکی شب و روز
دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل ناسخ

ساتھ لائے ہین ازل سے دیدہ کا آزار ہم
گلشن عالم مین کیا ہین نرگس بیمار ہم

جانہ کوہی یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم

بہ گئے ہین واعظا گرداب دور جام مین
زیست بھر ہونگے نہ اس دریا سے ہی پار ہم

غزل مومن خان

عانی تھی دلمین اب نہ ملینگے کسی سے ہم ۔ پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار گی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسیکو کسی سے ہم ۔ منہ دیکھہ دیکھہ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

مجھسے نہ بولو تم اسی کیا کہتے ہین بھلا ۔ انصاف کیجی پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

بیزار جان سی جو نہ ہوتے تو مانگتے ۔ شاید شکایتون پہ تری مدعی سے ہم

اس کوہ مین مرینگے مدد ای ہجوم عشق ۔ آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم

صاحب نے کس غلام کو آزاد کردیا ۔ لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بی روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل ۔ کہتی تھے اونکو برق تبسم ہنسی سے ہم

ان ناتوانیونپہ بھی تھے خار راہ غیر ۔ کیونکر نکالے جاتے نہ اوسکی گلی سے ہم

کیا گل کھلیگا دیکھیے ہی فصل گل تو دور ۔ اور سوے دشت بھاگتے ہین کچھہ ابھی سے ہم

ہی چھیڑ اختلاط بھی غیرونکے سامنے ۔ ہنسنے کی بدلے روئین نہ کیون گدگدی سے ہم

وحشت ہی عشق پردہ نشین مین دم بکا ۔ منہ ڈہانکتے ہین پردۂ چشم پری سے ہم

کیا دلکو لیگیا کوئی بیگانہ آشنا ۔ کیون اپنے جی کو لگتے ہین کچھہ اجنبی سے ہم

لے نام آرزو کا تو دل کو نکال دین ۔ مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

غزل ابراہیم ذوق

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم ۔ برسون یان چشم سے ٹپکا ہی مری لوہو گرم

بل بے ای آتش غم دل کو کرے یہ تو گرم ۔ کہ زمین پشت سمک تک ہو ترے پہلو گرم

لطف بوسہ نرہا ہم پہ ہوا جب سے تو گرم ۔ شربت قند دیا کرکے بر آتش جو گرم

تن رہا یون ہین غم ہجر سے گر گرم مرا ۔ سیخ آہن کی طرح ہو نگے بدن پر مو گرم

بشتر جل کے نہ کیون کشتۂ فولاد ہو خاک ۔ نکلے ہے آتش سیوا سے مرے لوہو گرم

کٹ سکا جید محبت سی نہ قاتل کا گلا ۔ اس سے پتھر پہ اسے رگڑا کہ ہو جا تو گرم

لگ گئی کسکی نظر جو ہو گیا یون مضمحل	تھا بھلا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل
مین نہ کہتا تھا بتونسے اے دل کمتر نہ مل	پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل شہید

اے گل اندام چمن مین تو نہ مل بر سر گل	ڈھیر ہوتے ہین ابھی ٹوٹ کے گل بر سر گل
کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات نثار	ادھر اودھر سے یہ آرہتی ہے ڈھل بر سر گل
کان تو بھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل	ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہے قل بر سر گل
عرق اوس چہرۂ گلرنگ پہ یون لہرایا	جیسے شبنم رہے بیتابی سے ڈھل بر سر گل
ہو رہے آمد گلشن کی تمنا مین شہید	عندلیبون کو پڑھا چاہیے قل بر سر گل

غزل سودا

اس چمن کی سیر مین آیا رہو ین پل کی پل	کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کی گل
یہ نہ وہ دریا کہ جسمین گذرئیے پل باندھکر	موج چشم عاشقان دے توڑ پل مین پل کی پل
قتل کا کسکے کیا ہے آج ان آنکھون نے عزم	کھینچکر تیغہ رہی ہین ابرو اوس قاتل کی تل
عہد مین تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق	صبح رہین ہین شرق سے تا غرب تک شاغل کی غل
حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی	کھول دے مشکل کشا عقدے مری مشکل کی کل

غزل علیم اللہ

پیتم کے دیکھنے کے تماشا کو جائین چل	اپنے پیا کے عشق سے آپ ہی رجھائین چل
دونون جہان مین جسکی تجلی سے تا مدار	وہ آفتاب حسن نظر مین بچھائین چل
جلسہ کیا ہے یار نے محل چلے ہین آج	خلوت مین اب خفی کے پیا کو بلائین چل
پروا نہین پیا کو کسی کے وصال سے	فن سے اسی کے اسکو اسیمین رجھائین چل
دم کا سرود کر کے ارادے کا تار باندھو	سر سد الکا صور بنا کر سنائین چل
ناسوت سے گذر کے تفرج سے بالعلیم	لاہوت کے مکانین سدا غل مچائین چل

لوون کے تلے رکھہ کے ملی یار نے سمجھا — سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول
بیفائدہ قمری کا ہے یہ دردسر عشق — پھل ہی نہین رکھتا ہے نہ کچھہ سرو چمن پھول
قرآن کی عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین — آتش سے سخنگو کہ ہین یہ اہل سخن پھول

غزل انشا

فروغ می سی ہووے کیونکر ایاغ روشن مراد حاصل — مثل یہ مشہور ہے جہان مین چراغ روشن مراد حاصل
ہماری یاد مین آبلہ ہین لسان گوہر کچھہ ایسے رخشان — کہ جسکے پرتو سے عکس کے ہی سراغ روشن مراد حاصل
چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دل جلونکی مت رکھہ — یہان یہ لازم ہے تجکو رکھنا کہ داغ روشن مراد حاصل
خوشی سے گت کیون بھرے نہ صوفی کہ دیکھتا ہے لکھہ ہو اللہ — بجے ہے ڈہولک ادھر اودھر ہی اوجاغ روشن مراد حاصل
نشہ ہے انشا کو آج ایسا طلوع ہی جسکے کہ ساقیا ہے — سرور بیحد مزاج خاطر دماغ روشن مراد حاصل

غزل میر تقی

دل دل لوگ کہا کرتے ہین ہمنے جانا کیا ہے دل — چشم بصیرت وا ہووے تو عجب دیدنی جا ہے دل
اوج و موج کا آشوب اسکی گئی زمین سی تا بالفلک — صورت مین تو قطرۂ خون ہے معنی مین دریا ہے دل
جیسے صحرا کو کشادہ دامن ہم تم سنتے آئے — بند کر آنکھیں ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہے دل
کوہکن و مجنون وامق تم جس سے پوچھو بتا دیوے — عشق جنون کی شہرون مین ہر جا پہ طرف رسوا ہے دل
ہای غیوری دلکی اپنے داغ کیا ہے خود سر نے — جی ہی جسکے لیے جاتا ہے اوس سے بے پروا ہے دل
مت پوچھو کیون زیست کرو ہو مردلسی افسردہ تم — ہجر مین اوسکے ہم لوگون نے برسون تک مارا ہے دل
میر پریشان دلکی غم مین کیا کیا خاطرداری کی — خاک مین ملتے کیون نہ پھرین اب خون ہو بہ گیا ہے دل

غزل کمتر شاہ

لے گیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل — یہ گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل
مین نہ کہتا تھا پریشان ہوگا در سودای زلف — ای گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل
نقد کو دل کے سمجھہ کر قلب اس دلبر نی آج — بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل

وہی تو ہے دروار العدالت یزدان / جہان کہ لٹکے سر پر غرور کی قندیل
تمھاری تیر رہا کرتے تھے مرے دل مین / پھر اوسکو توڑ کے کیون جور جور کی قندیل
فروغ حسن سے روشن ہوا سکی لٹکا وے / وہ بے چراغ جو گھر مین بلور کی قندیل
ہوا کو دخل کہان اژدحام رحمت مین / بجھیگی کب مرے بالین گور کی قندیل
یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھیے گویا / منڈھی ہوئی ہے کسی بے شعور کی قندیل
جہان عیش کا اک آسمان مجھی کہیے / کہے ہے یہ تری بزم سرور کی قندیل
ہمارا گھر ہے بہت تنگ پھر آسائش / ہمین جو بھیجی تو چشم مور کی قندیل
ستارا سا جو چمکتا ہے اونکے کوٹھے پر / اونھین نے رات کو روشن ضرور کی قندیل
ہزار تیر نگہ چلتے ہین جو اک پل مین / نہان ہے چشم مین کیا رشک حور کی قندیل
ہمارے آئینۂ دل کو پاس سے دیکھو / دکھائی دیوی ہے چھوٹی سی دور کی قندیل
بچاؤ کچھ تو ہے پروانے کا لگائے ہوئے / قدیم سے ہے کسی باشعور کی قندیل
سبو ہی نظر آئی جو نشہ مین عارف / تو سمجھے ہم کہ یہ ہے بزم سور کی قندیل

غزل آتش

کانون نین تری دیکھکے سوبنے کے کرن پھول / اے سرو روان بھول گئے مرغ چمن پھول
پیدا کرے سو رنگ کے گو خاک چمن پھول / ممکن نہین رخ سے تری ای غنچہ دہن پھول
ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ / پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق من پھول
دم سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا / جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول
زلفون کی لٹک دیکھکے سودائی ہو سنبل / نازک بدنی پر ترے کھائے نہ سمن پھول
سنتے ہین جو شہرت تری ناوک فگنی کی / ہوتی ہی خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول
دکھلائی گی کیا شام غریبان کے شگوفے / ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول
عشرت کدہ عاشق و معشوق نہین باغ / دولہ ہی بلبل نہ تو یک شب نہ دولہن پھول

زیست عاشق کی بنا ہووے کسطرح بھلا
ڈارہی ڈالے ہے مستی کی پھبن + خون کرتا ہے ادھر ہان الگ
دیکھئے کس کسکو یہ دل ماجرا ہے مشکل
سشیدا مانگے ترے بالون کی پھبن بکھری ہے زلف پریشان الگ +

ردیف لام

غزل ذوق

ازل سے یون دل عاشق ہے نور کی قندیل | کہ جیسے عرش خداے غفور کی قندیل
سمجھ وہ دربناگوش نور کی قندیل | خجل ہے اختر صبح نشور کی قندیل
ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے | کسیکی تاب کمال ظہور کی قندیل
جہان ہو خانۂ عشرت جسے ہو اسکا فروغ | کہ لٹکے اوس پہ سریر غرور کی قندیل
رہی ہے جون قمر منخسف سدا بے نور | سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل
پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن | حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل
عیان ہے یون مرا روز سیہ مین اختر دل | کہ جیسے شب کو نظر آوے دور کی قندیل
سوای دل کی ہو تاریخ باغ خلد سے بھی | کبھی پسند نہ اوس رشک حور کی قندیل
اوڑی جو آہ کے ہمراہ نکل کے پارۂ دل | ہوئی ہوا مین بصورت طیور کی قندیل
وہ تیز ہین یہ ترے نالۂ قیامت زا | کہ انکے رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل
نسیم کرتی ہے روضہ مین تفتہ جانون کی | نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل
سمجھتا قدر ہے ناقص کب اس غزل کی ذوق | یہ روشن آپ نے کیون پیش کور کی قندیل

غزل عارف

فلک جو دیکھے مرے رشک حور کی قندیل | نہ آفتاب کو پھر سمجھے نور کی قندیل
حباب بحر مین گر عکس رخ پڑے تیرا | اثر ہے اوسکے وہ ہو جاے نور کی قندیل
سوا نہ حد سے کہین شعلہ زن ہو آتش غم | بھڑک اوٹھیگی دل ناصبور کی قندیل

جھونک دی عشق نے جب اس دل بیتاب مین آگ
غل پڑا کہ پڑی معدن سیماب مین آگ

جب سے وہ شعلہ بتا آنکھون مین پھرتا ہی مرے
چونک چونک اوٹھون ہون مین دیکھ کے جو خواب مین آگ

جی یہ چاہی ہے ابھی شیشہ صہبا کو اونڈیل
شمع سی دیکھی بس چادر مہتاب مین آگ

تجھہ بن ای ماہ شب چاردہم برلب جو
پڑ رہی ہے وے اس دیدہ پر آب مین آگ

یاد مسجد مین جو آیا خم ابرو تیرا
لگی اللہ کے دم گرم سے محراب مین آگ

غزل سودا

دل مسخر کر نہین سکتے یہ تیغ و تیر و خدنگ
ملک تو کچھہ یہ نہین جسکو کرے تسخیر جنگ

یہ مگر مہر و محبت سی جو ہاتھہ آوے تو آئے
اسکے ہاتھہ آنے کی ای پیارے نہین تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار
ہووی ہے فیصل کہ جب پہونچے نہ تا شمشیر جنگ

سامنے چہرے کے تیرے مہر و مہ کا ہی یہ حال
رنگ رو نامرد کا کرتی ہی جون تغییر جنگ

کب سپاہی کام مین آقا کے دے ہی اپنا جی
سبکو کہہ سے کرتا ہی ہوکر زندگی سی سیر جنگ

یہ نہین ممکن کہ وہ وحشی کسی کا ہووی رام
کرتے ہین اسیر عبث باہم جوان و پیر جنگ

روبرو آیا جو تھا سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکے اسکے قلم با خامۂ تقدیر جنگ

غزل شیدا

جی نکل جاوی گا سن او گلبدن
جو ہوا ہمسے تو یک آن الگ ++
عاشق زار کا طور
اندنون ہے کچھہ اور

مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن
چاک دامن ہے گریبان الگ ++
می کشی کا جو مزا
ہے یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن +
ہووین خلوت مین مری جان الگ +
خوبرویون کی دلا
میٹھی بات تو نہ بچا

دل کو لے لیتے ہین کر سیکڑون فن +
ان سے رہنا تو کہا مان الگ +

غافل ہین ایسے سوتے ہین سارے یہانکے لوگ
حالانکہ رفتنی ہین سب اس کاروانکے لوگ

مجنون وکوہکن نہ تلف عشق مین ہوئے
مرنے یہ جی ہی دیتے ہین اس خاندانکے لوگ

کیونکر کہین کہ شہر وفا مین جنون نہین
اس خصم جان کی ساری دوانے ہین یان کی لوگ

رونق تھی دل مین جب نہین بستی تھی دلبران
اب کیا رہا ہے اوٹھہ گئی سب اس جہانکی لوگ

توہم ہین اور آپ مین مت دے کسیکو دخل
ہوتی ہین فتنہ سازہی درمیان کی لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بہت ولے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جان کی لوگ

ہم کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کچھہ اس بدگمان کی لوگ

بُت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستان کی لوگ

فردوس کو بھی آنکھہ سے پھر دیکھتے نہین
کس درجہ سیر چشم ہین کونے بتان کی لوگ

کیا سہل جی سے ہاتھہ اوٹھا بیٹھتے ہین ہای
یہ عشق پیشگان ہین الٰہی کہان کی لوگ

منہ تکتی ہی رہے ہین سدا مجلسون کے بیچ
گویا کہ میر محو ہین میری زبان کی لوگ

غزل آتش

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روے رنگین کے
لالۂ و گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلف یارکا دہیان
کچھہ نہ کچھہ لاوے گا یہ سودا رنگ

تم جو خمخانے مین نہین آئے
مے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ

زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

مست تیرے نہ لین جو ڈھونڈھ رکھی دے
مے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھہ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیرے اے آتش
کیسے کیسے کیے ہین پیدا رنگ

غزل انشاالله خان

سوزش فرقت مین جان ناتوان گردش مین آ
لب و ٹھا سکتی ہی داغ دل کی جو ا لیکی جھونک

شوق مین اوس شعلہ رو کی خانمان اندرون
پھونک ہی ڈالی ہی اپنی آتشین نا لیکی جھونک

مت لگا جامہ مین ای رشک قمر سنجاف زر
بس قیامت ہی تری د امن کی ہی ہا لیکی جھونک

بجتی ہین ساز محبت بزم مین اوس شوخ کے
آگیا ہی غش مین عالم سنکی جو تالے کی جھونک

پڑ گیا ناسور شاید کہ دلمین عشق کا
روز و شب جاری ہی جو یک خون کی پرنا لیکی جھونک

آہین بھر بھر سوز غم سے اف کلیجہ جل گیا
پر نہ سمجھا مین کہ کیا ہی دل کی تبخالی کی جھونک

مر ہی جاتا ہون جو یاد آتی ہی روز ہجر مین
وصل کی شب کی جو اپنی مست و متوالیکی جھونک

نازکی اتنی کہ جھک جاتی ہی گردن ناز سے
جسگھڑی پڑتی ہے اسکی کان کی بالیکی جھونک

ہار پھولون کی سلیمی جسکو لاتی ہے صبا
وہ او ٹھا سکتے نہین یک غنچہ لالیکی جھونک

غزل ناسخ

ایسی تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ
جب نالہ کیا عالم امکان مین لگی آگ

یہ سوزش غم ہی بس مردن بھی کہ مین نے
جب سانس بھری روضۂ رضوان مین لگی آگ

ساتھہ اشک کی آنے لگے لخت دل سوزان
دیکھو کی کہ خمخانۂ مژگان مین لگی آگ

ہی صبح شب وصل ہوئے گرم فغان ہم
سمجھو نہ شفق گنبد گردان مین لگی آگ

یہ آتش رنگ لب جانان نے جلایا
اخگر ہوئے یاقوت بدخشان مین لگی آگ

پہلو کی جلین ہڈیان نالان جو ہوا دل
یہ شیر کی نالو نسی نیستان مین لگی آگ

تیری لب جان بخش ہوئی پان سی جب سرخ
عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

آیا ہی نظر ہجر مین جب رنگ گلون کا
سمجھا ہون یہی صحن گلستان مین لگی آگ

دریا مین لگا دھونے جو تو دست حنائی
مشعل کی طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ

بدنام ہوئی آہ شرربار ہماری
ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

غزل میر تقی

والشفیع آپ ہوا وگیارہ امام آٹھویں ہشت
جسپر اشفاق کرین مندیہ اوہ ہیں بیسون ایک

سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ
رکھتے ہین اسکے اطاعت کا ہنر بیسون ایک

پنجتن چودہ ہوئے معصوم تن اثنا دالمہ
رکھین الطاف کی سب تجھپہ نظر بیسون ایک

غزل سودا

شمع اوس عارض کی سب کہتے ہوئے پہونچی نور تک
نسبت جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجھکو نہ دون
آئینہ گھر مین تری رہنے نہ دون مقدور تک

آنکر اس میکدے کے بیچ جز چشم پر آب
قسمت اپنی ہم نہ پائی ساغر معمور تک

رہیو مت غافل نگاہ حسرت آزادگی سی
پہونچے وقت جان کنی گر اپنے تو رنجور تک

کون سی عارف کو یان دعوی انا الحق کا نہین
یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

ہجو ہے اوس زلف کی تشبیہ دینا مشک سے
شاعرو یہ بات پہونچے گی دراز و دور تک

یہ غزل سودا کہی ہے تو نے اس انداز سے
ہند سے پہونچے گی ہاتھون ہاتھ نیشاپور تک

غزل سوز

مجھکو تہمت مت لگا پھر خدا را تو اے فلک
ہاتھ بھی پہونچا نہین ابتک مرا دامن تلک

ہان مگر تقصیر یہ کی ہے کہ اکشب باغ مین
رخنۂ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک

اس گنہ پر جو تری دل مین ہو سو تو کر سلوک
لیگیا تھا اس شرابی کی لیے مین دل گزک

اور بھی اک یاد آئی ہے کہ مین جھوٹا نہین
جون گیا مین پاس اوسکے اوٹھ گیا دامن جھٹک

دیکھکر مجھکو نہایت طیش سے بولا کہ وہ
اپنی رتبہ سے نہ رکھ تو پاؤن آگی چل سرک

رہگیا اپنا سا مونہہ لیکر قدم پیچھے پھرا
ہر قدم پر ماری خجلت کی مین رہتا تھا بھجک

اس گنہ پر جو تری دل مین ہوا ی چرخ کہن
اپنی اس دل سوز کو تو ہاتھ مین رکھیو بانک

غزل سلیمی

ایک تو آفت تھی اوس مژگان کی ہر بھالے کی جھونک
تس پہ قیامت اور ہوئی سرمہ کی دنبالے کی جھونک

یہی دعا ہے خدا سے رہوں بیابان مین
نہ میرے غم سے ہو پیراہن عزیزان چاک

جو زیست چاہے کرے مال سے تہی پہلو
صدف کے سینے کو کرتے ہین دیکھ یاران چاک

نہین ہے جادہ مین وحشی سپینا جو زندانمین
مرے فراق مین ہے سینۂ بیابان چاک

کیا کلال قضا نے خمیرہ خاک تبان
یہ مہر و ماہ پیالے ہین چرخ گردان چاک

غزل میر تقی

عزت اپنی اب نہین ہے یار کو منظور تک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہے کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر مین کہتے رہینگے لوگ دیر
اس فسانے کے تئین ہونے تو دو مشہور تک

پشت پا مارے ہین شاہی پر گدائی کو ہی عشق
دیکھو تو یان کا خدا کے واسطے دستور تک

چاہیئے گا مجھسے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار
عشق کرنیکو کسی کے چاہیئے مقدور تک

حق تو سب کچھ تھا ہے ناحق جان دی اک کس واسطے
حوصلہ ہو بات کرتا کاشکے منصور تک

سنکر حسن تبان کیونکر ہو وے شیخ شہر
حق ہے اسکے اور وہ آنکھو نسے ہے معذور تک

پھر کہین کیا دل لگایا میر جو ہے آرزو
منہ یہ آیا تھا ترے دو چار دنسے نور تک

غزل انشا

گر ہون افلاک و عقول اور نظر بیسون ایک
مدرکات اور معقولات عشر بیسون ایک

رعد و برق و شفق و ژالہ اور اوسکے پل در
چار سمت اور قلق شام و سحر بیسون ایک

اسطقسات و موالید و جواہر خمسہ
ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک

سبعہ سیارہ ارکین جہات و ابعاد
ہو وین گو مل سکے یہ جون شیر و شکر بیسون ایک

دیو و دد عالم اور سب اجلال و ذکا و دانش
فی المثل ہو وین باہم یہ بھی اگر بیسون ایک

جتنے ہین اذن یہ نوامر ہد و پنج حواس
کب ہون یا لبتہ نعم و ہم نہ بشر بیسون ایک

حامل وحی خضر چاک کسب بارھون راس
مدح مین انکے مین با شمس و قمر بیسون ایک

شق پیچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق
جس پہ غش ہم ہین اجی وہ بھی ہے ہمسر عاشق

مجھے رد کیا جو کسی نے تو وہ بولے اے واہ
ایک پیا ہے وہ لاکھون کے برابر عاشق

ری تصویر کے بدلے مجھے دیتا ہے تمام
شیخ سعدی کی گلستان مصور عاشق

یف دروازے کی کنڈی نہ کھلی اور تیرا
مر گیا رات کو چوکھٹ سے پٹک سر عاشق

یکھہ تو عشق کے دھڑکے کو شب وصل مین آج
گرچہ ہے پاس ترے تو بھی ہے ششدر عاشق

انسو بھر لائے جو ہم آنکھون مین تو کہنے لگے
آپ اس شکل پہ ہین میرے مقرر عاشق

دیکھکر اونکی طرف شیخ رہا تو بولے
خوبی قسمت کی ہوا مجھپہ مچھندر عاشق

سنگ و خاک در معشوق حقیقی کے سوا
خوگرفتہ نہین بابالش و بستر عاشق

بادشاہت ہے اگر عہدۂ دربانی مین
ہووے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق

ادب آموز ہو مانند ارسطاطالیس
تا جبلت پہ ترے ہووے سکندر عاشق

سیکھہ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے
قلزم علم کے ہون پختہ شناور عاشق

فارسی پر ترے آوے شہ ایران کو غش
عربی بولے تو ہو روم مین قیصر عاشق

نہ کہ صحبت ہو رذالونکی جو یون تجکو کہین
دمون کی خیر رہے دولہ بہادر عاشق

دیکھتا تجکو جو مین ناسے تو کن آنکھون سے
تک رہے تھے طرف غرفہ و منظر عاشق

شرط تھا عشق کو گر حسن تو پھر کیون ہوتے
چھوڑکر گل کو بھلا ورنہ صنوبر عاشق

کہہ بہ تبدیل قوافی غزل ایسی اور گرم
جسکے مطلع پہ ہو انشا شہ خاور عاشق

غزل ناسخ

بر رنگ گل مجھے کیا چاہیے گریبان چاک
کہ شکل غنچہ ہزارون ہین دلمین نہان چاک

تصور اوس دل صد چاک مین ہے اوس مہ کا
ہوا ہے جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہے تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہے چمن مین ترا گریبان چاک

تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو
کتان کی طرح گریبان ماہ کنعان چاک

غزل میر تقی

گر بادیہ مین مجھکو صبا لے کے جاے شوق
مجنون کو میرے اور سے کہیو دعاے شوق

وصل و جدائی سے ہے تمبرا وہ کام جان
معلوم کچھ ہوا نہ ہمین یان سواے شوق

ہر جا پر اور اوڑتی پھرے ہے ہماری خاک
سر سے گئی نہ جی ہی گئی پر ہواے شوق

دیر و حرم مین ہمکو پھراتا ہے دیر تک
پھر بھی ہمارے ساتھ ہے وہ ہر اداے شوق

افسوس ایسے کوچے سے تم آشنا نہین
کیا دردناک مین بھی کوئی ہر نواے شوق

درد اور آہ بھی جو کرے ہے دم سحر
اک مشت پر ہے مرغ گلستان ہاے شوق

کیا پوچھتے ہو شوق کہانتک ہے ہمکو میر
مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہاے شوق

غزل مومن خان

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہو گیا کہ ہی ستم گئی جان پر نہ گیا قلق

کسی سکے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ ہی رہے جو لٹا دے مجھکو ذرا قلق

برہم حالت جان سکے غرض اب تو جان پر آبنی
یہ عذاب مرگ ہی یا طپش یہ خدا کا قہر ہی یا قلق

یہ کہانکی جی کو بلا لگی مری ہای کیونکہ ہو زندگی
کوئی کیا جئے جو ہوا ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق

شب ہجر تیری وصال کی تری شوخیان جو نظر مین تھین
کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق

نہین چارہ میری بگاڑ و نہین نہین راہ ملین تو کس لیے
مجھے رو کے دیکھکے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق

غم ہجر یار کی ہاتھ سے شب و روز ہون مین عذاب مین
یہ ہمیشہ ایک نئی طپش ہے مدام ایک نیا قلق

شب وعدہ جذبۂ شوق سے ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا
کہ وہ آتے آتے جو تھم گئے تو کسی طرح کا نہ تھا قلق

کہان جان بلب ہون جو آگئی تو مری زندگی ہو تو یہ کیا
تری جینے کی مجھے کیا خوشی تری مرنے کا مجھے کیا قلق

یہ شرارے تونکی شکایتین یہ جلانا غیر کا دیکھیو
کبھی مجھسے وہ تیرے ہاتھ سے نہین مین مجھکو سوا قلق

نظر ابر پر جو کبھی پڑے تو خیال رونے کا آ بنا ہے
وہ طپش کی برق کی دیکھون تو مجھے یاد آیا نیا قلق

غزل انشا

او سنے عرض کی کہ اسے دیکھیے یہ ہے
احوال قیس پاے بزنجیر کا ورق
گنجفے کے کھیل مین غنچہ بکف نہو
رکھتا ہے یہ غلام بھی شمشیر کا ورق
وہ ہے آج دیکھے جو چاہے یہ رخ ترا
دھولا دے آب شرم سے تصویر کا ورق
خط پر نظر پڑے تو زمرد رقم کرے
سو ٹکڑے اپنے ہاتھہ کی تحریر کا ورق
لیلی نے جب مرقع عالم کی سیر کی
دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچان کر لگالیا چھاتی پہ ان نے پھر
مجنون پاے بستۂ زنجیر کا ورق
سودا نے دیکھکر ترے دیوان کو نصیر
پھاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

غزل حافظ

کوئی ہو جیو یان مجھہ سا مبتلاے فراق
گذر گئی ہے مری عمر دربلاے فراق
غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
اوٹھا چکے ہین سبھی رنج و دلغمای فراق
ملے فراق مجھے گر تو جان سے مارون
سرشک دیدہ سی بھر دون امین خونبہای فراق
فراق تیرے کو فرقت کا مبتلا یہ کرون
کہ صرف خون جگر روئین دیدہ ہای فراق
کدھر فراق کہان مین کدھر کے رنج و تعب
فلک کے ہاتھہ سے اب ٹوٹ جای پاے فراق
مین داد پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے
فراق کو کوئی ہیگا جو دے سزاے فراق
یہ بیدلی ہے کہ حافظ کے اور مرے منہ سے
برنگ مرغ سحر نکلے ہے صداے فراق

غزل سودا

رنگ سی چہرے کے رسوا ہو دی بیمار عشق
عشق کو یارو چھپا سکتا نہین انکار عشق
گاہ اشک تر گہی خون گاہ ہے لخت جگر
اسطرح جاری ہے ان آنکھونسی کاروبار عشق
کیا کرون اسنے مجھے ہے کر دیا بےخانمان
ہر یہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق
تھا سکندر طالع اس دم تک کہ دل تھا میرا
کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق
اس چمن مین طرح بلبل کے وہ نالان کون تھا
روز و شب کھٹکا کرے سینہ مین جسکی خار عشق

نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام — پھنس گئے قفس مین دیکھ کے صیاد کی طرف

غیروں کی بات پر نہ کہوں مت رکھو خیال — لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف

طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ وار — قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف

جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم — مائل ہوے ہین اوس دل ناشاد کی طرف

سامان نالہ سب ہین مہیا پر اے اثر — مین دیکھتا ہون تیری ہی امداد کی طرف

ثابت نہ ہووے خون مرا روز بازپرس — بولین گے اہل حشر بھی جلاد کی طرف

خون کر رہا ہے جوش رگ جان مین ترے — سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

غزل انشا

لکھہ مرے قتل کے محضر پہ وہ شنجرف کے حرف — تا وہ سب یاد رہین لوہو بھری حرف کے حرف

یا علی سوزن مژگان مین پڑا دلبر تو — بن گئے رشتہ تار نگہ ژرف کے حرف

نوش جان ہے جو ترے جام بلورین پہ کھدا — ایسے گویا کہ تراشیدہ ہین سب برف کے حرف

پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرداگرد — زیب دہ تیرے گلے کے ہین یہ دو طرف کے حرف

قتل یقتل قتلاً ہی پڑھے ہے قاتل — کبھی دو چار وہ سنتا ہے جو کم ظرف کے حرف

تیس حرفون مین سبھی کچھہ ہے پر انشا سچ ہے — بس یہی بیچ ان کے ہین حرف مہی حرف کے حرف

غزل نصیر

دیکھا جو سیمتن تری تصویر کا ورق — سمجھا دل اسکو نسخہ اکسیر کا ورق

مضمون سرد مہری جانان رقم کرون — گر ہاتھ آئے کاغذ کشمیر کا ورق

کیون سطر کہکشان سے مزین نہو فلک — ہے یہ کتاب کاتب تقدیر کا ورق

دیکھے وہ لب کو جسنے نہ دیکھا ہوا اے صبا — برگ گل رخ بت بے پیر کا ورق

توصیف تیرے روے مخطط کی کس سے ہو — ہے مصحف مجید کی تفسیر کا ورق

لیلے نے خط کو کھول کے قاصد سے یون کہا — ق — ہے یہ کسی کے عاشق دلگیر کا ورق

ردیف قاف

حیف اس گلشن میں عاشق ہر طرف ہیں نا قبول
دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال شک
گل سے ابلبل سے نا خوش مجھسے تو ہے بید ماغ
شاید اس دیوانیکا طفلان سے تو پاوے سراغ

غزل میر تقی

میلان دل ہے زلف سیہ فام کیطرف
جاتا ہے صید آپ سے اس دام کیطرف
دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے
کرتا ہے کون عاشق بدنام کی طرف
اس پہلوے فگار کو بستر سے کام کیا
مدت ہوئی کہ چھوٹی ہے آرام کی طرف
یک شب نظر اوٹھا کہیں تو سوے بام اب
رہتی ہے کون چشم ترے بام کی طرف
آنکھیں جنھونکی زلف رخ یار سے لگیں
وہ دیکھتے نہیں سحر و شام کی طرف
جون چشم یار بزم میں اگلا پڑے ہے آج
تک دیکھ شیخ سے کے بھرے [illegible]
خار اشگاف سینہ خراش ایک سے نہیں
لیکن نظر نہیں ہے تجھے کام کی طرف
دل پک رہے ہیں جنکی او نھیں سے مجھے ہے شوق
میلان طبع کب ہے کسو خام کی طرف
دیکھی ہے جب سے اہن بت کافر کی شکل میر
جاتا ہے جی نہیں تنک اسلام کی طرف

غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
مرتے مرتے بھی نہ کھلایا مجھے دیدار حیف
مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل
پر ترے دل مین نہ آیا حیف میرے یار حیف
لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل کا
گور مین نکلیگی یہ آواز اے عیار حیف
حسن صورت کو ہے لازم میرے پیارے حسن خلق
یہ تری صورت فلانی اور یہ اطوار حیف
شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا اب کہان
سوز کے منہ سے بھی سنتے ہین لاکھون بار حیف

غزل سودا

دیکھون ہون یون میں اوس ستم ایجاد کی طرف
جون صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف
بے مشورت نگہ کی ترے طبع روزگار
آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

کیونکر گلون کی خاطر نازک کو توڑ دون
گلشن مین عندلیب سے مین نے چھپائی داغ
مرنے کا غم نہین یہ مگر داغ ہے سب مجھے
دامن سے اسنے میری لہو کے چھوڑائے داغ
جنت کو جائینگے لیے دوزخ بغل مین ہم
ناسخ یو نہین جو بعد فنا ہے بقا سے داغ

غزل تقی

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ
تم اور ہمسے محبت نہین خلاف غلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ
غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنک غافل
تم اور یو چھو ہماری خبر دروغ دروغ
فروغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہی سحر دروغ دروغ
کسیکے کہنے سے مت بدگمان ہو میر سے تو
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

غزل انشا

اسے آتش غرق مرا بل بے سوز داغ
جھلکے ہے دلمین دور سے جون دیر کا چراغ
آنکھون مین تا کہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع
ساقی سئے مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ
بیٹھا ہے آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطی کے پاس جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ
پیدا لگاوٹ آہ کسی ساتھہ کیجیے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ
پو چھون مین کسکی کنہ حقیقت کو آج تک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہی کچھہ سراغ

غزل سودا

سرد مہری سے تیونکی مٹ گیا ہی سوز داغ
کر دیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ
وای اس بیشہ پر اے بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
خار مین کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ
مملکت ساری ہین باور کر سلیمان کو نہ تھا
گوشۂ خاطر مین اپنی ہی مجھے جو کچھہ فراغ
بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان مین جہان
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ
خوش کبھی اس بزم مین دو دل نہ دیکھے ایک جا
دم بدم مینا ہی روتا ہی تو ہنستا ہی ایاغ

پتنگے کے حق مین تو تھی یہ ہوئی
اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع

نہ اس مہ سی روشن تھی شب بزم مین
نکالا تھا اسکو چھپائی تھی شمع

وہ ہے ساتھ میرے شب تیرہ مین
کہ تاب اسکے رخ کی نہ لائی تھی شمع

پتنگ اور وہ کیون نہ باہم جلین
کہین سے مگر ٹک لگ آئی تھی شمع

فروغ اسکے چہرے کا تھا پردہ در
ہوا کیا جو تمنے بجھائی تھی شمع

تف دل سے میر اک کف خاک ہم
مری خاک پر کیون جلائی تھی شمع

غزل انشا

بوقت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع
کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع

یکایک ابر سے شیشے کے ہو گیا ساقی
وفور نور سے خورشید ذرہ تاب طلوع

جو دیکھے اشعۂ لمعات کی جھلک اسکی
شعاع شمس کی ٹک لا سکے نہ تاب طلوع

افق سے نیر طفلی کے ناگہان وہان تو
بسان نیر اعظم ہوا شباب طلوع

شب فراق کی ظلمت سے ہے بتنگ انشا
خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

غزل ناسخ

عریانی جنون مین مرے کام آئے داغ
طاؤس کی طرح ہی بدن پہ قبای داغ

سوداگران مشک کا ملتا نہین دماغ
مرہم کی ہے تلاش جو ہمکو برائے داغ

جلتا ہون سر سے پاؤن تلک مثل آفتاب
حاصل ہوا فلک سے نہ مجکو سوائے داغ

ہوتا ہے کرم خوردہ گل لالہ جسطرح
ناسور یون ہین میرے جگر مین بجای داغ

بے داغ آسمان نے دکھایا کسیکو میان
ہر ایک مہ جبین نے چیچک کے پائے داغ

شکوہ نہین ہے جو شش سودای عشق کا
مانند شمع سر سے ہمارا برآئے داغ

سودائی ہین ہم ایسے کہ ہر سال لالہ سان
ہوگا ہمارے خاک سے نشو و نمای داغ

جراح اپنے پنبہ و مرہم کو دور رکھ
بھڑکین گے اس سے اور مرے شعلہای داغ

صحرا ہے پر آفت مین ہے عشق کے یہ جولان
کیا کیجیے اس دل کو بے ڈر کا خدا حافظ

ہے ڈر یہ کہنو رہمکو فورا نہ کہین ٹوٹے
ان تیز نگاہون کے خنجر کا خدا حافظ

غزل ناسخ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھا نہ شمع
طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع

جل رہے ہین جوہر آئینہ پروانون کی طرح
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع

مجھسے نفرت غیر سے الفت شعلہ رو کو ہے تپاک
اس مگس سے آشنا پروانے سے بیگانہ شمع

بیٹھتے دیکھا نہین اسکو کسی نے ایک دم
کہتی ہے اس بزم کو ایسا مسافر خانہ شمع

گر نقاب اوٹھے وہ روے آتشین سے باغ مین
ہے یقین ہجاوے بلبل شاخ گل پروانہ شمع

ہمرہ سوزان داغ سودا پانون مین زنجیر اشک
تیری محفل مین کھڑی ہے صورت پروانہ شمع

لگن ہی اسکو بتاتے ہین کہ تجکو دیکھکر
بہر پابوسی نہ دوڑی آئی بیتابانہ شمع

منہ دکھا دیتا ہے پروانونکو گر وہ شعلہ رو
بھول جاتی ہے ابھی سب ناز معشوقانہ شمع

شاہ ملک عشق ہون لیتا ہون مرکر بھی باج
گل چڑھا جاتی ہے بلبل قبر پر پروانہ شمع

ہے بجا دشمن اگر جلتے ہین پروانونکی طرح
جسمین ہے ہر ایک رشک عارض جانانہ شمع

کچھ فقط تو ہی نہین ناسخ دل و جان نثار
بزم مین پروانے ہین سب اور صاحب خانہ شمع

غزل سودا

گو اب نہ مجھ غریب کی بالین پہ آئے شمع
دل لے کسی کا مجھ سو جلے ہے بجاے شمع

پروانہ سے کہون مین اثر عشق سے خجل
کیون منفعل تجھے نہین کرتی وفاے شمع

آتا ہے جی مین یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر
گر رہتے جون پتنگ بہم ہو کے پاے شمع

بیگانہ تیری چشم سے مجھپر تو اشک گرم
جلنے سے اسکے آپ کو آگے جلاے شمع

غزل میر تقی

لیے داغ سر پر جو آئی تھی شمع
سحر تک سب اسنے ہی کھائی تھی شمع

پاؤن لگا دابنے مین وہ تو غصہ ہو رات — کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خوب بے لحاظ
سیکھہ ادب لاکھہ بار ہمنے کہا بات مان — پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ
چھوڑ دے اب انشا کوئی آپکو کیا دخل ہے — اور بھی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

غزل سراج

عمل سے مے پرستون کو تجھکو کیا کام اے واعظ — شراب شوق کا تو نے پیا نے جام اے واعظ
لگےگا سنگ خجلت شیشۂ ناموس پہ تیرے — عبث ہم ہیگنا ہون کو نکر بدنام اے واعظ
نہین ہے امتیاز نیک و بد چشم حقیقت مین — مجھے یکسان ہوا ہے کفر او راسلام اے واعظ
نیاز بیخودی بہتر نماز خود نمائی سے — نکر ہم پختہ مغزونکو خیال خام اے واعظ
پرت مکتب کے علم مختصر مین یہ معانی ہے — نہین ہے زہد کے طومار کو انجام اے واعظ
وہ شیرین لب کی کڑوی بات امرت ہین حق تیز — تجھے معلوم کیا ہے لذت دشنام اے واعظ
سراج اس کعبۂ جان مین تصور کو کیا ہمدن — یہی ورد سحر ہے اور وظائف شام اے واعظ

غزل حاجی

سرخ جوڑا سج کے نکلا گھر سے دلبر الحفیظ — آگ رکھتا ہے یہ کس کس کے جگر پر الحفیظ
تیری یہ ٹیڑھی مژہ اور تیغ ابرو دیکھکر — اچھے اچھے بول اٹھتے ہین بہادر الحفیظ
اوسکے کوچے کی تو کراے دل سکونت اختیار — ساکن کوئے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ
دیکھیے ہوتا ہے کیا رہتی ہے یا جاتی ہے جان — ان دنون بگڑے ہین ہمسے کینہ پرور الحفیظ
حاجی اس ناآشنا سے دیکھیے کیسی بنے — آج کہتے ہین پکارینگے پیمبر الحفیظ

غزل کنور

جاتا ہے مرے بر سے دلبر کا خدا حافظ — دل لبسکہ مشوش ہے مضطر ہے خدا حافظ
کوچے مین ستمگر کے سر تک بھی تو ہم کھو ئے — وارفتہ طلب ہو نا اب ہے سر کا خدا حافظ
یک عمر قفس مین ہون بے بال و پری آئی — پرواز مین عاجز ہون اب ہے پر کا خدا حافظ

بھلا اب تجھ سے کیا بازی لگاؤن
نگہبانی سے کیا ہوتا ہے یارو
اگر باور نہیں جانبازئ دل
لگا سکتے یہ باتین غیر سے گر
رضا اُسکی رضا پر رہ تو راضی

دیا مین ہار پہلے دل لگا شرط
غرض ہے خوبرو کو کچھہ بجا شرط
تماشا یہ دکھاؤن بھی بھلا شرط
کرے ہے تجھسے جا میری بلا شرط
کہ راہ عاشقی مین ہے رضا شرط

غزل سودا

رہے وہ معنی قرآن سے کہے جو تو واعظ
بتون کی حسن پرستی سے کیا خلل دین مین
ثبوت حق کی کریمی سمجھو یہ ہے لیکن
ڈرو ن ہون مین نکرین رندتیری ڈاڑھی کا
سخن ہے وہ کہ ہو شر دلون کا ہو ناوان
کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر اس سے

پھٹے دہن سکے تئین اپنے کر رفو واعظ
خدا نے دوست رکھا ہے رخ نکو واعظ
ترے تو نغی کرم پر ہے گفتگو واعظ
تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ
یہ پوچ گوئی ہے جس سے ہے تجکو خو واعظ
لب و دہن سکے تئین کر کے شست و شو واعظ

غزل میر تقی

لطف جوانی کر ساتھہ کنھو میری ذکیا ہی کیا محظوظ
روزی کر جھنی کو عیش کہو ہم تو تمھارے ہوگا کوئین
زردی منہ کی اشک کی سرخی دونون اتھ ہو رنگ بہ بین

کیونکہ جبین یاں رب حیرت ہر دو مزہ لیسے نا محظوظ
ہو نہیں ہمیشہ عشق مین اسکی رکھی ایسا خدا محظوظ
شاید میر بہت رہتے ہوا اس سے ہو کر جدا محظوظ

غزل انشا

کسکو سنا کر کہا آپ نے او بے لحاظ
گریہ کنان دیکھکر سبکو کہا شوخ نے
ہو نہ ٹھہ ہی ٹل ڈالتی ہے یہ ٹھنی ولین خیر
آج جو کچھ لیں ہے یار سے کہہ بیٹھیے

مجھسے نہ اتنے اجی ہوے رہو بے لحاظ
تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو نہ رو بے لحاظ
اسکو مجھے ایکی تم کہتے تو وہ بے لحاظ
ایک گھڑی کے لیے ہو جیسے گو سبے لحاظ

غزل میر تقی

جسکو ہوا ہے اس صنم بیوفا سے ربط
اسکو خدا ہی ہووے تو کچھ ہو خدا سے ربط

گل ہونکے برگ برگ ہووے اور ہوا ہووے
رکھتے ہین اس چمن کے جو غنچے ہوا سے ربط

زنہار پشت پا سے نہین اوٹھتی اسکی آنکھ
اس چشم شرمگین کو بہت ہے حنا سے ربط

شاید اسی کے ہاتھ مین دامن ہو یار کا
ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سے ربط

کرتی ہے آدمی کو دنی صحبت فقیر
اچھا نہین ہے میر سے بے تہ گدا سے ربط

غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہے اے جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اسے بخشے ہے
دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنھون کا ہے اسیری کے مزے سے آگاہ
ہے قفس بیچ اونہین عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اوسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہو سکے نشۂ مے سے نہ سرانجام نشاط

دیکھ ہوتی ہے تجھے قمری و بلبل شادان
تو ہے اس باغ مین ہے سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہے زیر بغل آئینہ دل سودا
مے سے ہے ہمکو نہین ہے ساقی گلفام نشاط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دل کو بتان کا اختلاط
سچ تو ہے ان بیوفایون سے کہان کا اختلاط

اب کوئی دم مین مچاوےگی خزان یان آکے لوٹ
عندلیبو چھوڑ دو تم گلستان کا اختلاط

ناکسون کی دوستی دے دین و ایمان کو اوجاڑ
پوچھ لو جا کر گلستان سے خزان کا اختلاط

خاک سے جسنے بنایا حضرت انسان کو
فیض گر چاہے تو کر اس باغبان کا اختلاط

سوز سے مت دل لگاؤ مشفقو پچھتاؤگے
کاہش جان ہے عزیزو میہمان کا اختلاط

غزل رضا

ستم ہی مجھسے تھا اسے بیوفا شرط
مرے دل کی تو کیا لایا بجا شرط

بس ہے غبار راہ لباس شہنشہی
سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض

جام مے الست سے بیخود ہون اسراج
دور شراب شیشۂ پر مل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سنے زنجیر مجھہ مجروح دیوانے کی عرض
پہونچی تھی کان تک اوس زلف کی شانے کی عرض

گرمی اہل بزم سی مت کر کہ مین ہوتا ہون داغ
شمع کی خدمت مین ہی اپنی ہی پروانے کی عرض

شیشۂ مجھہ دل سا اپنا دی اور تری آنکھون سا جام
گر کرے ساقی ہزاران سال میخانے کی عرض

فصل جاتی ہے یقین اور باغبان سی یکبار
کوئی کر دیتا نہین ہے باغ مین جانے کی عرض

ہذا تبرک غزل مولوی عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالے

جو کرے تری زلف سیہ پہ نظر ہووے ایکہی دم مین وہ بغلط
جیسے مار سیہ کا زہر اثر کرے کیون نہ وہ ہوش و قدم بغلط

نہین تجکو غرض کبھو تیر و کمان یونہین لی ہے تری نظر اور جان
تیر اتر نگہ ہی ور ابرو کمان جو کرے صف ترک و عجم بغلط

نہین ایسے نہین ہے تیر اگناہ ورا ماری کوئی دم جوین چرا
کہان اسکا قصاص نہین ہی بھلا جو ہو آپ ہی آپ عدم بغلط

دیکھو بلبل و گل کا نباہ صنم کیسے کرتے ہین ناز پہ جلوہ بہم
نہین کوئی ہی انہین سی چشم بہم جو ہو قول و قرار قسم بغلط

ذرا چشم کرم سی تو دیکھیہ ادھر تری ہجر مین تڑپون ہون آٹھ پہر
جیسے بسمل مرغ ادھر سی اودھر نکر اسپہ تو اتنا ستم بغلط

غزل انشا

کیا دخل تیرے غم مین رہے تن مین جان غلط
حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط

دو چار دن جو ہم سے ہنو سلے تو کیا ہوا
یہ چاہیئے ہمیشہ تجھے یہ گمان غلط

مین اور ترک عشق بھلا کچھہ بھی ربط ہے
اے مہربان غلط غلط اس قدر ان اغلاط

تصمیم عزم کعبہ نہو تو بھی زاہد ا
گو ہنسنے کی ہی ہو رہ کوئے بتان غلط

اے میر حاج چپ ہو خدا کا بھی نام لے
مجھسے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط

آوارہ دشت شوق مین مانند گردباد
بھٹکا پھرون ہون گرد رہ کاروان اغلاط

انشا سے اب خیال یہ افشاء راز کا
ہے وہ جو کچھہ کہ آپ کی خاطر نشان غلط

غزل انشا

زہے نسائم فیضان مبداء فیاض — نمو جس سے ہوئے سب جواہر و اعراض
مدام ناصیہ سا ہین حضور مین جس کے — سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض
بدیع فطرت و خیاط غلبۂ تنویر — ہو جسکے ہاتھہ گریبان صبح کی مقراض
حکیم حاکم و حکام دہر جس سے ہین — ہمیشہ خلق جہان کو ہزار ہا اغراض
ریاضی اور طبیعی سے ماحصل یہ ہے — الہیات سے تا فہم کو نہو اعراض
کہ تیری ذات کو مخلوق بے مواد کیا — سیاست بدنی سیکھہ جاوین تا مرتاض
شفا اب اپنے تصدق سے انکو دی مجکو — ہزار شکر کہ سب دفع ہو گئے امراض
وگرنہ دیکھہ کے انشا کی نبض ہوتا تھا — غریق بحر تحیر مسیح سا نباض

غزل سودا

چشم بینا ہو تو لیکر گل سے ہے تا خار فیض — بخشے یارونکو بہر صورت جمال یار فیض
فیض ہے وابستۂ تار عقیدت ورنہ یار — نفع نے تسبیح مین ہے اور نہ کچھہ زنار فیض
بخشے ہے یون تقویت دل کو مرے دشنام یار — جون دوائے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض
مہر سے جون مہ کو پہونچے ہے ضیا جو خوبرو — میرے سینکہ ہو تو پہونچاوے ترا رخسار فیض
جی بچے دون ہمتون سے تو غنیمت جانیو — کسکو گنج اپنے سے پہونچاوے ہے یار و مار فیض
کرکے صاف آئینۂ دل اسمین تو دیکھہ آپ کو — بخشے گا اے یار تیرا ہی تجھے دیدار فیض
تونے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی — بڑھ گے اک عالم او شہا تا ہی تری اشعار فیض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن مجھے اس گل سے کیا غرض — کاکل مین اسکے بند ہون سنبل سے کیا غرض
خونی دلونکے قتل کو سیدھی نگاہ بس — اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض
رسوائی جہان ہے مجھے شکر کچھہ نہین — دیوانۂ جنون کو تامل سے کیا غرض

ممکن نہین ہے یہ کہ بھرے کاسۂ طمع
دل مین کرو رگھر جو بھر آوے گدای حرص

انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے
ذلت کسیکو کوئی نہ دیوے سوائے حرص

نادان تلاش طرۂ زر سے تو باز آ
جون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹاے حرص

اپنے سوا کسیکو نہ پایا حریص مین
کی قطع روزگار نے مجھپر قبا ہے حرص

سودا بسر ہو خوبی سے اوقات اسطرح
پر درمیان نہووے بشر ملکیہ پاے حرص

غزل میر تقی

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص
دین و مذہب مرا ہے پیار اخلاص

اب کہان وہ مودت قلبی
ہووے ظاہر مین یون ہزار اخلاص

صورت اخلاص کی پڑھی ہر سون
میر رکھتا نہین ہے یار اخلاص

غزل رنگ

مرشد حق نے کیا خاص الخاص
تمسے رکھتا ہے دل مرا اخلاص

غیر کی بو مرے دماغ نہیں
الفت دل عجب ہے خاص الخاص

حال تقلید طالب دنیا
جسطرح سے بنا ہوا رقاص

آپ اتا فتحنا ہووے پناہ
مصحف رو ہے سورۂ اخلاص

بحر معنی مین غرق ہوگا رنگ
ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل کنور

مین نپٹ دل سے ہون ترا مخلص
جذب باطن سے باصفا مخلص

دل کو فرقت مین کیا ہے بیتابی
عرض تجھسے کرے وہ کیا مخلص

منتظر تیری دید کے ہین سب
برقع منہ سے کہین اوٹھا مخلص

بے سبب رہتے ہو خفا ہمسے
آپ کا مین ہون بے ریا مخلص

شکر حق اب کنور وہ بر آیا
جس دعا مین ہمیشہ تھا مخلص

صنم کے حسن کی خورشید کی خجالت سے
ہوا ہے چاند نقاب سحاب مین روپوش

نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف
جفا کے زخم سے کرتا ہی دل فغان و خروش

نہووے صور قیامت کے شور سے بیدار
جو کوئی خیال مین اس چشم کے ہوا مے نوش

ترے دو ابرو ہمسر کو دیکھ حیران ہو
سنا نہین ہون کہین دو ہلال دوش بدوش

فسردہ دل ہون زمانے کی سرد مہری سے
عجب نہین ہے اگر مثل شمع ہون خاموش

کمند عقل سے آزاد ہے مثال ہمراج
جو اسکی زلف کی زنار کا ہے حلقہ بگوش

غزل ناسخ

اس قدر زیر فلک اے سرو گل اندام رقص
کر رہا ہے تو لیے گردون کو بھی آرام رقص

سیکڑون مردے نکل پڑتے ہین ہر ٹھوکر کے ساتھ
فتنۂ محشر وہ ہے جسکا رکھا ہے نام رقص

مرغ خوش الحان اس چمن کا ہون کہ جسکے صحن مین
آسمان طاؤس سا کرتا ہی صبح و شام رقص

لگتی ہین مینائے گردون کو ہزارون ٹھوکرین
کرتے ہین ہستی مین جب رندان مے آشام رقص

مچگیا بھونچال تیرے رقص سے محفل مین رات
سب لگے کرنے در و دیوار سقف و بام رقص

ہوگیا پیری مین عیش اپنا جوانی سے دو چند
ہاتھ مین رعشہ سے کرتا ہی جو مے کا جام رقص

حال مین صوفی اگر ناچے ہے خامی کی دلیل
کرتے ہین گلخن پہ جیسے دانہائے خام رقص

دور دامن ہوگیا ہے مجھکو مثل آسیا
پیستا ہے دلکو تیرا اے بت گلفام رقص

گر عوض ناقوس کے جاکر مین اک نالہ کرون
بتکدے مین ہر طرف کرتے پھرین اصنام رقص

تو ہے وہ صیاد اور ظالم کہ تجھکو دیکھکر
کرتے ہین بدلے تڑپنے کے اسیر دام رقص

جی اوٹھے مردے ہزارون سنگ گھنگرو کی صدا
واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

ناچنے گانے کا کیا رتبہ ہے اسکے سامنے
ہر سخن اسکا ہی ناسخ عناصر کا م رقص

غزل سودا

آرام پھر کہان ہے جو ہو دل مین جائے حرص
آسودہ زیر چرخ نہین آشنائے حرص

کسکی صحبت مین تو ہوا اوباش — آفرین میرے من چلے شاباش
مین اگر جانتا کہ بانکا ہے — دل نہ دیتا تجھے مین پہلے کاش
کوئی منصف نہین کہون کس سے — کیونکہ گذریگی اس سے میری معاش
ناخن پا نظر پڑا تھا کہین — ابتلک میرے دلمین ہے وہ خراش
جسکو دیکھا سو ہے وہ رشک پری — سوز تو دیکھ صنعت نقاش

غزل انشا

کیون ساقیا نہ لعل ہوا اپنا یہ رنگ فرش — شیشے شراب سرخ کے ہین جا بجا سنگ فرش
جون آئینہ ہے اسکے جہان چاندنی تجھے — وان عرشیون کے بالونکا ہے سایہ لنگ فرش
تمنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا — تم جانتے ہو مجکو کہ مین ہون پلنگ فرش
شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ڈگ دھرے — پھبتی کہی سبھون نے کہ آیا کلنگ فرش
تک فربہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد — دریا کے بھی نہنگ سے ہے یہ نہنگ فرش
جو مجھ مین اور اُن مین دھماچوکڑی مچی — فراش بولے زور ہوئی یہ تو جنگ فرش
دھبا پڑا جو پانون سے مسند یہ بولی آپ — کیا سخت بے لحاظ ہے ہے یہ ننگ فرش

غزل یقین

راتدن خوبانکو ہے دلہاے مفتون کا تلاش — روز و شب لیلا کو تھا در پیش مجنون کا تلاش
اشک رنگین سے گلی کو تو نے مشہد کر دیا — مر گئے ہین دیکھکر اس چشم پرخون کا تلاش
جسطرح جیسے ڈھونڈتے ہین لوگ خاطر ہائے شاد — اسطرح رہتا ہے مجکو جان محزون کا تلاش
جیسے میرے لگ رہی ہے سیانورونکی جستجو — جسطرح ہوتا ہے افیونی کو افیون کا تلاش
شاعری ہے لفظ و معنی سحر ہے لیکن یقین — کون سمجھے یہان تو ہے الہام مضمون کا تلاش

غزل سراج

کیا شراب محبت نے دل کے خم مین جوش — عجب نہین جو قیامت تلک رہون مدہوش

کیا حال ہوگی زہر بھری روزگار کی
سب اس گزندگی ہو سیہ مار کی روش

وہ وقت خیز گرم تو مدت سے ہو چکے
رہتے ہین اب گرے پڑے بیمار کی روش

جاتے ہین رنگ و بوے گل و آب جو چلے
آئی نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہے سرو گلستان پہ دل مرا
کچھ آگئی ہے اسمین قد یار کی روش

زندان مین جہان کے بہت ہین خراب حال
کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکھیرے عشق مین پھرتے نہین ہین ہم
اظہار بھی کرین تو ہین اظہار کی روش

غزل شاہ ظفر

ساقی ند کھا بزم مین تو جام کی گردش
یاد آتی ہے چشم بت خود کام کی گردش

پھرتی ہے مری خاک بگولے مین ہمیشہ
اتبک بھی مرے ساتھ ہو ایام کی گردش

اک شب نہ مرے پاس وہ آیا مہ تابان
گردون نے نہ کی ایک مرے کام کی گردش

آنکھون کے تصور مین تری صاف ہو لکھا
خامہ نے نکی جب دم ارقام کی گردش

مے بھرتے ہی ساقی کے ظفر ٹوٹ گیا جام
قسمت ہی مین تھی رندی آشام کی گردش

غزل سودا

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو نہین وہ دیر کی وسعت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ مرے دلسے مرا مصرعہ جانکاہ
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش

دلسے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنہ دیوار فراموش

یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھرون ہون یکو اک عمر سے لیکن
تجکو نہ کیا دلسے مین زنہار فراموش

دل درد سے کسطرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

غزل سوز

نکالا آسمان نے جسگھڑی کوچہ سے جانان کے
ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس

مریض عشق کی اپنی خبر لے جلد اے ظالم
ہوئی ہین وہ بہ اس سے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ اکدن خضر نے بھی آکے میری رہنمائی کی
بھٹکتا ہی رہا مین صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہے حال سے اپنے نہین واقف ہے وہ ابتک
شہیدی جسکی خاطر سے ہوئی بدنام سو سو کوس

غزل حاجی

تم خفا ہو تجسے تو مین بھی علے ہذا القیاس
آپ کی خو ہے وہی میری علے ہذا القیاس

تم جو کہتے ہو کہ تجسے کچھہ غرض مجسکو نہین
ہمکو کب پروا ہے اب تیری علے ہذا القیاس

کون تو میرا مین تیرا کون جو تم کہتے ہو
کچھہ مرے دلمین بھی اب سوجھی علے ہذا القیاس

کوئی امید وفا پر مت لگاؤ اوس سے دل
ہوگئی اک مجسے نادانی علے ہذا القیاس

بیٹھتے ہین جسطرح نزدیک تیرے آکے غیر
ہوگا میرے پاس بھی کوئی علے ہذا القیاس

کیجیے بدنام مجکو خوب لیکن میرے ساتھ
ہوگی صاحب کی بھی رسوائی علے ہذا القیاس

پوچھتے کیا ہو کہ اس حاجی نے دلکو جسطرح
کھو دیا تھا جان بھی کھوئی علے ہذا القیاس

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

جو کہ سینے مین ہے داغ دل سوزانکی طپش
وہ نہو حشر کے دن مہر درخشان کی طپش

خاک پر میرے خس و خار نہ کیونکر جلجائین
اب تلک دلمین ہے سوز غم پنہان کی طپش

ہے ہنے گو آنکھونسے رو رو کے بہائے دریا
نہ بجھی پر نہ بجھی ہان غم جانان کی طپش

نبض پر رکھتے ہی انگشت پھپھولا پڑجاے
اے طبیبو وہ بلا ہے غم ہجران کی طپش

نہین معلوم یہ کیا عشق نے بھڑکائی آگ
پھونک دیتی ہے مجھے میرے دل و جانکی طپش

لکھہ بہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر
جسکو ہو سنکے زیادہ دل یاران کی طپش

غزل میر

اسکا خیال آوے ہے عیار کی روش
کچھہ اسکی ہمنے پائی نہ رفتار کی روش

دل اگر سینے مین ہوتا تو یہ دکھہ کیون ہوتا ——— ہے بغل مین بھی مراد شمن جانی افسوس
چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ ——— یہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس
رحم آتا ہے رضا دیکھہ ترا حال مجھے ——— مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

غزل میر

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس ——— اس ملک مین ہمارے ہی چشم تر ہے بس
حرمان تو دیکھہ پھول بکھیرے تھی کل صبا ——— یک برگ گل گرا نہ جہان تھا مرا قفس
مژگان بھی بہ گئین مرے رونیسے چشم کے ——— سیلاب موج مارے تو ٹھہرے ہے کوئی خس
مجنون کا دل ہون محمل لیلی سے ہون جدا ——— تنہا پھرون ہون دشت مین جون نالۂ جرس
اے گریہ اسکے دل مین اثر خوب ہی کیا ——— روتا ہون جب مین سامنے اسکے تو دیوے ہنس
اسکی زبان کے عہد سے کیونکر نکل سکون ——— کہتا ہون ایک مین تو سناتا ہے مجکو دس
حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا ——— احوال دل بہت مجھے فرصت ہے یک نفس

غزل انشا

پھر تو کہہ بھر سکے دم سرد مرے ہونٹھہ پچوس ——— ہان وہ کسطرح چلے بید رو مرے ہونٹھہ پچوس
قہر ہے لعل سے زینت سے ترا یون کہنا ——— رنگ یاقوت ہے یان گر دمرے ہونٹھہ پچوس
رہ فضیحت نہو چلون تو مجھے چھوڑنے دے ——— دیکھہ جاگہ ہے یہ سب پر دمرے ہونٹھہ پچوس
مجکو حیران نکر چھوڑ تری دہشت سے ——— دیکھہ رخسار ہوے زرد مرے ہونٹھہ پچوس
صدقے اس نازکے انشا سے یہ کہنا چل بے ——— چوٹ لگتی ہے ہوا ور دمرے ہونٹھہ پچوس

غزل شہید

نہوگا مجسا دنیا مین کوئی ناکام سو سو کوس ——— کہ مطلب بھاگتا ہے سنکے میرا نام سو سو کوس
ہماری شکل سے ہین آپ ہی مانوس اے ہمدم ——— بلاتے تھے ہمین جو بھیجکر پیغام سو سو کوس
مبارک ہو تمھین اے ہمصفیرو سیر گلشن کی ——— ہماری راہ مین پھیلے ہوے ہین دام سو سو کوس

مفت جل جائے گا پرے بھی سرک | ارے مین آگ ہون اور تو ہے خس
جب یہ سمجھے کہ چھوڑتا ہی نہین | تب تو ٹھہری کہ دیجئے بوسے دس
گن کے دس لیلیے گیارہوان نسہی | ہمکو پیٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چھہ سات | آٹھہ نو دس ہوئے بس انشا بس

غزل مشفق

آپ نے بھیجا تھا خط جو اپنے اس احقر کے پاس | وہ ہمیشہ رہتا ہی بالائے تکیہ سر کے پاس
دور ہی سے دیکھہ کے دربان خفا ہونے لگا | ڈرتے ڈرتے ہوپنچے ہم جبدم تمھارے در کے پاس
کانو مین بندے تمھارے دیکھکر کہتی ہے خلق | کیا ہی روشن دو ستارے ہین مہ انور کے پاس
اور بھی مخمور چشم یار ہو جاتی ہے مست | میکدے مین شیشہ جب آجاتا ہی ساغر کے پاس
عقدۂ دل صاف کھلجائیگا اے مشفق مرے | حل مشکل کا ہی نسخہ خالق اکبر کے پاس

غزل سبے عمدیل متخلص بمعروف

لیچلو مجکو اوس آئینہ رخسار کے پاس | خاک ہی زندگی جو یار نہین یار کے پاس
نرگس مست کا مت رکھہ دل بیمار خیال | یعنے بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس
ذبح کرتا ہے تو کر پر ذرا اتنا کیجو | رکھیو قاتل تو مجھے اپنی ہی دیوار کے پاس
جی مین آتا ہی کہ اب بھیس بدل جوگی کا | دھونی دی بیٹھیے اب زلف دھواندھار کے پاس

اب خیال اوسکا سرفراز کرے ہے معروف
شہ قدم رنجہ کرے جا کسی نادار کے پاس

غزل رضا

تمنے کچھہ قدر مری آہ نجانی افسوس | قدردانی سے کوئی بات نمانی افسوس
داستان درد کی اپنی مین کہون کس سے اجی | کوئی سنتا ہی نہین میری کہانی افسوس

بے بال و پر اسیر ہون کنج قفس مین میر
جاتی نہین ہے سر سے چمن کے ہوا ہنوز

غزل شہیدی

تری برسی جھڑنے لگی شرر نہ تڑپ تو بلبل زار بس
جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس

ادنھین گو کہ بارہوان سال ہی ولی مجھسے یہ ہی متعال ہے
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس

کوئی کاروان جو نکل گیا سوی نجد قیس تو بول اوٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

تری غمزگیا ہون بریدہ سر رہی جنگجو مری قتل پر
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس

نکلی کسیکی فسونگری کہ وہ زلف سانپ سی جسکو گھری
گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس گئی دلکو ڈس

تجھے دیکھا جسنی ہوا پری بخدا کسو کی نظار ہی کی
نرہی ہوس نرہی ہوس نرہی ہوس نرہی ہوس

تو شہیدی ابرسیہ کہ وہ شرر تپیدہ ہون جس جگہ
وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

غزل محکم

مجھے حیف ہی ترا ای صنم کہون آہ جاکی یہ کس سی بس
نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس

یون پکارا وٹھا تر ہجور یہ شب مجھی جو پرکھکی وہ بدلقب
ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس ترا آج عسس

تری ہجر مین مجھی ای صنم یہان پوری روئی دو ماہ کم
ہوئی دو برس ہوئی دو برس ہوئی دو برس ہوئی دو برس

تپ غم کی آتی اوٹھا بھڑک بخدا صنم یہ جگر مرا
نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس

مجھے بر مین محکم کہربا مین جان کر جو لپٹ گیا
ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس

غزل انشا

پھنس گئی عندلیب ہو بیکس
وائے تنہائی اور کنج قفس

قیس لیلی سے مل گیا شاید
نہین آتی ہے آج بانگ جرس

شب جو مین اونسے راہ مین لپٹا
خوف حاکم رہا نہ بیم عسس

ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی بس
اونکی انگلی کی چڑھ گئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو
نہین اب تک کیا کسو نے مس

اپنی آنکھون کی جھڑی ابھی کم نہین برسات سے — فیض سے جسکے ہوئی ہین سیکڑون فرسنگ سبز

اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزۂ الماس تھا — کیا تعجب گر اثر سے اسکے ہو ہر سنگ سبز

عشق مین ہوئی نہین باقی کسی عنوان سے — غیرت و عار و حیا و شرم و عار و ننگ سبز

کیون نہ ہو سرسبز انشا مثل سرو سبز آج — سبزۂ نوخیز ساقی سبز تر سپرنگ سبز

غزل غالب

کب رہا ہے اب ہمین حور و بشر کا امتیاز — دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز

اوسکا کوچہ چھوڑکر کے جاوے ہی گلشن کیطرف — ہو گیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز

نازکی جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی — ہو میان کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز

ہے یہ سودای محبت ہے کہ یان بس بات کو — کچھ نہین رہتا میان نفع و ضرر کا امتیاز

جب نشست اغیار کے پہلو مین ٹھہری یار کی — تب ہمارا رہ گیا پھر وان کدھر کا امتیاز

اہل ہمت بوجھتے ہین خاک جب اکسیر کو — انکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز

آگے اپنے یار کے غالب ہمین معیوب ہین — ورنہ ہے کسکے اسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل میر

ہوتا نہین ہے باب اجابت کا وا ہنوز — بسمل پڑی ہے چرخ پہ میری دعا ہنوز

دن رات کو کھینچا ہے قیامت کا اور مین — پھرتا ہون منہ پہ خاک ملے جابجا ہنوز

خط کاڑھ لا کے تم تو منڈا ابھی چلے ولے — ہوتی نہین ہمارے تمھاری صفا ہنوز

غنچے چمن چمن کھلے اس باغ دہر مین — دل ہی مرا ہے جو نہین ہوتا ہے وا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اوٹھا — جیتا ہے وہ ستمزدہ مہجور کیا ہنوز

غنچہ ہنوز جہہ دل ہے کسی مجھسے زار کا + — کھلتا نہین جو سعی سے تیرے صبا ہنوز

توڑا تھا کسکا شیشۂ دل تو نے سنگدل — ہے دل خراش کوچے مین تیرے صدا ہنوز

چلو مین اسکے میر لہو تھا سو پی چکا — اوڑتا نہین ہے طائر رنگ حنا ہنوز

بال و پر ہونے نپائے تھے نمودار ہنوز | تب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز
ہوگئے پامال نکر ہمکو رہا اے صیاد | عشق پردار نہین تا سر دیوار ہنوز
زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام | یار و تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز
حق تعالے اسے جیتا رکھے اس دنیا مین | اس قیامت سے نہین ہے تو خبردار ہنوز
قیس و فرہاد کے ماتم مین تو مگب مین اب تک | دشت مین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز
تیری دوری سے عجب حال ہے اس سودا کا | مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل یقین

خوش نہین آتا ہے بن مجنون ہمین صحرا ہنوز | ان غزالونسے ہمارا جی نہین لگتا ہنوز
اب تلک کرتا ہے تیشہ کام مین پتھر کے دل | مانتا ہے کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز
مونکالے پر بھی مستی حسن کی اوتری نہین | بھر رہا ہے مے سے یہ معشوق کی مینا ہنوز
باوجود اسکے کہ ہے زخمونکے مارے خون مین غرق | آب خنجر کو ترستا ہے جگر میرا ہنوز
ہے یقین کا عشق مین ہر مو زبان احتیاج | اس پہ کم ہوتی نہین اوسکی یہ استغنا ہنوز

غزل اسد اللہ

نہ گل نغمہ ہون نہ پردہ ساز | مین ہون اپنی شکست کی آواز
تو اور آرائش خم کاکل | مین اور اندیشہاے دور دراز
لاف تمکین فریب سادہ دلی | ہم مین اور رازہاے سینہ گداز
ہون گرفتار الفت صیاد | ورنہ باقی ہے طاقت پرواز
وہ بھی دن ہو کہ اوس ستمگر سے | ناز کھینچون بجاے حسرت ناز
اے ترا غمزہ یک قلم انگیز | اے ترا ظلم سر بسر انداز
اسد اللہ خان تمام ہوا | اے دریغا وہ رند شاہد باز

غزل انشا

غزل رنگین

۷ کرون مین کہان تک مدارات روز
تمھین چاہیے جی وہی بات روز
مجھے گھر کے لوگون کا ڈر ہی کمال
کرون کسطرح مین ملاقات روز
مرا تیرا چرچا ہے سب شہر مین
بھلا آؤن کیونکر مین ہرات روز
کہان تک سنون کان تو اور گئے
تری سنتے سنتے حکایات روز
گئے ہین مرے گھر مین سب تجکو تاڑ
کیا کرنہ رنگین اشارات روز

ایضاً ولہ

ناس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز
یعنے تب پیر سے وہ ٹکڑے اوڑائی پشواز
بڑے ہیے ادجلی نے اک آن کے قصہ باندھا
اوس سے بندی سے جو دھانی ہو دھلائی پشواز
گرتی جالی کی مجھے بھاتی ہے ہلکی پھلکی
کیون مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز
تودہ ایک ہے اللہ رے او حرفت باز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز
بوجھ سے اوسکے کمر لچکی ہی پڑتی ہے مری
کیون مجھے گھیر کے انّا یہ نیمھائی پشواز
رشک سے منہ یہ بسنتی کے گئے پھول بسنت
مین نے رنگین یہ بسنتی جو رنگائی پشواز

غزل مشفق

کنج تنہائی مین ہے صحبت اغیار عزیز
جیسے بیمار کو پرہیز ہو ناچار عزیز
اپنی عریانی کا یون دلکو خوش آیا خلعت
جسطرح شیخ کو ہو جبہ و دستار عزیز
دل سے تا حشر اثر اوسکی نگہ کا نگیا
جان کو تھا یہ مژہ تا لب سوفار عزیز
اپنے عاشق سے تکلف نہین اتنا لازم
تجھسے تو جان بھی مجکو نہین اے یار عزیز

عشق سے مین بخدا کھاؤن قسم اے مشفق
ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

غزل سودا

غزل انشا

اے دل سمجھ کے اسکی نہ زلف دوتا کو چھیڑ
کمبخت کیا کرے ہے نہ کالی بلا کو چھیڑ

غنچون کو روند گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اسکے عقدۂ بند قبا کو چھیڑ

مین نیند مین جو اونکی رچانے لگا تو وہ
بولے کہ چل پرے ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

نالون سے میرے بجتی جو بلبل تو بولی آپ
واہ اے اُجڑ گئی نہ مرے آشنا کو چھیڑ

اے ہمنشین یہ موسم ہولی ہے اندنون
منظور ہے جو سیر تو اس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن تو اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے ایک
نیلا قصابہ باندھکے انکی دوا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے بات تو نمین بہت الجھ
اے بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ

چمکا نہ میرے سامنے اسے مہر آئینہ
کہتا ہون بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

اک بوالہوس نے انکے جو آنا سے کچھ کہا
رستے مین اپنے توسن حرص و ہوا کو چھیڑ

برقع اولٹ کے منہ سے وہ کہنے لگے کھنچے
بھینا کو اپنی چھیڑ اور اپنی بوا کو چھیڑ

دیکھے بھی ہے کسیکو دوانا تو کچھ نہین
بٹیا کسی جوان سے ساز وفا کو چھیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ
ناخن گرہ و سکے چٹکی لی انگشت پا کو چھیڑ

انشا جو ہونی ہووے سو ہو دل کہی ہے یون
تا چند ضبط آج تو اوس دلربا کو چھیڑ

غزل سودا

ہے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
روڑا ہے کونسا جو نہین طور کا پہاڑ

تیری نگہ نے تیرے دلون کو اولٹ دیا
مژگان تیری نے دی ہین صفونکی صفین پچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
چھاتی کے جسکے سامنے کھلجاتے ہین کواڑ

منعم نہ مر بنائے عمارت کی فکر مین
یہ سب حویلیان تھین جہانتک ہے اب اوجاڑ

بدتر ہے مے کے پینے سے رشوت کلال کی
کچھ محتسب سے دختر رز کی نہ کھاے پھاڑ

تنہا نہ شمع رو ہے نہ سودا کی خاک پر
گل بھی تو لوٹتے ہین گریبان کو پھاڑ پھاڑ

کشت پر تخم عمل کے اپنے جتنا چاہیے رو	نفع یان رکھتی ہے سودا آبیاری بیشتر

غزل تحسین

کس مزے کی رنگ سے بن بنکر آتی ہے بہار	حسن کو اپنے عجب سج سے دکھاتی ہے بہار
چاندنی ہے سیر ہے اور بادۂ گلرنگ ہے	گر نہین ساقی تو کس کافر کو بھاتی ہے بہار
ماہتابی کے مزے مین ہای وہ مہتاب نے	حیف اسکے ہجر مین کیا مفت جاتی ہے بہار
جھوہتی جھکتی جھمکتی جھنجھلاتی چاند سے	چاندنی کے رنگ مین کیا دل لبھاتی ہے بہار
واہ واہ تحسین نپٹ یہ مصرعہ موزون ہوا	جو وہ گلرو یان نہین کسکو خوش آتی ہے بہار

غزل انشا

جا سکتے نہ تھے جسکے چھپر کھٹ کے برابر	شب اوسنے سلایا ہمین کروٹ کے برابر
اس ملگجی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی	ہے بگڑی ادا لاکھہ بناوٹ کے برابر
اس موسم برسات مین کیون گھر نہین ہم	آنکھین بھی برستی ہین مہاوٹ کے برابر
وہ پردہ اوٹھا گھر سے جو باہر نکل آیا	غش کھا کے گرا ہٹ سے رہے چوکھٹ کے برابر
کب اوسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین	تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل راقم

کس پہ جان قربان کرین ہم وہ دلبر چھوڑ کر	کسکے سودائی بنین زلف معنبر چھوڑ کر
ہم چلے ملک عدم کو پائے قاتل کے تلے	تن تڑپتا چھوڑ کر اور لوٹتا سر چھوڑ کر
آج جسنے کر دیا اندھیر عالم مین بپا	روے رشک مہر پر زلف معنبر چھوڑ کر
رشتۂ الفت ہی باہم ہو جدا ممکن نہین	تیغ سر کو چھوڑ کر اور تیغ کو سر چھوڑ کر
خانۂ اصلی سے نردونکی روش اوٹھ اوٹھ گئی	کیسے کیسے نوجوان دنیا کی چوسر چھوڑ کر
بوسۂ لب کی عوض مین گالیان سنتے ہین ہم	زہر کھایا کرتے ہین قند مکرر چھوڑ کر
کسکو راقم اپنی چھاتی سے لگائین ہجر مین	اوس پری پیکر کی تیغ ناز پرور چھوڑ کر

شور نالے کا مرے جب سے سنا ہے آتش — قفل مرغان چمن رکھتے ہین منقارون پر

غزل مطلب

ہارتا ہون تمھاری مین ہر بار — آشناؤن مین سب بڑائی یار
تمکو لازم ہے پکڑو گے میرا — ہاتھ مین ہاتھ با محبت و پیار
مجکو پیاری لگی تمھاری آج — چال دھیمی اے سرو خوش رفتار
خوب کروایا اب تو ست کروا — مجکو رسوا بکوچہ و بازار
اک ذرہ بھی تو مجکو کرنے دے — یار من درد دل کی اب تکرار
حکم ہووے تو آج مارون مین — کھینچکر پیٹ مین عدو کے کٹار
گرچہ مطلب کا خوش لگے تمکو — تو پڑھون ریختہ سجن للکار

غزل غیور

تحسین بھی نکلی شیرین سے کچھ تیشہ زنی پر — پتھر پڑین فرہاد تری کوہ کنی پر
اوس لب سے نے اک لعل کا بازار کیا سرد — کچھ آگ سی ہے ایک عقیق یمنی پر
اون زلفون کا عنبر کے تئین دیکھ ہوا خواہ — سرپوش دھرا نافہ مشک ختنی پر
اب رامجی سے کے نام کی جپتا ہون مین سمرن — دل جبسے گرفتار ہے اک رامجنی پر
کیون سینہ و سر اپنا مین پتھر سے نہ پھوڑون — وہ وعدہ شکن ہے مرے اب دل شکنی پر
کیون غنچے کے مانند گریبان نکرون چاک — گل کھاوے جو ہاتھون پہ وہ اس گلبدنی پر
شاباش غیور آفرین صد مرحبا تمکو — کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشان کے برابر — دندان در و لب لعل بدخشان کے برابر
کیا چاہیے عاشق کے بجھے قتل کو خنجر — ابرو ہین ترے خنجر بران کے برابر
اوس دست حنائی کے تصور مین خلیق اب — جی ڈوب چلا پنجۂ مرجان کے برابر

کیونکہ نکلے تیر اسکا دل مین پیکان چھوڑکر
پھر نہ اوٹھا کوچہ چاک گریبان چھوڑ کر

طفل اشک ایسا گرا دامان مژگان چھوڑکر
جاے بیٹھے کو کہان یہ مرغ پران چھوڑکر

کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہے اے ابر کرم
ورنہ جاوے داغ عصیان میرا دامان چھوڑکر

جسکو ہو لذت اوٹھائے زخم تیغ عشق کی
کب وہ مرہم دان کو ڈھونڈھے ہی نمکدان چھوڑکر

صید دل کو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلاوے نہ تو
یہ ہتھلیان دست حنائی مین مری جان چھوڑکر

سرد مہری سے کسی کے آگے سے جی سرد ہے
یان سے ہٹ جا دھوپ اے ابر بہاران چھوڑکر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے اب جان کے پیچھے پڑی
دل کو اے کافر تری زلف پریشان چھوڑکر

اے دل اسکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل
ورنہ پچھتائیگا تو یہ ساتھ نادان چھوڑکر

کیون نہ رم کر جائین آہو ایسے وحشی سے ترے
شیر بھاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑکر

سرخی پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے
اوٹھ کھڑا ہو ہاتھ سے تسبیح مرجان چھوڑکر

پیش خیمہ لے کے نکلا گرد باد دور دو
ہے جو سرگرم سفر تن کو مری جان چھوڑکر

اوٹھ گیا وہ آج ہستی کا سامان چھوڑکر
تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجران چھوڑکر

گر خدا دیوے قناعت ماہ یکمفتہ کی طرح
دوڑے ساری کو کبھی آدھی نہ انسان چھوڑکر

ساغر دل بیچتا آیا ہون گھومت ہاتھ سے
جو کٹا ہے کیون یہ جنبش دست گردان چھوڑکر

پڑھ غزل اے ذوق کوئی گرم سی اب تو نجا
جانب مضمون طرز تفتہ جانان چھوڑکر

غزل آتش

پڑ گئی آنکھ جو ان چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آگئے انگارون پر

ابروے یار کا سر مین ہے جنہون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کیطرح سے نالان
ٹوٹی پھولون کی چھڑی جسسے گنہگارون پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نازکی ختم ہے ان پھول سے رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

امتحان کی ہوس ابتک بھی ہے اس ظالم کو
مر گیا تا بکمر کھا کے مین سر سے تلوار

دم چرانیکا گمان ہے یہ کہ کرتا ہے تیز
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار

لخت دل یہ نہیں تار مژہ پہ طفل سرشک
پانون مین باندھکے پھرتا ہے نہر سے تلوار

قیس و فرہاد کہان جائین تری ہاتھ سے عشق
کاش لین راہ عدم یار کے سر سے تلوار

خار صحرا ے جنون خیز لیے ہے بر چھے
کمر کوہ مین ہے سبزہ تر سے تلوار

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار
اے گل رعنا ترے دامن سے کیون الجھے ہین خار

کیا نزاکت سے گران سرمہ ہے چشم یار کو
بار کاجل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار

مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب
سب مہیا ہین و لے تیرا فقط ہے انتظار

جو گل رخسار جانان کی نہ آئی انکو تاب
چھپ رہے غنچہ و گل غیرت سے ہو کر شرمسار

گل سنے کر چاک گریبان یون کہا رو رو کے زار
چشم گل کو نوک مژگان کی جگہ ہے نوک خار

تیرے مقدم کے لیے اے سیمبر گلزار مین
گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار

تیغ ابرو دیکھکر آئی ندا اے **بادشاہ**
لا فتے الا علی لا سیف الا ذو الفقار

غزل سودا

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ نے بچے پھر نہ عصافیر ہوا پر

مرقد پہ مرے اوج نسیم آوے تو یون جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

کر خانہ گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہے شکل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھ کہے مانی و بہزاد
اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کی در دوست جو یارب نہ گئی خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

غزل ذوق

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑکر
کیا ہی پچھتایا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑکر

سانپ کو تابو مین لا کر چھوڑ دنیا جمل ہے
جان سے مایوس ہون مین زلف جانان چھوڑ کر

سر پٹکتے پھرتے ہین اُرواح سنگ و خشت سے
چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر

اعتبار اصلا نہین گر ہے جہان زیر نگین
اوٹھہ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر

زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا وہ ہے
سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر

آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو
جائیگا بناش تیری لاش عریان چھوڑ کر

روشنی کی سیر جب مین نے شب فرقت مین کی
شعلے آ لپٹے مجھے ہر و چراغان چھوڑ کر

دیکھہ لو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کے
خندہ زن جاتا ہے ظالم مجکو گریان چھوڑ کر

عیش تنہائی ہوا مردونکی کثرت سی محال
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر

ہو وطن مین خاک میرے گوہر مضمونکی قدر
لعل قیمت کو پہونچتا ہے بدخشان چھوڑ کر

کوی قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سی ہم
بھاگتے ہین جسطرح جسے تیر میدان چھوڑ کر

ہوتی ہے غربت مین ثروت پر بڑی اِنکی بعد
رنج اوٹھایا کسقدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑ کر

مرگیا کیا ناسنج میکش جو سارے میفروش
مسجدونمین بیٹھے ہین وہ اپنی دکان چھوڑ کر

غزل نصیر

دست انداز نہ گلچین ہو نہ مرغان چمن
رکھتے پہلو مین ہین شاخ گل ترسے تلوار

گذری شب وصل کی کر قتل مجھے تو لیکر
پنجۂ مہر گریبان سحر سے تلوار

کیا اسی تحفے کے قابل یہ گنہگار تھا آہ
تم مرے قتل کو لائے جو سفر سے تلوار

لطف بن اُسکے ہے کیا بادہ کشی کا ساقی
لب ساغر کے نہین کم یہ تبر سے تلوار

قتل ہونے کو نہ باندھے اگر عشاق کمر
قطرۂ خون کو ستمگر ترے ترسے تلوار

دیکھتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج
برق چمکائی ہے انداز دگر سے تلوار

چاہتا ہون مین کہ ہے ابر مژہ تجسے بھی
موج ہر اشک کی تلوار یہ بر سے تلوار

اب کیسا زہد و تقویٰ دار و ہی او ر ہم ہین
بنت العنب نے اپنا سب کچھ کیا ہے گھر کر

دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان مین
بنتا ہے ایک گھر یان سو صورتین بگڑ کر

اس تشنہ لب کے اوپر دانے عرق کے یون ہین
یاقوت سے رکھے ہین جون موتیون کو جڑ کر

ناسازگاری اپنی طالع کی کیا کہین ہم
آیا کبھو نہ یان تک غیرون سے یار لڑ کر

اپنے مزاج مین بھی ہے میر ضد نہایت
پھر مر ہی کے اوٹھین گے بیٹھین گے ہم جو اڑ کر

غزل سودا

اوٹھ جانے مین ہے روز مزا یار سے لڑ کر
ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سے رگڑ کر

ہو جون ہون مین جس بت کو خدا کا ہی تراشا
آذر نہین لایا وہ مرے واسطے گھڑ کر

خود کردہ کا درمان کہو اب کیا کرون یارو
دل اوسنے لیا مجھسے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر

کہتا تھا یہ سودا وہ نہ چاہیگا کہانتک
جا بیٹھون گا دروازے پہ اب اوسکی مین گڑ کر

ناوان ہو سمجھے کہ محبت نہین وہ شے
در پہ کسیکے بیٹھیے جسکے لیے اڑ کر

غزل ناسخ

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوے جانان چھوڑ کر
بلبل نالان کہان جاوے گلستان چھوڑ کر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا روح کا
دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سے کیا
خار آتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلے کا عبث ہے تجھکو مجنون انتظار
بوے گل کب دور کرتی ہے گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہے لا
جاتی ہے اک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر

مین نے جب آنکھونکے مضمونکا پڑھا وحشت مین شعر
کوے جانان کو چلے آہو بیابان چھوڑ کر

حور ہے ساقی مگر کیونکر ہے مے مجھپر حرام
واعظا کرتا ہے کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہو الٰہی وصل جنت مین بھی مجھکو یار کا
کب وہ انسان ہے جو مانگے حور انسان چھوڑ کر

نمود کی خط مشکین نے لالۂ رخ پر — یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار

کنار جوے چمن جھومتے ہین مست ترے — بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہے سو کہان — شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار

کرم ہے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام — ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار

تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون — چہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار

شگفتہ ہو کے نسیم سحر سے غنچے ہون گل — اوٹھائے پردہ در سے نقاب دار بہار

نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے اب کے — خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

غزل نظیر

ہرگز نہ پلا سکے مجھے تو آنکھ بدل کر — ساقی ترے کوچے سے نجاؤنگا سنبھل کر

مین کشتۂ ابرو ہون ترا اے مرے قاتل — آئے ہو لیے ہاتھ مین کیون تیغ مچل کر

تمنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجکو — بیٹھے ہو لبین باندھکے باہر جو نکل کر

جب ہمسے خفا ہو کے وہ جاتا ہے شمعرو — خاموش ہو رہجاتا ہون پروانہ سا جل کر

مین عاشق بیدل ہون ترا اے مری جانی — مت آنکھ چرا ہمسے تو ایسا نہ [illegible] کر

کہتا ہے نظیر اسکو ذرا پیار سے سوجا — تب اوٹھکے کھڑا ہوتا ہے وہ شوخ اچھل کر

غزل میر تقی

دیکھ اوسکو ہنستے سب کے دم ہی گئے اوکھڑ کر — ٹھہرے ہے اوس سے بھی دانتون زمین پکڑ کر

کیا کیا نیاز مندیت اے ناز پیشہ تجھ بن — مرتے ہین خاک رہ ہی کوڑی رگڑ رگڑ کر

قدکش چمن کی اپنی خوبی کو بیو چلے ہین — پایا پھل اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر

دو مہ چڑھا ہی اتنا اپنی فروتنی سے — کھویا ہمین نے اوسکو ہر لحظہ پانون پڑ کر

پاے ثبات سبھی ہے نام آوری کو لازم — مشہور ہے نگین جو بیٹھا ہے گھر مین گڑ کر

دورے مین دلبرون کے کٹتی ہے کیونکہ سبکی — آدھا نہین رہا ہون تجھسے تو مین بچھڑ کر

اٹھہ جام انکی سدھ بدھ رکھو یہ جو کھلی دس ۹ وار
تو نند بار اسد ہون تب ہی جو تون انکو شمار

کری کہیرت مین چاین بچھاؤن دس پہ لگاؤن بار
تیرا بھلا اسمین ہی پیاری کام کھیلے نرد مار

دس ہین دوار اور پانچ تت ہین ان پندرہ کو ٹھار
چودہ بھون تب ہی کھیلین تو کو جو بنجے منگار

اب تو دو رنگ سی یک یک ہو جا اور نکر تکرار
جا کو مت رہی سوے پیا کو اور کرہو پیا پیار

بارہ مین باٹین اٹھارہ ہین ملنید ہی اور چالیس مین ہزار
تو چل گرو کی تا مین چالیس بانٹہ و تر نیگے پار

گھڑی گھڑی پل پل چھن چھن پیری یہ پیری نکار
لال ہری سی ملا تو جو چاہی شام مورت چت دھار

سب کچھہ بانسون مین بانس ہاتھہ مین بھیکین گے مختار
چاہی کچھہ اور آوین کچھہ اور ہاتھہ ہین لاچار

اوپر والی کو خوب سوجھی ہی اسکا کہا مت ٹار
جگ جگ جیو عزالدین پر او ٹھنا ہی اکبار

غزل درد

اسقدر رکھا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر
مہربانی اسقدر نا مہربانی اسقدر

جان کو آنے دے لب تک نزع مین کب تک رہون
دشمنی مجھسے نکر اے ناتوانی اسقدر

کیا کہون دل کا کسی سے قصہ آوارگی
کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہے معنی کے تئین صورت پذیر
دسترس رکھتے تھے کب بہزاد و مانی اسقدر

غزل آتش

دکھائے حسن کی اپنے جسے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار

ظہور داغ محبت سے یون مری دلسے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھہ مست کو دلاتی ہی یاد
دکھا کے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لاکے ہووے
بلاے عالم آشوب روزگار بہار

شگفتہ غنچے سے اس گل کو آتی ہی یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے مجھہ پر ترے سوار بہار

خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر	او سکے بازو کا وہ نقشا سار و پہلا

غزل مسیح

قند و نبات و شہد و شکر ہین کہان لذیذ	شیرین لبون کی جیسے کہ ہون گالیان لذیذ
ہین سوز غم سے بسکہ یہ جلتے برنگ شمع	کام ہما مین میرے نہین استخوان لذیذ
ساقی ہو سیر باغ ہوا اور گلعذار بھی	مشرب مین اپنے تب ہوئی ارغوان لذیذ
ہو کیون نہ موج شربت عیسی مری زبان	نام اسکا لیتی ہی ہوا میرا دہان لذیذ
ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سے دل پھرے	ہر ہے مدام بوسۂ شیرین زبان لذیذ
جب ہاتھ مین نہو وہی وہ سیب ذقن مسیح	کیونکر لگے ہمین ثمر بوستان لذیذ

طرح غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ فی الجنہ

تری ہی بازیب و سر کا جھومر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر	ہوے ہین جلوہ نما چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
و فور اشکون کا ہی ہماری نکلتے آہو نمین ہین شرارے	کیونکہ ہون عرش پر بچھا اور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
پھپولا پاؤنمین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان	نہ دیکھین بوانی تیری کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھائی چنکر	کہ تا نظر آوین ماہ و پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
نہ سبزہ گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا یہ ہر دم	نظر شب آتے تھے مجھکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
اودھر تو فوارے چھٹتے ہین وہان ادھر مین اشجار چراغان	نئی ہی سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہی استاد پر کامل	غرض دکھاؤ وہی بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

غزل عزیز الدین

چوسر کیون نہین کھیلون پیا کی سنگ ارے نار	اس اوسر کے نپٹ سار جانو یہ دن ہین تین چار
سات پانچ کی کچی پکی تا دن سے ہووی ہے ہار	داؤ رکھے سو رنگ ہی واکو وہی جیتے سو بار
جو جیتے سو پیا کر جیتے جو ہارے سو رہی پیا لار	تیری تو سب طرح جیت ہی مت کر سوچ بچار
اہتوار سی کہا بند چلا ہی کرے ہے دھاندل زار	چھپ چھہ کی چھوٹ جاوینگی تب کیا کریگی کھلار

دفتر وہ ہر کا ہے پیش نظر ہر کاغذ | لکھے اپنے کا نہین علم ہے کیونکر کاغذ
لکھہ رکھا ہے نہ ملے گو تری یان ظلم کی داد | دونگا حاکم کو بہنگام محشر کاغذ
لکھنے سے وصف بناگوش کی تیری اے یار | پاوے ہر ملک مین اب قیمت گوہر کاغذ
اسکی مین راستی قد کی ثنا لکھتے وقت | نہین پایا کبھو محتاج یہ مسطر کاغذ
نامے اوس شوخ کو مین کرکے رقم ہی بارہا | اتنا رویا ہون کہ بیچاوے شناور کاغذ
وہ تو مجمر مین طرح عود کے دے ہے آتش | جب اسے بھیجون ہون مین کرکے معطر کاغذ
بسکہ رنگینی معنی ہین مرے دیوان کے | ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کاغذ

غزل آتش

مرغوب طبع کیون نہو ایسی چٹنک لذیذ | چکھا تو حسن کا ہے تمھارے نمک لذیذ
اے حور اپنے سیب ذقن کا مزا نہ پوچھ | جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ
مستی مین بوسے اوس لب لعلین کے ہین لبھے | کیفیت شراب مین ہے یہ گزک لذیذ
کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہین | کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ
شیرین کلام کا بھی مزا بھولتا نہین | شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہہ و شک لذیذ
شیرین وہ لب ہی یا نمکین جو ہو خوب ہے | شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ
بریان ہو سوز غم سے محبت کی ساتھ دل | آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

غزل انشا

لکھدو آخون جی صاحب کوئی ایسا تعویذ | کہ مرے منہ سے لگا اوسکے گلے کا تعویذ
لکھہ تو دے اپنی نشانی مجھے بندا بالا | توڑا زنجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ
دل دھڑکتا ہے مرے عاشق کا بچاوی ہرگز | گرچہ بولا لکھہ طرح لکھدے مسیحا تعویذ
غش ہوئی کو تو اجی تھرتھرا اس کافر کا | لال نارے مین بندھا ہی وہ نیلا تعویذ
سر کے بالونسے اٹک جسکے سے الجھا تو کہا | اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ

جیتے جی اتنا نہ ترساؤ گے کرو گے پھر یاد — گرچہ یاد آئی وفا میری تو کیا میرے بعد
یاد اوس کاکل ریبا کی مرے سینے مین — سانپ سا کاٹیگی مرقد مین بھی آ میرے بعد
طاق ابرو مین پڑھو میرے جنازے کی نماز — تا کوئی دیر و حرم بھول نجا میرے بعد
اسکی دہلیز پہ سجاد کا کریو مدفن — تا کوئی کھاوے نہ ٹھوکر سے دغا میرے بعد

غزل آتش

ردیف دال ہندی

نہ وے سکے ہے زمستان مین مجکو ایذا ٹھنڈ — لپٹ کے سوونگا وہ گل رہی کلیجا ٹھنڈ
پڑا ہے جب سے دم سرد سے مجھے پالا — بدن کو دیتا ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ
برہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے — پھٹکنے دیتی نہین گرد داغ سودا ٹھنڈ
دکھاتی ہے ہمی گلرنگ و سبزۂ مینا — شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹھنڈ
فراق یار مین لی ہے جو مینے ٹھنڈی سانس — ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کیطرح ایذا ٹھنڈ
غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری ہے — نہ کر سکیگا گزند ایسے کر کے پالا ٹھنڈ
کرونگا سوز درون سے جو اُف مین ہمدما — پھریگی ڈھونڈھتی آتش کنار دریا ٹھنڈ

غزل نظیر

ردیف دال

ہو کچھ آسیب تو وان چاہیئے گنڈا تعویذ — اور جو ہو عشق کا سایہ تو کرے کیا تعویذ
دل کو جسوقت یہ جن عشق کا لپٹا پھر تو — کیا کرین وان وہ جو لکھتے ہین پلیتا تعویذ
ہم تو جب ہوش مین آوین تو کہین سے پاوین — یار کے ہاتھ کے بازو کا گلے کا تعویذ
زور تعویذ کا چلتا تو عرب مین یارو — کیا کوئی ایک بھی مجنون کو ندیتا تعویذ
کوہ کن کوہ کو کس واسطے کاٹا کرتا — دیتے غمخوار نہ کیا اسکے تئین لا تعویذ
آخر اسکے بھی گیا دل کا دھڑکنا اس روز — قبر کا تیشے سنے جب اوسکے تراشا تعویذ
ہمکو بھی کتنے ہی لوگون نے دیئے آہ نظیر — پر کسی کا کوئی کچھ کام نہ آیا تعویذ

غزل سودا

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نکر سکا ترے ابرو کا یار اشارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لاوے گا خورشید کا تمہارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اوڑ جاے بنکے تارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسفؑ
طلوع نیر اعظم ہوا اسد ہارا چاند

ہمارے دلمین نہین نقش روی روشن یار
پری کے بدلے ہے اس شیشہ مین اتارا چاند

ملاوے گا ترے پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کریگا نہ کیا گذارا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

غزل سودا

لیے آئے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد
ہوئی کسیکی نہ اون مین سے رائگان فریاد

کیا ہے قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک
تمہارے ہاتھ سے اے چشم خونفشان فریاد

مین دیکھتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان
تمہاری کیجیے کس پاس اے بتان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون
یہ دوستون کے ہے دوری سے دشمنان فریاد

نہ میرے دلکی خموشی ہے موجب آرام
کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیمجان فریاد

قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودائی
جو تو کیا نکرے ملکے ہمزبان فریاد

غزل سجاد

وارث تخت یقین غلیش ہوا میرے بعد
صید کس کس کو کیا دام بلا میرے بعد

دشت کربت مین مرا حال سنا ہو فرہاد
تیشہ سر اپنے پہ مارا سو پھرا میرے بعد

خار صحرا سے جنون پھینکدے چن چن کے صبا
تاکوئی آتا ہو آبلہ پا میرے بعد

اسلیئے سرخ مین رکھتا ہون گریبان کفن
یہ شہادت کی گواہی ہو بھلا میرے بعد

گوش عارف سو سنے تو تو ہراک قبر سے مین
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر محبت مین مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع دیار شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلے کی طرح ہوئی آہ شرربار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری دیوار بلند

غزل میر

لڑ کے پھر آئے ڈر گئے شاید
بگڑے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گذری
بال اسکے بکھر گئے شاید

ہین مکان و سرا و جا خالی
یار سب کوچ کر گئے شاید

کچھ خبر ہوتی تو نہ ہوتی خیر
صوفی بے خبر گئے شاید

آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہین
دل کو لیکر مکر گئے شاید

لوہو آنکھون مین اب نہین آتا
زخم اب دل کے بھر گئے شاید

اب کہین جنگلون مین ملتے نہین
حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی بھی قفس مین ہے دشوار
کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اوٹھتا
رات کو میر مر گئے شاید

غزل آتش

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اسکے ہو وہی سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
لو اوترو بام سے تم جیتے در ہارا چاند

نقاب اولٹ کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ
اندھیری رات مین ہو ایک ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا غرہ
نشاط عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے خوب پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سہی ہے پیارا چاند

کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آ جاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہ پہ رکھ دامن گل روینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اڑائیگی صبا میرے بعد

اسلیئے کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کھولے گا ترے بند قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آوے گی تجھے میری وفا میرے بعد

لاش مجھ کشتہ کاکل کی لٹکوا دو کہین
تا نہووے کوئی محبوس بلا میرے بعد

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے مرقد پہ منعم
کون سونگھیگا تری زلف دوتا میرے بعد

جانے کہدیوے کوئی خان کی زبانی اتنی
اب نہین آتے ہو پھر آؤگے کیا میرے بعد

غزل رفیع السودا

اشک کو کب ہے شناسائی گہر سے پیوند
صاحب درد کے ہے اسکو نظر سے پیوند

دل کو میرے نہ جدا دل سے کر اپنے ظالم
مین کیا ہے یہ بہت خون جگر سے پیوند

دامن ابر نچوڑتا ہے جو اتنا شاید
کسی عاشق کے نہو دیدۂ تر سے پیوند

کون ایسا ہے جسے دست ہو دلسازی مین
شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب اے سودا
درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

غزل آتش

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروی خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو و شمشاد سے ہین مصرعہ اشعار بلند

دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا
رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسی
تیری آواز ہوا ہے مرغ گرفتار بلند

تیری درگاہ کی اللہ رے رفعت اے دوست
آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

ہنسنے مین ہاتھ میرا کہین لگ گیا تو وہ
لونڈی سے بولی جا مرا دھولا ازار بند

اور دھو نہین تو پھینک دے ناپاک ہو گیا
وہ دوسرا جو ہے وہ پہ ولا ازار بند

اگدن کہا یہ مین نے کہ اے جان آپکا
ہمنے کبھو مرے سے مین نہ کھولا ازار بند

سنکر لگی یہ کہنے کہ کیا خوب لوچہ خوش
ایسا بھی کیا مین رکھتی ہون بولا ازار بند

اک رات میرے ساتھ وہ عیار مکرباز
لیٹی چھپا کے اپنا ممولا ازار بند

جب سو گئی تو مینے بھی دہشت سے اوسکی آ
پہلے تو چپکے چپکے ٹٹولا ازار بند

آخر بڑی تلاش سے اوس شوخ کا نظیر
جب آدھی رات گذری تو کھولا ازار بند

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو ہین تنویر سفید
ہو گیا سکتا مجھے بن گئی تصویر سفید

کالا منہ کرتے ہین مجرم کا یہ ہے رسم بلاد
منہ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید

سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوئی شاید مری تقدیر سے تحریر سفید

دونون رخسار و نیہ یہ عکس نہین موتیون کا
گرد خورشید کے یہ کھینچی ہے تحریر سفید

داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت ولسی
زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید

لاکھہ تدبیر کی کچھہ بس نہین چلتا میرا
کرون کسطرح سے یارو خط تقدیر سفید

کوے جانان کا تجسس کیا مینے یان تک
کوچہ گردی سے ہوئی پاؤنکی زنجیر سفید

سنکے آواز مری ہوتا ہے ہجو ایسا
جسطرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید

بوسہ لیتے تو لیا پھر جو ہین تیوری بدلی
رنگ رو میرا ہوا باعث تقصیر سفید

رنگ چہرے کا مرے دیکھہ کے فق ہوتا ہے
پیدا کی آہ نے شاید مرے تاثیر سفید

آسمان پر یہ نمایان نہین سیارے ہین
دیکھو خاشاک کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آگے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نرہی دشت مین خالی میری جا میرے بعد

بہت پیکان تیر یار توڑے
تمام آہن ہے اب میرا جگر بند

ہوئیں رونے کی مانع میری پلکیں
بندھا خاشاک سے سیلاب پر بند

کہا کیا جا پے ان ہونٹوں کے آگے
ہمارے لب کریں ہے یہ شکر بند

کھلے بندوں نہ آیا یہاں وہ اوباش
پھرا ہونڈھے پہ ڈالے بیشتر بند

یہی اوقات ہنیگے دید کے میان
رکھ اپنی چشم کو شام و سحر بند

سچا رہتا تھا چہرہ جس سے سو اب
گریبان مین ہے وہ دست ہنر بند

فن اشعار مین ہون پہلوان میر
مجھے ہے یاد اس کشتی کا ہر بند

غزل انشا

...نے لگی مجکو جب اوس یار طرحدار کی گیند
ان نے محرم کو سنبھال اور بھی تیار کی گیند

...دسترس ہو تو ترے سیب ذقن پر یارون
قرص خورشید کی اور لمعۂ انوار کی گیند

...جھٹ پلٹ آن لگی بیچ مین چھاتی کے مرے
تھی یہ روکی ہوئی کس محرم اطہار کی گیند

...رکھے ہے ماہ شب چہاردہم دل مین ہوس
کہ وہ قالب بنے اور ہو تری دستار کی گیند

...لیجیے اسکے بدل آپ جو ریا سنے مین
گم ہوئی مجھ سے جو کل رات کو سرکار کی گیند

...کر دمقیش طلائی کی کرن ٹکوا کر
مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کی گیند

...کو کھرو لہر بنت ڈانک ستارونکی سمیت
اور یک بھیجنگے زر لفت نمودار کی گیند

...شالی رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی
اب بنا پھینکیے ہے کمخواب کی شلوار کی گیند

...لگے فرمانے وہ پڑھ پڑھ کے غزل انشاکو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

غزل نظیر

...چھوٹا بڑا نہ کم نہ مجھولا ازار بند
ہے اوس پری کا سب سے امولا ازار بند

...ہر اک قدم پہ شوخ کے زانو کے درمیان
کھاتا ہے کس جھلک سے جھکولا ازار بند

...گوٹا کناری بادلا مقیش کے سوا
تھے چار تولے موتی جو تولا ازار بند

گناہ عشق کا جیسے کہ مرتکب دل ہے | زبان کو مرے ہے ذکر یا غفور لپسند
خیال یار کا رہنے لگا ہے اسمین بھی | ہوا ہے دل کو بھی آنکھون کی طرح نور لپسند
نہ طفل ہین نہ دلا محو حسن صورت ہو | کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور لپسند
دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچا آتش | کرین جو آپ سے بے حرف و بے قصور لپسند

غزل ناسخ

یار آیا تو ہوئے دیدۂ ناکام سفید | جیسے ہو آمد سلطان مین در و بام سفید
پڑ گئے عکس اسکے لب سرخ کا گر ساغر مین | ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید
دیدا اس چشم سیہ کی نہ میسر ہوا سے | دیدۂ غزہ ہون مثل گل بادام سفید
سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے | ہو گیا رنگ مرکب دم از قام سفید
سرخ پوش آئے نظر شوخ تہ رنگ بدن | پہنے پوشاک جو وہ سیم گل اندام سفید
گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج | کفن اک روز ملے گا تجھے خود کام سفید
غرہ کر حسن دو روزہ پہ نہ اے سیم اندام | رنگ سب رنگون مین ہوتا ہی بہت خام سفید
اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب | ہوئی اے صبح امید ابلق ایام سفید
حرف مطلب جو لکھون صاف وہ دیتا ہی جواب | بھیجتا ہے مجھے کاغذ وہ دلارام سفید
تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ | ہو گیا منہ جو ترا سنتے ہی پیغام سفید

غزل میر

زمین پر مین جو پھینکا خدا کو کر ہے بند | بہت تڑپا کیا جون مرغ پر بند
گرفت دل سے ناچار ہی ہو یعنے | رہا ہون بیٹھے مین بھی کر کے گھر بند
پھنسا دل زلف و کاکل مین نہ پوچھو | پڑا ہے تا گدا اگر ہے بند پر بند
سب اسکی چشم پر نیرنگ کے محو | مگر کی ان نے عالم کی نظر بند
چمن مین کیونکہ ہم پر بستہ جاوین | بلند از بس کہ ہے دیوار و در بند

اس دل تفتہ سے برلاؤن اگر آہ الم
قبر سے کشتۂ تیر نگہ مہوشں کے
بن گیا نیش سے مژگان کے مرا سینہ یون
کثرت گریہ سے ڈرتا ہون مبادا ہووے
ہے کسی غمزدہ کی آہ کا شاید یہ اثر
دل مشبک ہے مرا خار غم ہجر سے یون
دل مرا یون ہے کنور تیر نگاہون سے فگار

چرخ پر ہووے وہین شمس و قمر مین سوراخ
روز دیکھون ہون نئی راہگذر مین سوراخ
ہووے جسطرح سے زنبور کے گھر مین سوراخ
روتے روتے نہ کہین دیدۂ تر مین سوراخ
دیکھتا ہون جو عیان گھر کے ہین در مین سوراخ
جسطرح تیرون سے پڑجائین سپر مین سوراخ
ہر ثمر ن کرے کوئی تمم ثمر مین سوراخ

غزل ضیا

دلربا ہے مرا بڑا گستاخ
اب تو وہ شوخیان لگا کرنے
ناز بیجا کبھی نہ کرتا تھا
جانفشانی ہم اسپہ کرتے ہین
اے ضیا کیجیو سمجھ کے کلام

مین نے اتنا نہ سمجھا تھا گستاخ
یک بیک ایسا ہو گیا گستاخ
کیا رقیبون نے کر دیا گستاخ
رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ
وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

غزل آتش

پری پسند طبیعت یہ ہے نہ حور پسند
ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے
اوتارے پوزے اور اگر بہار مین اکی
نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین
نگہ مین اپنی سماتا نہین ہر ایک حسین
ہوا ہے جبسے کہ ساقین یار کا سودا
ہوئی ہے خانۂ دل مین جو روشنی منظور

تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند
وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند
برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند
مبصرون کی نہین اسمین کچھ ضرور پسند
پری کے چہرے کے اوپر ہے چشم دور پسند
زیادہ تر مجھے ہر سے ہے بلور پسند
کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ دور پسند

چمن کی سیر مین اسکو اگر سنے دم صبح
چلی نہ جاے صبا سوے بوستان گستاخ

سمجھکے کوچۂ میخانے سے گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر زاہدان گستاخ

کچھ اسکی بے ادبی کا گلہ نہین مجکو
نظارہ باز و نسے ہوتے ہین جھوشان گستاخ

نجا یو کبھی اے شیخ بزم خوبان مین
کہ تو وقار طلب انکی ہے زبان گستاخ

نہین ہے میر اسخن طبع زاد اے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین در جبان گستاخ

غزل آتش

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ
الٹو نہین تو ہمسے بنیگا نقاب تلخ

آغاز شہر عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ الیکے پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسہ لب شیرین نگار سے
شان کریم ہے نہ اگر دی جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
حنظل سے ہین ثمر سخن نا صواب تلخ

بیمار کام زاق ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لئے اور آب تلخ

سودای زلف یار سی نیند اوڑ گئی مری
اس درد سر سے کر دیا آنکھو نکہ خواب تلخ

شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین ہوتا گلاب تلخ

بھنتا ہی جبکہ عشق کی آتش سی دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیونسے جو محظوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہی ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ

غافل نہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

غزل کنور

غمزہ یار سے ہے میرے جگر مین سوراخ
جیسے کرتا ہو کوئی لعل و گہر مین سوراخ

تیر مژگان سے ہوا میری نظر مین سوراخ
جیسے ہو سوزن فولاد سے زر مین سوراخ

...چشم مست کا ساقی کے وصف ہی قصد... | کنایہ ہے یہ جو کرتے ہین ہم ثنائے قدح
...ِ عشق کے پیتے ہی ہوش اُڑ ہی ایسے | کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح
...اق یار مین دوران سر ہے دور شراب | اُڑا کے شیشے سے توڑون یہ ہی سزائے قدح
... جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش | ہنوز باقی ہے دور فلک مین جائے قدح

غزل ناسخ

کیون دکھائی اے فلک بے یار صبح | ہے شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین | ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح
زلف سے رخسار کو ہوتا ہے ربط | کیون شب فرقت سے ہے بیزار صبح
کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب | ہے ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہے آج ای فلک | شام سے کر پیشتر تیار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہے واہ | زلف جانان شام ہے رخسار صبح
سینہ پر داغ و چاک پیرہن ٭ | ہے وصال یار مین گلزار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین | ہجر کی شب مجھسے ہے بیزار صبح
مہر ہو گر شملۂ پر زر ترا ٭ | دیکھ پائے اے پری رخسار صبح
چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر | کارچوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب | نور سے ہین سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غایب ہجر مین | دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح
ہے بیان کسکو شب فرقت مین ہوش | ہو چکی ہو گی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب | شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہے دعا اے خالق لیل و نہار | ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل تابان

سیر چمن عمر ہو کی ہنسے تو کیا ہیچ
رنگین ہے جوانی کا گل اسمین سو تھا ہیچ

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز
عاشق کا یہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

اسباب جہان دل سے گیا جب نظر انداز
پوچھا جو ہمین کیا دیکھے ہے دیوانہ کہا ہیچ

ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ
بے عشق تہان جینے کی لذت بخدا ہیچ

مانی نہ بند ہے گا کبھی نقش اسکی کمر کا
نر سودہ نکر خامہ کو اب فائدہ کیا ہیچ

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
دیکھا جو انہین جا کے تو عمامہ سوا ہیچ

سودا سے کہا مین جو ترے شعر کو سنکر
جو دیکھا تجھے اکے تو ہے بے سر پا ہیچ

بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرعہ بیدل
عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ

غزل آتش

بہار آئی چمن مین چلی ہوا ے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعا ے قدح

دکھا رہا ہے عجب آئینہ صفا ے قدح
سرور اسے ہے جو ہے صورت آشنا ے قدح

زمانے مین کوئی مجھسا نہین ہے دریا نوش
حباب وار ہے سر مین بھری ہوا ے قدح

شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائے گی لب بیگانہ آشنا ے قدح

صراحی دار ہے گردن نہین فقط اونکی
دو چشم مست کی گردش بھی ہے سبو ے قدح

مرے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اسمین شادی ہو
مثال گریہ مینا و خندہ ہا ے قدح

شراب خانے مین کرتا ہون سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے لہر آب با صفا ے قدح

بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنے گی خشت سر خم کی خاک پا ے قدح

سبو و شیشہ و خم کسکی کی نہ پابوسی
کبھی منے منہ نہ لگایا مجھے سوا ے قدح

جہان کی سیر دکھاتا ہے نشہ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدا ے قدح

ان انکھڑیون مین جو کندن سی سرخ ہوئنگی
کہو لگا نشہ دو رنگ مین طلا ے قدح

حجاب دور کیا کیف مے نے اس بت کا
جزاے خیر دے ساقی تجھے خدا ے قدح

ردیف ح

غزل حسرت

کل جو پہونچی تری آواز مرے کان کے بیچ
آ گئی سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

سخت ہے خوف مجھے دل کا خدا خیر کرے
آگ بھڑکے ہے اسی سینۂ سوزان کے بیچ

یان تلک روئے ترے غم مین کہ روتے روتے
نام نم کا نرہا دیدۂ گریان کے بیچ

ساربان محمل لیلی کو ادھر تک لے چل
خاک مجنون کی بھٹکتی ہے بیابان کے بیچ

واے اے فصل خزان سیر نہ دیکھا گل کو
اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک آن کے بیچ

رو رو یک شاخ پہ گل بیٹھے ہوئی بلبل زار
حسرت اس شعر کو پڑھتی تھی گلستان کے بیچ

غزل آتش

رہ الفت مین نقد عمر کر خرچ
کہین ہر چند ممسک تجھکو در خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ بار گیسو سے لچکتی
نزاکت کرتی ہے انکی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہوا سقدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ
ممنون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنی نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ

جنون عشق ہے غارتگر ہوش
کرے کیا عقلمندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
یہی توشہ یہی بہر سفر خرچ

ملا جو اوسکو سمجھے من و سلوی
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے ہے آتش کو لوٹا
رہا فرما نشیون سے خرچ پر خرچ

غزل سودا

سہے جاتے ہین پہاڑ اسمین کہان تھل بیڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سو

اے دوا یا نسے چلی جا تو دبے پانون ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولے کو نہ کچھ کھاٹ کو سو

ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو نہین تو بولین
میرے کپڑونکے طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سو

ہوتیون مین وہ ہین آنکھونکے ترازو مین تول
ارے انشا نہ تو بنیونکی طرح باٹ کو سو

غزل آتش

بلا اس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
خم اندر خم ہے ہر مو پیچ در پیچ

الہی خیر کیجو کھا رہی ہے
ادھر وہ زلف ادھر نازک کمر پیچ

ہوے ہین زلف پیچان سے بھی طرے
تری دستار کے پیدا دگر پیچ

نہوا اس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر پیچ

جواب خط خبرداری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ اسے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہمکو دیگا
ہر اک ہر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اسے یار او سے کر پیچ

فراق یار سے گشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش کا گر پیچ

غزل میر

عشق مین اے طبیب ہان ٹک سوچ
پائی جان در میان ہر یان ٹک سوچ

بے تامل ادا ے کین مت کر
قتل مین میر سے مہربان ٹک سوچ

سر بسر مت جہان سے جا غافل
پاؤن تیرا جہان پڑے ٹک سوچ

پھیل آتنا پڑا ہے کیون یان تو
یار اگلے گئے کہان ٹک سوچ

ہو نہفتہ اپنا ہلا نہ سمجھے بن
معنے جب کھولے تو زبان ٹک سوچ

گل و رنگ بہار پردے مین
ہر عیان مین ہے وہ نہان ٹک سوچ

فائدہ سر جھکے سے شیب مین میر
پیری سے آ گئے اے جوان ٹک سوچ

ہی عجب لذت شکار افگن تری تیرونکی بیچ
جسکا چرچا ہو رہا ہے سارے نخچیرونکے بیچ

کل جو دیکھی شکل مجنون ہمنے تصویرونکی بیچ
ایک مشت استخوان تھی لاکھون زنجیرونکے بیچ

ہمنے سیکھے قطرونکا عالم تو مرے اشکون مین دیکھ
لعل سے ٹکڑے سے چمکتے ہین پڑے ہیرونکے بیچ

بلبلو تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن
لالہ و گل کا نہ کیجو ذکر دلگیرونکے بیچ

آ گئے دل ہو تا تھا بیکل اسکا میرے آہ سے
آ گیا ہے فرق اب آہون کی تاثیرونکے بیچ

گر مرقع مین کھینچی ہو اس مسیحا کی شبیہ
جان پڑ جائے مصور ساری تصویرونکے بیچ

وہ خماری انکھڑیان بکھرے ہوئے بالو نمین دیکھ
جسطرح دو مست جکڑے ہو وین زنجیرونکے بیچ

قاصد اکیا خط لکھون مین اسکو فرط شوق سے
فوت ہو جاتا ہے مطلب مجسے تحریرونکے بیچ

گفتگوی یار کی کیا بات ہی کیا گھات ہے
ساری محفل کو لگا لیتا ہے تقریرونکے بیچ

اور تو صورت ترقی کوئی بخشش کی نہین
ہان مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیرونکے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اسکے دہن کے بیچ

پانی ہو بہ گئے مرے اعضا نین کی راہ
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق حسن کی بہار
آکر ترے شہیدون کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سر خرو نہین اہل جنون کے پاس
پابوس کو ترے جو نہ پہونچا ہو بن کے بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت مین زار
رویا ہر اک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدہ مین دیکھ تو شعلہ ہے بے قرار
آرام دل جلون کو نہین ہے وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہے روز کیفیت شراب کہن کے بیچ

سودا نے اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہے
ایسی کی اک نگاہ رہی من کی من کے بیچ

غزل انشا

بیگمان چاہ کے دریا کی تری ہاٹ کو سوچ
بید ھرک پاؤن نہ رکھ پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ

مری طوطی طبع باشندۂ بستان ذرا ہو جا تو اب شکر فشان آج
شجاعت کیا پھلے اس جادلیری دلاور ہے وہی شوکت نشان آج

غزل حاتم

سر و کچھ دعوا کرے گر قامت دلبر سے آج چھیڑ ڈالے فاختہ ارّہ بنا شہپر سے آج
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہے تیر دل ہمارا سہم اب کھاتا ہے کاراتبر سے آج
رات دن جاری ہے عالم مین مرا فیض سخن گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون اس جوہر سے آج
زلف چشم و خال و خط چارون ہین دشمن دین کے حق رکھے ایمان سلامت ایسی کفر و شر سے آج
ہاتھ مت کھینچ اے جنون تجکو مری سر کی قسم ایک جبتبک بھی رہے تار گریبان سر سے آج

غزل میر

حال برا ہے ہمکو تمسے اتنی غفلت کیا ہے آج کوئی گھڑی تو پاس ہو یان پھر ین فرصت کیا ہے آج
[illegible] ہے وہ آئینہ پہ آنکھہ نہین کھل سکتی ہے دلتنگی سے رک رہی ہے دم کیا کہیے صورت کیا ہے آج
فرقت مین تیغ کھچی رہتی ہین جبسے دلکی لاگ لگی اس ظالم بیرحم کی میری ایسی صحبت کیا ہے آج
شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کل تک بھی حاضر تھے کوئی بادہ فروشان مین یہ میری حرمت کیا ہے آج
میر گھڑی یکساعت ہی مین عیش تم کر ذلگی ہے تاب نہین کیا ضعف سے دلمین جی طاقت کیا ہے آج

غزل سراج

اپنا جمال مجکو دکھانا رسول آج عاجز کی التماس کو کرنا قبول آج
اے مہربان طبیب شتابی علاج کر تیر مژہ کی درد سے ہے دل مین سول آج
مرہم تری وصال کا لازم ہے اے صنم دلمین لگی ہے ہجر کی برچھی کی ہول آج
بیو باج بزم بلبل نالان خراب ہے مرجھا رہا ہے صحن گلستان مین پھول آج
بے فکر ہون عذاب قیامت سے اے سراج دین محمدی کو کیا ہے قبول آج

غزل ترقی

ہاتھ سےاوس مت پر فن سکے باامید وصال
رات صہبا کے لئے ہمنے کئی جام عبث

اہل گلشن کا یہی طور تھا کل گلشن مین
گالیان دیتا ہی بلبل کو گل اندام عبث

رات دن سر پہ سلیمی کے ای ظالم خونخوار
کھینچتا ہیگا سدا خنجر و صمصام عبث

غزل آتش

نہین سکے کسکا زیور چاند سورج
گڑھا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیری منہ پر چاند سورج
جوان ہے تو ہمسر چاند سورج

قسم ہے سر کی مجھکو اے رخ یار
نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین ہوتے ہین جب وہ دیکھتی ہین
ہراسے یار کا در چاند سورج

وہ رخسار ہی جو ہوتے ہین مقابل
نکل جاتے ہین بچکر چاند سورج

چراغون ہین جو تیرے راستے کے
رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

تمہارے روبرو ہوکر ہوے ہین
سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ لکا نور کا ہے تو جو دیکھے
رہین حیران ہوکر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق
ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ بالون مین اگر رکھے نہ باندھے
اوڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اس میخانے کے ہین مست آتش
کہ جسکے ہین دو ساغر چاند سورج

غزل شجاعت

نہین تجھسا ہے کوئی دلستان آج
غلام اساترے پیر و جوان آج

یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس
خجل بس کر گیا ہے باغبان آج

بہار بوستان گگر وہے بر مین
نکل چل جا ہیان سی ایخزان آج

مصور کھینچ لے تصویر اسکی
کہ یکتا حسن مین ہے ہو میان آج

نہین بولا ترش ہو چین جبین ہو
ہوئی دشوار تجھپر کیا زبان آج

ردیف ج

جب تیغ کھینچ تیری دے اسلام کو قوت
افواج مین کفار کے پڑ جاے ہٹا ہٹ

دارا جو مین مہر پرُ در نایاب سخن کو
گردن مین لپٹ لینے لگے بوسے چٹا چٹ

طفلی ہی سے مکتب مین ترے وہ بیٹھا نہین اگر
کھاتا رہا آخون جی سے بید سٹا سٹ

ٹک دیکھ خزان مرگ کی غافل نہو ہشیار
جھڑتے ہین ہر و برگ شجر ترے چٹا چٹ

دعواے سخن کا نہو شاگرد سلیمی
اوستادون سے جو باندھے مضامین جھٹا جھٹ

غزل سودا

جسکے خط اتری تو اوس سے دل لگانا ہی عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث

ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب
چہرے کو اندر نقاب ہمسے چھپانا ہی عبث

پوچھیے تمکو کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مصحفہ بغیر
گذری ہو گذری جو کچھ اسکا فسانا ہی عبث

ناصحا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم
جل چکا سب کچھ تب آتش کو بجھانا ہی عبث

غیرت اے سودا نہین ہے مقتضی اس بات کی
جی ہے دورے مین پھر اسکو منہ لگانا ہی عبث

غزل تمنا

زلف کا دام پھینکنا ہے ہمپر عبث عبث
بل کھائے اتنے گیسو نے ہمپر عبث عبث

ہر طرح کرتا جھوٹی مری سچی بات کو
سوگند کھانا میری قسم پر عبث عبث

اصلاح پر مزاج نہین ہے خفا وہ شوخ
خط پر عبث عبث ہی قلم پر عبث عبث

پلکون کی آستین اسے کافی ہے شیخ تو
رکھتا ہے ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث

اے اشک چشم یار کا شہرا نہ کر ذرا
بدنامی میرے شور و ستم پر عبث عبث

نقشہ گلی کا اسکے تمنا ہے دل پہ نقش
تہمت ہے صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہمسے یہ پیغام عبث
آئے کل رات مری گھر مین سر شام عبث

فکر کرتا ہون گر آغاز محبت مین کہ ہے
آخر الامر کو ہے عشق کا انجام عبث

غزل آتش

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ — آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ
چل رہی ہے دلا ہوا اے بہار — لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ
سامنے تیرے جو پڑے ای ترک — اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ
چار دن ہے بہار اے بلبل — زر گل کا ہزار توڑا لوٹ
صف مژگان سی کہہ رہی ہے چشم — دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ
صرف للہ مال دنیا کر — مرد ہے کچھ تو بہر عقبیٰ لوٹ
صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار — آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ
نعمت خوان حسن جو ملجائے — یہ سمجھ لے ہے من و سلوا لوٹ
کیا عجب جب وہ گیسوئے سرہنگ — لین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے — نہین سردار سپہ لیتا لوٹ
کام مردون کا ہے یہ اے آتش — رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

غزل سلیمی

پڑے ہے جو کان مین میری تری کہین آہٹ — تو فرش چشم نظر تک کرون زمین کو سمٹ
ہمارے دل پہ جو کالی بلا سی لہر آئے — ڈسے نہ ناگنی زلف اسکی کیون لٹ اپنی الٹ
دمیدہ سبزہ سے ہے رشک باغ چہرۂ یار — وہ خط حسن سے جسکے رہے بہار لپٹ
غم فراق مین کھائے جو ہم ہزارون داغ — ہوا ہے رشک بہار چمن جگر بھی پھٹ
کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے مسجود — بجائے کعبہ سلیمی کو بس تری چوکھٹ

غزل سلیمی

پینے لگے جب ہم سے توحید غٹا غٹ — تب رمز معانی کے کھلے راز جھٹا جھٹ
کل دیکھ شب وصل مین رندونکی برائی — ٹکرانے لگے سر کو بھی چوکھٹ سی کھٹا کھٹ

خط مشکین سے رخ یار کے منہ پر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکی قاتل مجھکو
اے خوش اندام بس اب جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کے جو سنتے ہین خبر
منہ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے بہت اے قاتل
خون ناحق مین ہے اپنی نہ تلوار لپیٹ

ابھی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

غزل میر

نیا یا دل ہوا روز سینہ جبکا جالٹ پٹ
کسو کے زلف ڈھونڈھی ہو گل کو سب لپٹ

تو کن نیندون نپر اسوتا تھا دروازے کو موندے شب
مین چوکھٹ پہ تری کرتا رہا ہر کونپک کھٹ کھٹ

چٹین لگتی ہین دل پہ بلبلون کے باغبان تو جو
چمن مین توڑتا ہے ہر سحر کلیون کے تین چٹ چٹ

تری ہجران کی بیماری مین میر ناتوان کو شب
ہوا ہے خواب سونا آہ اس کروٹ سے اوس کروٹ

غزل سلیمی

بوسے کا خیال آیا جو دل مین مرے جھٹ پٹ
تو آکے صبا نے لین بلائین مری چٹ چٹ

ہنستے ہوے بھولے سے کچھون پر جو گرا ہاتھ
جھنجلا کے لگا کہنے کہ چل دور ہو نٹ کھٹ

کل تیرے رقیبون سنے جھڑک کر کہا تجھسے
آنے سے لگی رہتی ہے ہر روز کی کھٹ کھٹ

ہر چند کہ مین عجز و تملق سے رجھایا
بولا ہمین بھاتی نہین یہ آپ کی سٹ پٹ

کھینچا جو غم ہجر سلیمی نے بہت عمر
تو خوب ہوئی وصل کی شب یار سے لٹ پٹ

غزل انشا

آج کیا ٹھہر گئی ہان یاکہ نہین منہ سے تو پھوٹ
ہو گی وہ بات وہان یا کہ نہین منہ سے تو پھوٹ

کوٹھی پر ٹھہرون مین یا آنکہ منڈیری سے او دم
صحن مین ڈیوڑھی مین یا اور کہین منہ سے تو پھوٹ

سر بلانے سے بھرو سا نہین پڑتا کس وقت
کس جگہ کب وہ کدھر یان کہ وہین منہ سے تو پھوٹ

لوگون کے چرچے کا انشا جو تجھے ڈر ہوتا
تیری کیون آنکھین بھلا پھوٹ بہین منہ سے تو پھوٹ

تماشا بھلا دیکھہ لے تو یہ آخر	کہاں ہم کہاں پھر بہار بسنت

غزل سودا

نگار سطر ابرو یار بسم اللہ کیصورت	قد رعنا سراپا ہے الف اللہ کی صورت
زلف واللیل رخ والفجر نرگس چشمہ کوثر	نمایان ہی سواد خط کلام اللہ کی صورت
زلیخا کی نمط کرور دل مین سورۂ یوسف	جو تجھکو چاہ ہے آکر ملے دلخواہ کی صورت
ہے شکر الحمد للہ بعد مدت میر منزل نے	دکھائی عشق کی صحرا مین ہمکو راہ کی صورت
الم نشرا ہوا عالم مین تیرا عشق ای سودا	نہ پنہان ہو سکے دریا ہی دل مین آہ کی صورت

غزل سراج

ادای دل فریب سرو قامت	قیامت ہے قیامت ہی قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہون	سلامت ہے سلامت ہی سلامت
نکرتا جی کو قربان تجھہ قدم پر	ندامت ہے ندامت ہی ندامت
جماعت مین ہر پیرو ہونکی تجکو	امامت ہے امامت ہی امامت
سراج اب عشق کے درپن کا صیقل	ملامت ہے ملامت ہی ملامت

غزل آتش

وصل کی شب نہین عاشق سی سزاوار لپیٹ	نیند کا حیلہ نکر منہ کو نہ اے یار لپیٹ
مثل گل تونے جو پہنی ہے قبا ای محبوب	لالہ کیطرح سبھی لٹ پٹی دستار لپیٹ
جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا	دلکو لیتے ہین ترے گیسو خمدار لپیٹ
قتل پر میرے اوٹھایا ہے جو بیڑا تمنے	خوب کسکر کمر اے ترک جفاکار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کھا اوسکو نہ کھلو اللہ	ساتھہ اپنے بھی جگر کو نہ دل آزار لپیٹ
چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین	کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ
بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر	رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

ردیف ٹ

سحر کو پارہ بستر نظر پڑا نہ کہیں | تڑپ تڑپ کے یہ کی ہمنے بسر ہی رات
اب اسکے وعدے پہ یون روز و شب گذرتے ہین | قدم شماری ہی دنکو تو دم شماری رات
صدا ہی شب نہیں یہ وجہ تیری عاشق کی | گرے ہے حال زبون پہ یہ آہ و زاری رات
تڑپ ہے مریض یہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح | کہ لوگ کرتے تھے گرد اوسکے اشکباری رات
الہی پہلے مرے تن سے جی روانہ ہو | کہ تا کہے نہ کوئی وصل کی سدھاری رات
جدا ہوی ہون جو اس لب سے لب نہ تا دم صبح | میسر آئی ہے ایسی بھی لاکھہ باری رات
یہ ہائے اب تو وہ صحبت نہیں ہے خوابمین بھی | اسی خیال سے ہم جاگتے ہین ساری رات
شب فراق کٹے کسطرح سے اے جرات | یہ رات وہ ہی کہ کہتے ہین جسکو بھاری رات

غزل مسافر

ہائے کس سے کہون مین دلکی بات | روتے روتے کٹی ہے ساری رات
پر نہ رحم آیا بھی تجھے ہر چند | سنکے احوال کو مرے ہیہات
تجھسے گالی وہ جھڑکیاں کھائین | الغرض لے گیا بسر اوقات
کیا بھلا ہو گیا ترے دلکو | چھوڑ دی ہمسے تو نے رسم نکات
نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے | کب تلک اسطرح ہماری سات
ابتو آ مجھہ طرف ارے قاتل | جان جاتی ہے وقت ہی سکرات
ہر دو عالم سے کچھہ نہیں مطلب | بس مسافر کو ایک تیری رات

غزل اختر

عجب انکی آئی بہار بسنت | جدھر دیکھو ہے وان نگار بسنت
نشے مین ہی ہر مست آئے بسنت | کھلا اس سبب لالہ زار بسنت
پلا ہمکو ساقی بسنتی صبوح | ہے آنکھون مین اب تک خمار بسنت
میان قطب دین کو مبارک ہو یہ | کہ اس سے ہی ہیگا وقار بسنت

نہین ہے خار مغیلان مزار مجنون پر
زمین نے کھوسے ہین لیلی کے خاکسار پہ دانت

ٹھہر گیا وہین شباب بے تکلفی کے سبب
سے لگے جو عالم مستی ہین گلعذار پہ دانت

کہ بیوفائی قسمت سے خلق عالم کی
تمام عمر سے ہین جانب مزار پہ دانت

یہ بخت اولٹ گئے اکدن بھی کچھہ اثر نہوا
مین پیستا رہا رات اپنے تیرہ تار پہ دانت

مراد دل کی خدا پر رہے تو ملے ہی گی
ہے کوہکن نے لگایا یہ کوہسار پہ دانت

شب وصال سلیمی کو جو نہ کچھہ سکے
الہی اوسکے لگین وصل اور پیار پہ دانت

غزل سلیمی

یہ وہ فلک ہو کہ ہین اسکے ہر بہار پہ دانت
مدام پیستا رہتا ہے نالہ زار پہ دانت

فلک پہ چاندنی حسرت سے پیستی ہی سدا
ہمارے رشک قمر کے گلے کے ہار پہ دانت

شب وصال پر اسکے خدنگ آہ سے لگے
رکھے جو اپنے کوئی روز انتظار پہ دانت

غضب ہی ہر گھڑی جراح بیوفا ظالم
رکھے ہے نشتر و سوزن کو دلفگار پہ دانت

الہی کیونکہ ہون بوس و کنار اوس بت سے
رکھون ہون عمر سے جس شوخ کی بہار پہ دانت

مساس خون شہیدان سے شکل نشتر کی
یہ دیکھہ لو جو نہ کھیے ہون تیغ یار پہ دانت

جو کو افعی نالہ رقیب کا اے جان
لگا لیا ہے تری زلف تابدار پہ دانت

یہ وہ فلک ہے کہ حاسد ہے ہر تبسم کا
مدام کھولے ہی رہتا ہی نور و نار پہ دانت

سلیمی غم کی پیاپے پڑے ہے آہ مدام
ہمارے جان و دل و عجز و انکسار پہ دانت

غزل جرات

بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
بلائین ہاتھونکی لیتا رہا ہین ساری رات

پڑے تڑپتے ہین بستر پہ آہین بھر بھر کے
جو یاد آتی ہے صورت پیاری پیاری رات

پلک نہ رات جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا
کسیکے وعدے پہ حالت تھی یہ ہماری رات

اگرچہ دن بھی کٹے ہے بری طرح سے ولے
ترے مریض پہ آتی ہے سخت خواری رات

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ہم ہوے جتے ہین اوسکو جو ہو آشنا پرست

اس دور مین گئی ہے مروت کی آنکھہ پھوٹ
معدوم ہے جہان مین چشم حیا پرست

دیکھا ہی جب سی رنگ کفک تیری پاؤن مین
آتش کو چھوڑ گبر ہوے ہین حنا پرست

چاہی کہ عکس دوست رہی تجھہ مین جلوہ گر
آئینہ وار دل کو رکھہ اپنے صفا پرست

آوارگی سی خوش ہو نہین اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا ہووی ہوا پرست

سودا اسے شخص سکے تئین آرزدہ کیجیے
اسے خود پرست حیف نہیمن تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ تک ہوا قسمت
مر سکے ہجر مین بھی یا قسمت

ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی
ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجھے مجھے دیدار
وان بھی ہر اک ہے جدا قسمت

پھول چن ہاتھو نسی سبھونکو دیے
زخم تیغ اونسے اپنی تھا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو
تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل آتش

مہندی سی لال لال ہوی دست و پای دوست
خون شہید ناز ہوا ہی حنای دوست

حصے مین دوستونکی ہین جور و جفای دوست
دشمن خدا نخواستہ ہون خاکپای دوست

دلکو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھونکو کچھہ نظر نہین آتا سوای دوست

لاتین چلینگی سینے پہ اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائینگے خلخال پای دوست

کیا مال سے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل در دولتسرای دوست

زندہ سنے تو مردہ ہو موجای دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہی آواز پای دوست

غزل سلیمی

نہ پوچھیے کیونکہ خزان رشک سی بہار یہ ذات
جو ہو تیا کے گلے دیکھے روے یار یہ ذات

شوق اگر قلیان کشی کا ہی تو مہتابی پہ بیٹھ
بیچوان نیچہ ہے ہالہ حقہ سیمین ہے ماہ
ہے تپ ہجران نہ لکھ نسخی مین میری اے طبیب
یار کے خال ولب و رنگ مسی کا ہی خیال
ہمکو ترغیب طواف کعبہ مت کر زاہدا
ابرو و بینی سے اپنی رخنہ دکھلاتا ہے یار
پان کی سرخی دکھا مت کر مسی سے لب سیاہ
تیرہ بہ تبدیل تو اے اس مین مین اے نصیر

اے مری سلطان خوبان شب کو کر وقف سمیت
ق عقد پروین کی حلیم گردون کی ہی اخضر سمیت
خرفہ و کشنیز تو رب انار تہ سمیت
ق تخم ریحان دے مجھے عناب و نیلوفر سمیت
زاد رہ تو لیکے جا احرام کی چادر سمیت
نقشہ محراب بیت اللہ کو منبر سمیت
لعل کو رکھتا ہی ہان کوئی بھی خاکستر سمیت
دوسری بھی وہ غزل مضمون تازہ تر سمیت

غزل آتش

قامت سے دکھایا تماشا ہی قیامت
ہو آج ہی ہونا ہی جو فردا ہی قیامت
دونون سے علاقہ نرہا چاہ کے تمکو
جنت کی نہ دوزخ کی ہوس وا ہی قیامت
واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہی صحرا ہی قیامت
اس مرحلہ مین خون جگر کھانا پڑیگا
بے دانہ و بے آب ہی سودا ہی قیامت
شاعر ہون ہی عرصہ محشر مین کہونگا
کیا مصرعہ بر جستہ ہی بالا ہی قیامت
رحمت سے تری ڈر نہین ہرچند کہ ہوو ے
فردا ہی قیامت پس فردا ہی قیامت
کشتے تری خلخال کی آواز کی ہین ہم
ہمسے نہ سنا جائیگا غوغا ہی قیامت
دو گام جو محشر مین چلے تم روش ناز
پامال ہوی فتنہ صحرا ے قیامت
اس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہوا دل
اللہ نہ دکھلا ے تماشا ہی قیامت
اے داغ جنون حشر کا خورشید ہی تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہی ایذا ہی قیامت
آتش نہین بچ رہنے کے تمکو بھی کریگا
صحبت مین شریک انجمن آرا ہی قیامت

غزل سودا

آدمی کیا کہ تیرے فرمان سے ہے
تا قیامت خشک نہین نار سنج

دوڑ سے آئے ہین لاکھہ بار درخت
نخل غم کا ہے پائدار درخت

غزل شاہ نصیر

چل دل اس کوچہ مین فوج اشک چشم تر سمیت
بادشاہ ملک تن ہے تو نکل لشکر سمیت

کیون نہ ہم شیشے کو پٹکین باغ مین ساغر سمیت
توڑتا گلچین ہے غنچے کو گل احمر سمیت

دیکھی آدھی رات کو مانگ اسکی جب جھومر سمیت
کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت

چشم تر کیا ہے کہ جسمین ایک بھی افسون نہین
آبرو تب ہی صدف کی جبکہ ہو گوہر سمیت

قشقہ اس بت کی جبین پر جون الف یا رو نہین
دیکھ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت

آنسوؤن کی بوچھ کی لائی نہ مژگان تاب اسے
عاقبت ٹوٹی رسن طفلان با دیگر سمیت

ابروی پر خم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال
اے قمر طلعت نکلتا ہے ہلال اختر سمیت

ناف کی حلقے سے بچ اس بحر خوبی کی دلا
ڈوبتی کشتی ہے اس گرداب مین لنگر سمیت

حسن سے آگاہ گر مغرور خوبان کو کیا
گاڑ ہی دینا تھا آئنہ کو اسکندر سمیت

ہے نمود خط تر سرخی اوٹھاوی جسنے زلف
رات کو خوبی ہے لالہ کی مہ انور سمیت

گو ہین یارو پیر ہم پر عشق سے خالی نہین
رکھتی ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت

ذکر کسکی جامہ زیبی کا چمن مین اے صبا
کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا بر سمیت

مین خط پشت لب دلبر کے ہون بوسی پہ خوش
زہر ہے اسنے دیا یارو تو وان شکر سمیت

توڑے کیون صیاد بھیکا لاشہ بلبل کو آہ
داب دینا تھا کہین گلشن مین بال و پر سمیت

ہو جہاز بحر کی ہو مشق بیتابی دوچند
گر بہاؤن تا بسینہ مین دل مضطر سمیت

ابروے پر چین پہ اوسکے دل نظر کر غور سے
دیکھتے ہین اصفہانی تیغ کو جوہر سمیت

حشر کو چاہینگے تجھسے خون بہا ہم دل صنم
ساتھ اپنی مجھکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت

مہرہ ہاے داغ سے معمور ہے سینہ تمام
روبرو اللہ کے جائینگے ہم محضر سمیت

دکھلاتی ہے رنگینیٔ رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین
دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

دلالون کی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو
پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اوس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھئے کچھ اور ہی عالم ہے تمہارا
ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکیلی کی چالین
ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ

کھلجائین تجھے معنے توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

غزل ناسخ

اس چمن مین ہین بشمار درخت
پر کہان مثل قد یار درخت

وہ ترا سرو قد ہے بے سایہ
حسد سے ہین لاکھ سایہ دار درخت

تیرے سوز درون سے کیا نسبت
مین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پر ترے ہین مجرے کو
ہین کھڑے باندھکر قطار درخت

آنکھین بادام ہین زنخدان سیب
قد جانان ہے میوہ دار درخت

سرو شمشاد سدرہ و طوبے
حسد سے اس قد پہ ہین یہ چار درخت

ہین وہ دیوانے جو ہین اہل تماع
سنگ کھاتے ہین باردار درخت

سوز دل سے زمین جلتی ہے
سبز کیا ہو سکے ہزار درخت

قدرتی میوہ ہاتھ ہین شاخین
گل ہین رخسار قد یار درخت

لیک مجھ دل جلے کی تربت پر
سبز ہوگا نہ جز چنار درخت

ہون مین عاشق انار پستان کا
ہو نہ تربت پہ جز انار درخت

احول کی آنکھ سے ہوں مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کر پھینکون مین پیرہن
سودا ہے زلف یار مین ہے تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہر بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

اس زلف مین ہے جیسے مراد اعدا رول
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ

سودا ہے زلف مین ہر جو کچھ حال کیا کہون
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

سوتی صبیح پر نہین لہرا رہی وہ زلف
بو پا کے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہر سدا آسمان دون
اکثر بنا یا کرتا ہے یہ بد شعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوے یار سانپ

غزل انشا

پھرا جو آنکھ مین اس زلف عنبرین کا سانپ
کہ موج اشک ہوا اپنی آستین کا سانپ

کھجو رہی جو ٹی یہ کسکی تھی جسکے دھوکے مین
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا سانپ

لٹ اوسکی بالون کی غصہ مین تک جبین پر دیکھ
نہ ایسا ہووے گا صحراے ملک چین کا سانپ

مگر دو زلف مددگار چشم تھی کہ مرے
ڈسے ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والے سے اے دل تو بچکے نکلا کر
کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دین کا سانپ

شب فراق تو ایک ہی تھی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال مین اس جعد عنبرین کا سانپ

صباح گنجہ زرین آفتاب کو دیکھ
کہا یہ سینے یہ کافر نہین زمین کا سانپ

نگل ہی جانے کو نکلا ہے غار مشرق سے
وہ پھن نکالے ہوے چرخ چنبرین کا سانپ

عصاے حضرت موسیٰ ہوا اپنی آہ انشا
کبھی کہین جو کرے مہر قصد کین کا سانپ

غزل آتش

آتش شوق سے اوڑتا ہی برنگ سیماب
لگ گئے ہین دل بیتاب کو پر آپ سی آپ

دلنسی ہی راہ اگر دل کو تو ہو جاوے گی
بے خبر تجکو محبت کی خبر آپ سی آپ

دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھہ ذرا
اوسکی صورت تجھے آویگی نظر آپ سی آپ

جبکہ ہو جاویگا اس زلف سے دل کا سودا
ہمیہ کھلجائیگا اب سود و ضرر آپ سی آپ

ای پریوش تری آنکھین وہ بلا ہین جنکو
دیکھکر ہوتا ہے دیوانہ بشر آپ سی آپ

فکر و تدبیر سے کیا ہو گا کہ جو ہوتا ہے
وہی ہوتا ہی جو قسمت ہی ظفر آپ سے آپ

غزل ناسخ

تیری کوچہ مین کھڑا رہتا ہون مین ای یار چپ
راتدن جس شکل سے ہو صورت دیوار چپ

کاروان شہر خاموشان کی ہین رہبر خدنگ
اسلیے رہتے ہین ای قاتل لب سوفار چپ

قیمت اس شیرین زبانی سے بیان یوسف کی
رہگیا حیرت سی سارا مصر کا بازار چپ

فاش ہوتے ہین کمال عشق مین اسرار عشق
جوش مستی مین نہین ممکن کہ ہو میخوار چپ

ہین یہ بت واللہ بیدرد انکو ہے کسکا خیال
سمجھین صحت مرکے ہو جاوے اگر بیمار چپ

تیری کوچہ مین جو کرتا ہون فغان معذور ہون
کسطرح گلزار مین ہو بلبل گلزار چپ

ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر
پاس سوتا ہی جو کوئی رہتی ہین بیدار چپ

خواب مین بھی یار کے شکوے کا گر آیا خیال
بول اوٹھا پاس ادب ہان ای لب اظہار چپ

روندنے والی نہ ہرگز درد سے ہون نعرہ زن
صبر سے گر پایمالی مین نہو ہر خار چپ

خوش کلامی اسکی ہو جس بزم مین حیرت فزا
ہون دہن انسان کی شکل روزن دیوار چپ

کیون نہین دیتا کسیکو تو جواب ای سنگدل
سنکی جب آواز کو رہتے نہین کہسار چپ

لال ہوتی ہین زبانین ناسخ اپنے سامنے
بغض سے دشمن رہین بس سنکے یہ اشعار چپ

غزل آتش

بل کھا سکے نہ صورت گیسوی یار سانپ
توڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

ہے دل مجروح کی اس چشم میگون پر شفا ۔ کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ ہون میکش تو اے زاہد نکر غیبت مری ۔ گوشت کھانے سے برادر کی ہے بہتر شراب

کانپتے ہین اہل عصیان وحشت تقدیر سے ۔ رعشہ دار انسان کو کردیتی ہے اکثر شراب

گرمی خورشید محشر سے نکیجے تا گریز ۔ اسلیے کرتا ہے واعظ مجکو دامن تر شراب

لذت عشرت ہوئی ہے تلخکامی کب حصول ۔ ذائقے مین دیکھہ تو رکھتی ہے تلخی تر شراب

میکشی سے زاہدونکو اسلیے انکار ہے ۔ تا نہ ان بدطینتون کی کھول دے جوہر شراب

ہین جو عالی ہمت اونکو میکشی سے شوق ہے ۔ آدمی کو عرش پروازی کو ہے شہپر شراب

ہون نجس ہر چند لیکن پاک کر دے گا وہی ۔ جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک نالہ شبگیر نصیب ۔ پر اوسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جب تلک اسکو ہے تیری زلف گرہگیر سے کام ۔ کسقدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

تونے دلکو نہ بناتے مین کسیکو دیکھا ۔ ظاہر ادہر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب

جرم گو غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین ۔ بگنہ مجسا کوئی دیکھا ہے تقدیر نصیب

کوئی کشتہ ابرو ہے کوئی مژگان کا ۔ تیغ قسمت مین کسیکے ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا ۔ حق تعالی کرے اسطرحکی اکسیر نصیب

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کیا ہوا مجسے کشیدہ ہے وہ گر آپ سے آپ ۔ کشش دل اوسے کھینچیگی ادھر آپ سے آپ

اوس دل آزار کا کیا جانے ہے کیا خوف مجھے ۔ دل دھڑکتا ہے مرا دو دو پہر آپ سے آپ

ہے ابھی رات کہان جاتی ہے اے ماہ لقا ۔ بول اوٹھا یہ نہین مرغ سحر آپ سے آپ

بخت برگشتہ جو ہو جائینگے میرے سیدھے ۔ وہ چلے آئینگے سیدھے مرے گھر آپ سے آپ

گل بھی دیوانی ہین تیرے جو کہ آتی ہے بہار ۔ ٹکڑے کر ڈالتے ہین جیب و جگر آپ سے آپ

دل شکستہ ہون مین وہ ٹوٹے کے ہو سو ٹکڑے
نام لکھہ ہی جو کوئی میرا پس جام شراب

ساقی اس دور مین کب آنکھہ چرا سکتا ہے
رات بھر گشت کرے ہے عسس جام شراب

نوش دارو سی بھی بہتر ہی دم ذبح خمار
ساقیا تشنہ ہت فریاد رس جام شراب

بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بے زبان ہے جو دہان جرس جام شراب

ابلقی چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
ورنہ ابتک تو ترستا فرس جام شراب

نخل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
پہلی پہونچائے ثمر پیش رس جام شراب

مجکو اس بوسۂ دندان ز بس ناز بوسۂ لب
نقل نمکین ہین و لے خندہ پس جام شراب

بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا
عکس مژگان ہے ترا ہی مین خس جام شراب

ذوق جلدی مے گلرنگ سے دی ساغر گل
لب نازک کو ہی اسکے ہوس جام شراب

غزل سلیمی

اے مری رشک قمر ناز سے آنا کیا خوب
دل عشاق کو غمزے سے لبھانا کیا خوب

تونے بیگانہ سمجھ مجھکو اٹھایا ہے دور
اپنی خلوت مین رقیبون کا بلانا کیا خوب

دام کاکل مین مرا دل تو ہوا ہے نخچیر
تسپہ اے رشک پری مجھکو ستانا کیا خوب

شکل پروانے کی اس دل کو جلاتا ہون سدا
شمع رو تیری ہی پر جان کا جانا کیا خوب

جا بنا پان کا مسی کی دھڑی پر آفت
لعل لب کھول کے دانتونکا دکھانا کیا خوب

ناگنی زلف کی جب مانگ نکالو ہو صنم
دل زخمی کا مرے شانہ بنانا کیا خوب

اس سلیمی کو صنم مہر و وفا سے ہردم
رات دن اپنے چھپر کھٹ پہ سلانا کیا خوب

غزل ناسخ

ہی مری مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہون مین ہے شیشۂ ساغر شراب

ہی تصور کسکی چشم مست کا جو ان دنون
جا ہی اشک آنکھونسی جاری ہوتی ہی اکثر شراب

خون نظر آتا ہی صاف اوسکے تن نازک سے یون
جسطرح مینا ہی بلورین مین ہو احمر شراب

غزل ناسخ

گر دہان تنگ تیرا دیکھہ پاے غندلیب
غنچۂ گل سے چمن مین تنگ آئی غندلیب

گر ترے دست حنائی دیکھہ پائے غندلیب
شاخ گل کو آہ سوزانسے جلائے غندلیب

پیرہن میں گیا پر نرے تو پھر دید گل
نوچکر سب بال و پر اپنے اوڑائے غندلیب

ذبح کر اس غیرت گلشن پہ مجکو وار کر
بس یہی صیاد سے ہے التجاے غندلیب

عاشقونکی قدر معشوقونسے ہوتی ہی سوا
دیکھہ لو گل سے زیادہ ہے بہاے غندلیب

شمع کے شعلہ کو گر تشبیہ دون گلگیر سے
بزم مین گلگیر سے نکلے صداے غندلیب

کب قفس مین صید گلشن یاد آتا ہی اسی
عارض صیاد ہے حاجت رواے غندلیب

جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین
گل کھلے ہین باغ مین خالی ہی جاے غندلیب

جاے گل دیکھون الہی منہ اوسی محبوب کا
ہے یہی ہر صبح گلشن مین دعاے غندلیب

نقش پا تیرا جو ہر اک گل ہے وہ اے خوشخرام
ہر قدم آیا ہی رشک نغمہاے غندلیب

نالۂ موزون یہ کہتے ہین باواز بلند
آج ہم باطل کرینگے دعوہاے غندلیب

موسم گل ہو چکا آئی خزان مرجائین گے
کھینچ گلشن مین شبیہہ اپنی براے غندلیب

بعد مرنے اوڑتے پھرتے ہین چمن مین بال و پر
عشق گل مین دیکھہ اے ناسخ وفاے غندلیب

غزل ذوق

پی کبھی جا ذوق نکر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ ترے دلمین ہوس جام شراب

بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام روان
جیسے ساقی طرب باز پس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ مین کہ نہین
نہ شکست ایک صدا ہی جرس جام شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاوُنگا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشے مین بہکا
خس کے شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہے مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترا | کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب
منہ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پر نور سے | کھینچیے اپنے کف پا کو دو چار آفتاب
حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے | بیحساب ان عارضون مین ہی شمار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اس رخ کو ترقیخواہ حسن | روشنی طور روے پہ وردگار آفتاب
کیف مے سے سرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا | ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجے خیال یار کو | دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اس رخ روشن کی نظارے نے کیا | طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب
روز روتی سہلوی گل مین گذر جاتی ہی رات | یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
پاؤن تیری اسمین اے محبوب ہم دھو پاکر | ہاتھ آجائے جو طشت زر نگار آفتاب
صبح محشر کا ہی انکھو نین اونھون کی اشتیاق | ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب
غور رہتی ہین تصور سے شب سرما مین گرم | روے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب
مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رخ زیبای یار | ذرے اپنی خاک کے ہونگے نثار آفتاب
دل جلا ہی گرمیون سے اسلیے دریار اب | بھاگ جاؤن وان نہو جسجا گذار آفتاب
رو ہی یار اپنی طرف سی پھر ذرا ای آتش ندین | ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

غزل شادان

بہار آئی ہے اب دلمین ہی ہوای شراب | صنم کے ساتھ مزا ہے نہین سوای شراب
عجب مزا ہے کہ اوسنے قبول کرکے لیا | جو اپنے ہاتھون سی آبھی ہمین پلای شراب
سبو سبو جو خدا چاہے ہے تو پیوینگے | بہار عیش مین ساقی اگر لے آئے شراب
جو اسکے نشے مین آتی ہے یاد دلبر کی | تو صاف کہتا ہی ساقی نہین بہای شراب
کہان خراب حقیقی مین درد رہتی ہے | نہین ہے درد یہان دیکھ اب صفای شراب
نہین سماتی ہین پھولی ہوئی جو شادان ہم | گلاب پیتی ہین اس گل سی کر ہم بجاے شراب

مت ڈھلک غیر کا نسی تو آب اے مژۂ اشک آبدار ٭ منت مین جائیگی رہیگی تیری موتی کی سی آب
کچھ نہین بحر جہان کی موج پر مت بھول میر ٭ دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب ٭ ہوش کے لشکر کے گر آ کر کرے مغلوب خوب
بلبل گلشن غزلخوان ہے فراق گل ستی ٭ گر ملین آپس مین دونون طالب و مطلوب خوب
از رہ غم کر چلے سر پر مثال فذکر یا ٭ یار کے جور و جفا پر صبر جون ایوب خوب
آزماتا ہون کہ درد سر ہے فکر دنیوی ٭ سب سے دیر وا ہوا ہے عالم مجذوب خوب
دلکی سیپارے کو ہیکل کر رکھے ہین برین ہم ٭ جد ول زخم و جفا سے ہے اسے اسلوب خوب
سبزۂ خط خوشنما ہے تجھ لبون کے آس پاس ٭ جونکہ پانی کے کنارے پر لگی ہے دوب خوب
یوسف مصری کب آویگا مرے پاس سراج ٭ از سر نو ہووے نور دیدۂ یعقوب خوب

غزل فاضل

اس خوب رو کے آگے اگر آئے آفتاب ٭ خجلت سے پھر زمین مین سما جائے آفتاب
گر وقت شام اوس مہ تابان کو دیکھ لے ٭ تا صبح پیچ و تاب مین کھائے آفتاب
اس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے ٭ سو سو طرح سے بن کے اگر آئے آفتاب
کب سرخرو ہو روبرو اوس سرخ رنگ کے ٭ رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب
اس مہ جبین کے جلوۂ پر نور کو اگر ٭ ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب
فاضل تو اسکی آتش ہجران مین جل بجھا ٭ ڈرتا ہون اسطرح سے نہ جلجائے آفتاب

غزل آتش

روشنی اس گل کی کرجاتی ہے کار آفتاب ٭ حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب
سامنا اس آتشین رخسار کا اندھیر ہے ٭ رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب
ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل ٭ ہم کہے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

کہے ہے تو تو کسیکو صنم عجیب و غریب — دلربا ہو تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب
ہلال عید مین ہے خم یہ غیرت خورشید — یہ تیغ ہے ترے ابرو کا خم عجیب و غریب
شفا ہے چشم مین ہو جسکو مہربانی عین — نہووے کیونکہ بھر اوسکا ستم عجیب و غریب
بیابان کیون نہ چلے میرے سرو نالہ ہی — مین نوحہ سوز کرون ہون ستم عجیب و غریب

غزل

دربان نے وان تو نہ دیا سر کھے پٹ تمام شب — یان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب
خانہ خراب جیسے ہو زلفو مین تیرے دل — روح اپنی گھٹ سے رہتی ہے بیگھٹ تمام شب
چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتے رہے — اوس زلف عنبرین کی وہ ہر لٹ تمام شب
محفل مین ڈر کے ضبط سے ساقی کے رو دئے — آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب
قطرے تھے یا تھے ریزۂ الماس جس سے آنکھ — لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب
لگ لگنی بھی دیا نہ مجھے عزم وصل مین — مچلا ئیون سے اوسنے کیا ہٹ تمام شب

غزل میر

کیسی مسجد کیسا میخانہ کہان کے شیخ و شاب — ایک گردش مین تری چشم سیہ کی سب خراب
تو کہان اسکی کمر کیدھر نہ کر بیدا اضطراب — اے رگ گل دیکھیے کھاتی ہے جو تو پیچ و تاب
موند رکھنا چشم کا ہستی مین عین دید ہے — کچھ نظر آتا نہین جب آنکھ کھولی ہے حباب
تو ہو اور دنیا ہو ساقی مے ہو اور مستی مدام — پر بط صہبا نکالے اوڑ چلے رنگ شراب
ہے ملامت تیری باعث شور پر تجھ سی نمک — تک تو رہ پیری چلی آتی ہے اے عہد شباب
یہ خرابی کب سی تھی شایان آہوے حرم — ذبح ہوتا تیغ سے یا آگ سے ہوتا کباب
کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جسکو خط دیا — خیر جواب معاف آئی کب کوئی لایا جواب
وای اس جلنے پہ اے مستی دور جسمے ہیں — جام ہے تو گردش آوے اور میخانہ خراب
خوب حرفے بن الف بے کے نہین پہچانتا — ہون مین ابجد خوان تمنا سائی کو مجھ سی کیا حساب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے ‏‏ — اے شیخ میکدے کی ہے آب وہوا عجب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب ‏‏ — راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہے ورنہ نسیم ‏‏ — کر سکے ہے ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدۂ وصل ترا یار مجھے یوں پہونچا ‏‏ — جوں مہ عید کی صائم کو خبر آخر شب

دوست ہر چند ہمارا ہے موذن لیکن ‏‏ — دشمن خواب ہے جوں مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا ‏‏ — آئینہ ہاتھہ میں مشرق کو نظر آخر شب

انتہا عیش جہان کا جو تو دیکھا چاہے ‏‏ — بزم مستان پہ نظر غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیست و نہم سودا ‏‏ — کچھہ ڈھلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب ‏‏ — نہیں کچھہ راہ ملنے کی مجھے تبلائیے صاحب

کسیکے لینے دینے میں نہیں کوئی میں بیٹھے ہیں ‏‏ — تمھارا غم ستاتا ہے اسے سمجھائیے صاحب

پڑے ہے کچھہ دلکی بچھو سو تو اسکو لیجلے اب کیا ‏‏ — اگر یہ جان کبھی درکار ہے ستلائیے صاحب

لیچلی جان یعنی اللہ اکبر تم ہوے رخصت ‏‏ — تمھارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب

قیامت تک رہیگی کہنے سننے کو وفا تیری ‏‏ — گھڑی بھر رکر بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تابان

مت کر فغان تو باغمیں زنہار عندلیب ‏‏ — صیاد ہو مباد خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھہ ‏‏ — تو کس بلا میں ہیگی گرفتار عندلیب

آتا ہے رحم مجکو گلچین کے ہاتھہ سے ‏‏ — تو کھینچتی ہے تخت پہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہیں گلرخونکے ہاتھہ ‏‏ — تابان بھی ہے اسیطرح سے خوار عندلیب

غزل نور

غافل غضب سے ہو گی گرم پر نہ رکھہ نظر
پر ہے شرار برق سی دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہے ہنوز پھپھولا حباب کا

ای برق کسطرح سے مین حیران ہو تجھہ کنے
نقشہ ہے ٹھیک دل کی مری اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہی آفتاب کا

غزل آتش

ہر حال مین ہی اپنے مرا یار دل فریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کیطرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جانخراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار مین اک ایک خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین ای ترک تستنی
ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانہ گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کی
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر اک دکان ہے بازار دلفریب

سودا سے عشق کی لیے ہے خوش جمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قاتل خوش رو کی ہی تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہی اک بیت انتخاب
کیونکر نہو وہ ابروے خمدار دلفریب

اس گل نے گوش دل سی سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین تری اشعار دلفریب

ردیف ب

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا عجب
یہ دل کھلے جو تجھسے تو ہوای صبا عجب

گل دادِ عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری ہے ترا پہونچنا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
توبھی وہ بت نہ رام ہوا ایخدا عجب

بیگانہ وار آکے نہو جیسا کبھی ہمین
تم بھی تو ہو کوئی مری جان آشنا عجب

دنیا مین کون کون نہ یکبار ہو گیا
پھر منہ کو اسطرف نہ کیا اوسنے جو گیا

پھرتی ہے میری خاک صبا در بدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

آگاہ اس جہان مین نہین غیر بیخودان
جاگا وہی ادھر سے جو موند آنکھہ سو گیا

طوفان نوح نے تو ڈبائی زمین فقط
مین ننگ خلق ساری خدائی ڈبو گیا

برہم نہو کہین گل و بلبل کی راستی
ڈرتا ہون آج باغ مین وہ تند خو گیا

واعظ کسے ڈراتا ہے یوم الحساب سے
گریان مرا تو نامۂ اعمال دھو گیا

پھولے گی اس زبان مین گلزار معرفت
یان بھی زمین شعر مین یہ تخم بو گیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
دے گرچہ گرم و سرد زمانہ سمو گیا

اے درد جسکی آنکھہ کھلی اس جہان مین
شبنم کی طرح جان کو اپنے وہ رو گیا

غزل ناسخ

سمجھہ کے خس نہ مجھی کو جہان نے پاک کیا
ہزار طور کو اوسنے جلا کے خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی
قضا نے چشمۂ خورشید کو ہلاک کیا

گلہ نہ یار کا باقی رہا نہ شکوۂ غیر
اجل نے خوب مرے جھگڑے کو پاک کیا

عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا
جو بعد مرگ مجھے دفن زیر خاک کیا

نہ خط جادہ سمجھہ اسکو ہمنے وحشت مین
برنگ جیب یہ دامان دشت چاک کیا

ترے جلانے کو اے سنگدل صنم ہمنے
اک اور صاعقۂ مستور سے تپاک کیا

خبر کلال کو سرگشتگی کی تھی ناسخ
جو میری خاک سے تیار اسنے چاک کیا

غزل سودا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئین تو مزا ہے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

زاہد سبھی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہے شراب و کتاب کا

سودا سے مین یہ پوچھا دل مین بھی کسیکو دون — وہ کر کے بیان انپی روداد بہت رویا

غزل احسان

کہیگی خاک تو پیغام اے صبا میرا — ہوا ہے یار مین دم ہی ہوا ہوا میرا
جو مر بھی جاؤن تو کیجو مری وفات کا ذکر — وفا کے نام سے چڑھتا ہے بیوفا میرا
یہ غمزدون کو کھلایا تو کیا ہوا اے عشق — ذرا تو اور کہ پورا ہو ناشتا میرا
یہ سیل گریہ ہے ہرگز نہو گی بند سے بند — بکا جز ناصح تو دوگنا ہوا بکا میرا
جو بوسہ دیجے مزے کا مزہ بدل جاوے — کہ اندنون مین بہت منہ ہے بدمزا میرا
اندھیری رات کو مین روز عیش سمجھا تھا — چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا
کہین نہو خفگی تیری دلمین فکر ہے یہ — کہ خود بخود ہے کچھ اسوقت جی خفا میرا
دو چند حسن ترا فرط خشم سے چمکا — بگڑ کے کام سن اے مہ سنور گیا میرا
نہ درد سر و دوا سے مدام بے دردو — دوا نہ پر نہین درد بے دوا میرا
تمہاری زلف کا شامت زدہ کہو سودا ہے — بلاے عشق مین دل ناگہان پھنسا میرا
نہ کیونکہ رودون کہ ہے حال جانکنی مین آہ — رفیق میرا جگر میرا لا اڑا میرا ❊
کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کسکا ہے — لبون پہ لا کے تبسم کہ یہ کہا میرا

غزل تازہ از جوش

دیکھ وہ زلف پریشان مین پریشان ہوا — فرقت یار مین سرگشتہ و حیران ہوا
نہ ملا ناقہ اگرچہ دل مجنون میرا — بہت آوارہ بصحرا و بیابان ہوا
اک جھلک دیکھ کے جانان کی ہوا غش مجکو — دل حیرت زدہ مژگان کا پیکان ہوا
ساتھ غیرونکے وہ جاتا تھا جو کل بر سر راہ — مجکو بس دیکھ کے پہچان کے انجان ہوا
جوش کس کس طرح آتا ہے مرے دلمین خیال — بعد مدت کے جو اب وصل کا سامان ہوا

غزل خواجہ میر درد

وہم سا سمجھا . . . . عدم ہو دیکھا	تحقیق پایا . . . . مین خوب سمجھ
سخنوروں مین . . . . قلندرو نمین	مدبرون مین . . . . جنونیون مین
مین ہون سخنور . . . . مین ہون قلندر	مین ہون سیانا . . . . مین ہون دیوانہ
مری رباعی . . . . مرا مخمس	مرا تخلص . . . . خیال میرا
ہر ربع مسکون . . . . ہر غم کا غنچہ	ہر زور عاجز . . . . ہر نقش در

غزل اثیم

پھر ہمارے آہ و نالے مین اثر پیدا ہوا	پھر نہال سرو سے گویا ثمر پیدا ہوا
پھر کسیکے کان کے موتی ہمین یاد آگئے	پھر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا
بن گی اختر آسمان پر جلوہ آرا ہو گیا	سینۂ سوزان سے میری جو شرر پیدا ہوا
ہو گا مائل دل کسیکی صندلی پوشاک پر	بے طرح پھر اندنون کچھ درد سر پیدا ہوا
بے پری مین بھاگتا تھا دیکھ کر صیاد کو	طائر دل پھنس گیا جب بال و پر پیدا ہوا
پھر در دندان کا ان آنکھو نمین عکس آڑ لگا	قطرۂ اشکون سے پھر سلک گہر پیدا ہوا
سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پھل ملا	گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا
کان لگنے کو اثیم اب اوس در نایاب کی	اندنون پھر اک رقیب بد گہر پیدا ہوا

غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا	لذت کو اسیری کے کر یاد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی	انداز سمجھ اسکا بہزاد بہت رویا
نالے نے ترے بلبل نم چشم نکی گل کی	فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا
یان تک مری صورت سے ہی تشنہ لبی پیدا	اوسطرف جو ہو گذرا جلاد بہت رویا
جو بین چڑھی بہتی ہین جا دیکھ گلستان مین	تجھ قد سے مجل ہو کر شمشاد بہت رویا
آئینہ مو پانی مین ہے غرق یہ کیا باعث	تجھ سنگ دل کے آگے فولاد بہت رویا

گانہ ای مطرب آگر ہے مشتاق — مینہ کا اور ملار کا جھولا

ای صبا باغ مین جھلایا کر — تو مرے گلعذار کا جھولا

رونق افزا ہی عکس سے تیرے — نہر اور آبشار کا جھولا

تیرے ہاتھون مین یہ کہین نہ گرے — رسن تاب دار کا جھولا

تجھسے نازک ہی چاہیے گو ہو — صرف پھولون کے ہار کا جھولا

نکہت گل کے جھولنے کے لیے — ہے نسیم بہار کا جھولا

چاہیے طفل اشک کو انشا — مژہ قطرہ بار کا جھولا

غزل حضرت عشق

...یا جو ایک مین بوسہ تو کیا ای یار ہوا — خفا نہو ترے صدقے گیا نثار ہوا

...ون ضرور ہے اب مجھسے دست برداری — کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا

...ام قصۂ غم تجھکو مین سناؤن گا — کبھو جو ٹک دل بیتاب کو قرار ہوا

...ری گلے سے تو رہتا لگا ہوا گلرو — مجھے یہ غم ہے کہ پھولونکا کیون نہ ہار ہوا

...ب ایک بوسے کے دینے یہ منہ بناتی ہو — ادھر تو دیکھو وہ کیا رات کا قرار ہوا

...ارے سینے یہ داغونسے ہی وہ گلکاری — کہ داغ داغ جسے دیکھ لالہ زار ہوا

...ن تیرے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھا — ہزار حیف تو جسپر نہ دوستدار ہوا

غزل عاجز

...جن کا آنا . . . . سجن کا جانا — سجن کا روٹھنا . . . . سجن کا ہنسنا

...ار گلشن . . . . نپٹ قیامت — غضب خدا کا . . . . کلی کا کھلنا

...ن کی آنکھین . . . سجن کی پلکین — سجن کی زلفین . . . سجن کی باتین

...داہین کیفی . . . . سدا ہین برچھی — سدا ہین خونی . . . سدا ہین برجا

...ی کمر کو . . . . ترے دہن کو — ترے لبون کو . . . . ترے سخن کو

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم ا[illegible]

غزل حسن

وہ جب تک کہ زلفین سنوارا کیا
کھڑا اسپہ مین جان وارا کیا

ابھی دلکو لیکر گیا میرے آہ
وہ چلتا رہا مین پکارا کیا

قمار محبت مین بازی سدا
وہ جیتا کیا اور مین ہارا کیا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی
حسن اوسنے احسان دوبارا کیا

غزل حسن

گلزار ہے داغون سے یہان تن بدن اپنا
کچھ خوف خزان کا نہین رکھتا چمن اپنا

اشکون کے تسلسل نے چھپایا تن عریان
یہ آب رواں کا ہے بنا پیرہن اپنا

کسطرح نبے ایسے سے انصاف تو ہی کر
یہ وضع مری دیکھو وہ دیکھو چلن اپنا

انکار نہین آپکے گھر چلنے سے مجکو
مین چلنے کو موجود جو چھوڑو چلن اپنا

مسکن کا پتا خانہ بدوشون سے نہ پوچھو
جس جا یہ کہ بس گر رہے وہ ہی وطن اپنا

غزل منیر

ہر گھڑی رہتا ہی مجکو ڈر تری تلوار کا
روز ہوتا ہے تصدق جسپہ سر دو چار کا

ہاتھ بھی اسکو لگاتا ہی کوئی اپنا نصیب
دن بدن بدتر ہی احوال اس ترے بیمار کا

موتیون کا ہار تو پہنا کرے ہے تو سدا
دیکھ یان آ کر تماشا آنسوون کے تار کا

دیکھکر صورت مری حسرت زدہ اے دوستو
اک تحیر کا سا عالم ہے در و دیوار کا

اشک کے بدلے لہو آنکھون سے آتا ہی مرے
روتے روتے حال ہی یہ دیدۂ خونبار کا

غزل انشا

سونا جھامینہ کے تار کا جھولا
کہین لگے چھوٹنے یار کا جھولا

ہوگیا ان کو تصور انشانی
منتظر ہے بہار کا جھولا

قسم وار ہتی ہین اور گوش بر آواز قدم
عاشقون کو کبھی بیکار نہ دیکھا نہ سنا

یہ غزل جسنے سنی دیکھہ کی بولا معروف
کہین اسمین نہین بیکار نہ دیکھا نہ سنا

غزل رنگ

انس اور جن کی تھی خلقت سب جہان افسانہ تھا
کوئی نتھا او سوقت پر مین جب ترا دیوانہ تھا

ما سوی اللہ بن نتھا کچھہ کام میری ذات کا
مین نتھا اسمین وہ مجھہ مین حق مرا ہی خانہ تھا

انکھہ لاگی آپ سی بدنام مجھہ ناحق کرے
اسکی کیا تقصیر کہنا دل مرا بیگانہ تھا

جو کیا مجھہ سات میری دل نی سو مین کیا کہون
کچھہ کہا جاتا نہین دشمن مرا ہمخانہ تھا

مصرع سودا یہ شاید رنگ کیا برجا ہوا
سنگ مین آتش نتھی جب شمع کا پروانہ تھا

غزل ممنون

تجھہ نقش ہستی مٹایا تو دیکھا
جو پردہ تھا حائل اوٹھایا تو دیکھا

یہ سب تیرہی ہی حسن کا پرتو ہے
ندیکھا تجھے تیرا سایہ تو دیکھا

برا مانیی مت مری دیکھنے سے
تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

نہون کیونکہ ممنون پیر مغان کا
یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

غزل انشا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور
لے لیوینگے ڈھونڈ اور کوئی یار ہم اچھا

گرمی نے کچھہ آگ اور ہی سینے مین لگا دی
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہی کم اچھا

اغیار سے کرتے ہو مرے سامنی باتین
مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا

ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ
جاتا ہے تو جا تو بھی طواف حرم اچھا

جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد
فردوس لگے انکو نہ باغ ارم اچھا

کہکر گئے آتا ہون کوئی دم مین مین تم پاس
پھر دے چلے کل کی سی طرح مجکو دم اچھا

صد نشتر مژگان غریبان سے نہ نکلا خون | آگے تجھے میر ایسا سودا نہ ہوا ہوگا

غزل ظفر

دیکھ مجھکو بت بے پیر نے منہ پھیر لیا | آج سب سے مری تقدیر نے منہ پھیر لیا

عقل نے ہوش نے تقدیر نے منہ پھیر لیا | بس مری آہ سے تاثیر نے منہ پھیر لیا

مین تو تڑپا بھی دم قتل نہین ای قاتل | کیا سبب جو تری شمشیر نے منہ پھیر لیا

اسکا نقشہ جو ہین چھاتی سے لگایا مین نے | مہ و خور سے فلک پیر نے منہ پھیر لیا

ای ظفر چہرۂ تابان صنم دیکھتے ہی | مہ و خور سے فلک پیر نے منہ پھیر لیا

غزل ذوق

وہ کون ہی جو مجھپر تاسف نہین کرتا | پر میرا جگر دیکھ کہ مین آہ نہین کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہے ابھی آنے مین اوسکی | اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

کچھ اور گمان گذرے نہ دلمین تری کافر | دم اس لیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا

پڑھتا نہین خط غیر مرا وان کسی عنوان | جب تک کہ وہ مضمون مین تصرف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے | دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

تا دل نکرے صاف می صاف سے صوفی | کچھ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

ای ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر | آرام مین ہی وہ جو تکلف نہین کرتا

غزل معروف

عشق کا سا کبھی آزار نہ دیکھا نہ سنا | اسکا جیتا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا

تجکو جب بزم مین زنہار نہ دیکھا نہ سنا | ناچ اور راگ وہان یار نہ دیکھا نہ سنا

ہمدمو مین نے کبھی رد کلام واعظ | اوسکے جز صفحۂ رخسار نہ دیکھا نہ سنا

عشق کی راہ مین نقش قدم و شور جرس | گاہ ہنسنے دم رفتار نہ دیکھا نہ سنا

نرگس و گل نے اسی باغ جہان مین تجھسا | چشم اور گوش سے ای یار نہ دیکھا نہ سنا

عصا موسیٰ کا بس ہے سوفی دجال مذہب کو | صنم خانہ سے مہدی ہادی صاحب زمان نکلا

غزل جرات

عزیزو کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
بہین کتنے ہی دریا گر نچوڑون پاٹ دامان کا

جنون مین دیکھیو رتبہ مری حال پریشان کا
قدمبوسی کو آیا چاک نادامن گریبان کا

دل پر داغ کی حالت خرابی سے یہ پہونچی ہے
نشان رہجای جون باقی کسی اجڑے گلستان کا

نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا
گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا

تنگ آ گئے ہین ہم وحشی کہان دل کھولکر روئین
کہ وحشت پر ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا

ہوا وہ خوش تو اب لوگو نہ فرزاد سکی یہ منادی کی
نہ وان جاوے کوئی پانکا نہ یان آوے کوئی وان کا

کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرات کو
عجب احوال دیکھا ہمنے کل اس خانہ ویران کا

غزل لطیف

شکر اللہ کا جسنے کہ مسلمان کیا
دین احمد کا ہمین تابع فرمان کیا

کونسا شکر کرین ہم ترا ای رب شکور
تونے امت یہ محمد کے جو احسان کیا

غیر عیسیٰ نہ کوئی حاوی انجیل ہوا
تونے ہر فرد کو یان حافظ قرآن کیا

گرچہ ہی خلقت عالم مین سگ و خوک و شغال
مین نہ حیوان ہوا تو نے مجھے انسان کیا

جستجو رزق کی کرتا ہے عبث اے رازق
جتنے مرزوق ہین تو نے اونھین مہمان کیا

جب تھی وانت نہین آپنے تب اے رزاق
خون مادر کی تئین قوت رگ جان کیا

بندگی یہ نہین تو قوت ترا لطف لطیف
تونے جب چاہا تو درویش کو سلطان کیا

غزل میر تقی

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہوا ہوگا

ٹک گور غریبان کی کر سیر کہ دنیا مین
ان ظلم رسیدون پر کیا کیا نہوا ہوگا

آنکھون سے تری ہمکو ہے چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا

خدا سے ڈر نگہ تجھی تباہی کسے کریگا تو قتل ظالم
جو تیغ باندھے گیا تو آیا جو آج باندھی کٹار آیا

تری محبت مین رات دن ہم لہو ہی رو یا کیے ہر اکدم
ہماری سودے نے تجھکو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا

مین دین و ایمان جان و دل کو کرونگا یارو تصدق اوسپر
اگر وہ رشک بہار آیا اگر وہ رشک بہار آیا

غزل پڑھو نہین اب عشق ایسی ہر ایک مصرع ہو جسکا موزون
کہ اس غزل مین تو طبع اپنی سے کر مین بار ورد آیا

غزل مومن خان

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا
مین نے تمسے کیا کیا اور تمنے مجھسے کیا کیا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے
جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہین مرتا نہین ہم مر گئے
اب تو خوش ہو بیوفا تیرا ہی کہنا کیا

سر سے شعلے اوٹھتے ہین آنکھوں سے دریا جاری ہے
شمع سے یہ کس نے ذکر اوس محفل آرا کا کیا

روئیے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
مین یہان رویا کیا اور وہ وہان رویا کیا

آتش الفت بجھادی داغہای رشک نے
مدعی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا

آنکھہ عاشق کی کوئی پھرتی ہے ای وعدہ خلاف
دیکھیے مین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا

دہر مین ای بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
بوالہوس سے کیا کہون تھا راز جو افشا کیا

کیا خلش تھی رات دل مین آرزوی قتل کی
ناخن شمشیر سے مین سینہ کھجلایا کیا

کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون
دھر دیا ہاتھ اوسنے دلبر تو بھی دل دھڑکا کیا

غرض ایمان سے ضد اس غارتگر دین کو پڑی
تجھسے ای مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

غزل ذوقی شاہ

نگر سے ناقہ لیلی کو لے جب ساربان نکلا +
نوائے عشق سے مجنون کی غم کا کاروان نکلا

یہ دل سے آہ گل سے رنگ بلبل سے فغان نکلا
ہمین سے جمع ہو حسرت ازدو زنکا کاروان نکلا

خبر کر دیجیو غماز خسرو سے کہ اے نادان
یہان فرہاد کا مر نا وہان شیرین کا جان نکلا

توانائی نہ اک ساعت نہ سیر ضعف ہستی کی
حباب آسا جو ہم سا ایک جسم ناتوان نکلا

نبدھ سکا ہمسے نہ مضمون اوس دہان تنگ کا
ہاتھہ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا

جاہل منکر نہ آئے معجزے سے راہ پر
جہل سے بو جہل اپنے نامسلمان ہی رہا

پانون کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

حلقۂ گیسو مین دیکھی کسکے رخسار کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینہ مین رہے
آخرش دل بہ گیا خون ہوکے پیکان ہی رہا

سکو دیکھا اس سے اوراسکو نہ دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اسوقت مین
اب نکچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

غزل سوز

یہ تیر اعشق کب کا آشنا تھا
کہان کا جان کو میری دھرا تھا

وہ ساعت کونسی تھی یا الہی
کہ جس ساعت دوچار اس سے ہوا تھا

مین کاش اسوقت آنکھیں موندلیتا
کہ میرا دیکھنا مجھپر بلا تھا

مین اپنے ہاتھہ اپنے دلکو کھویا
خداوندا مین کیون عاشق ہوا تھا

دلا کیا آن تھی اللہ اللہ
کہ جس غمزے سے چھاتی پر چڑھا تھا

وہ مجکو ذبح کرتا تھا چھری سے
مین اوسکی زبردستی تک رہا تھا

نتھا اوسوقت جز اللہ کوئی
ولی یہ سوز پہلو مین کھڑا تھا

غزل حضرت عشق

یہ کیا غضب ہے یہ کیا ستم ہے کہ ہای اب تک نہ یار آیا
ادھر وہ ساقی شراب لایا اودھر وہ ابر بہار آیا

مین تیغ نگہ کی شورش کا کیا کرون مین بیان تمسی
کہ ایک پل مین ہزار ہمسے تم پہ دوہ وہ مار آیا

سکو چھلکی کسو کو گالی کسو کو غصہ ہو مار بیٹھا
غضب ہوا یہ جب اسکو یارو نشہ کا انیر خمار آیا

یار کی دیکھے تجلی جو تو موسے کی طرح
سنگ رہ سے ترے نکلے نہ رہ طور سے

ایک غضب آگ کوئی دلسوز نہ رہا او سیر
شمع بھی گور ہماری سے جلی دور سے

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سے

غزل ہدایت

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا
کارخانہ ہی سبھی عشق کا برباد گیا

چشم الفت مین مجھے تجھ سے تو ای طفل سرشک
ہائی دنیا سے تو لڑکے یونہین ناشاد گیا

یاد کر سبزۂ خط اشک جگر سے نکلا
روٹھکر گھر سے یہ اہکا خضر آباد گیا

یہ ہدایت سے بنا ریختہ کی تھی قائم
حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

غزل انشا

ای عشق جلوہ گر ہے تجھ مین یہ ذات مولا
والسابحات سبحا فالسابقات سبقا

تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نجانے
چھٹ زیر سدرہ اوسنے جو بستر اٹھایا

جو شخص جبہہ سا ہو خدمت مین یان تمھاری
کیونکر نہ پھر وہ دیکھے لاہوت کا تماشا

فرماوین آپ جو کچھ حقا وہی ہے سچ ہے
ای میرے پیر و مرشد ہان بادشاہ داتا

گر حکم ہو تو سائین سلفے کا دم لگا کر
پھٹکارون اور بھی مین سنبری کا ایک کونڈا

ہے یاد مین تمھاری بیٹھا ہوا مراقب
چارم فلک پہ عیسی کھینچے ہوے اوداسا

کر دیان تمھین سب کیون پیشوا نہ سمجھین
روح القدس ہے ادنی اک بالکا تمھارا

سبزہ اگر چڑھانا منظور ہے مہدم ہو
تو لیجیے برگ کوئی والناشطات نشطا

آستانہ ہیکے پھر سے تشریف لائیے بھی
حضرت سلامت انشا ہے آپکا یہ چیلا

غزل ذوق

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مرا وقف غزالان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک بر روئیدہ میری عشق پیچان ہی رہا

غرض دل کے لگ جاتی ہے عشق آہ — عجائب تماشا دکھانے لگا
دیا اوسکے در پر جو جرات نے جی — تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

غزل ناسخ

ساتھ اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا — رات بھر مجکو دل زار نے سونے نہ دیا
خواب ہی مین نظر آیا وہ شب ہجر کہین — سو مجھے حسرت دیدار نے سونے نہ دیا
خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ جز خواب عدم — عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
رات بھر درد جدائی سے کراہا ایسا — کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
یاد اوس زلف کی رہ رہ کے مجھے دلوائی — ہجر مین مجکو شب تار نے سونے نہ دیا
یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح — نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا
سمجھے تھے بعد فنا پاوینگے راحت ناسخ — حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا

غزل لطیف

جو شب کو رویا تو مین نے یار و جمال فخر عرب کو دیکھا — اوٹھایا پردہ کو عین کے جب تو عین انوار رب کو دیکھا
عجب تھی احمد کی میم روشن وہ صرف آدم صفی کی خاطر — وگرنہ نور احد مین مین نے نہ کوئی حسب و نسب کو دیکھا
سرا ہی تحت الثری اسیکے مقام محمود لامکان تک — مین اپنا رنگ دوئی جدا کر جمال احمد مین سبکو دیکھا
بیان شکر اسکا کیا رقم ہو شمار انعام کیا سہم ہو — کہ جسکی رحم و کرم کا اوپر کبھی نہ غالب غضب کو دیکھا
جہان عقبی مین یا الٰہی ہمیشہ رویت سے مصطفی کے — ہر ایک مومن کو کر تو روزی لطیف نے ہر جو سبکو دیکھا

غزل رفیع السودا ملک الشعرا

زخم کا دل کے ترو تازہ ہے انگور سدا — جاری رہتا ہے مری چشم سے ناسور سدا
جسکے ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب — چشم زخم اس سے زمانے مین رہے دور سدا
ہے انھین شوق کسی دل کی لہو پینے کا — دیکھتا ہون تری آنکھونکو مین مخمور سدا
گو نہ دے شیشۂ گردون مے گلرنگ مجھے — خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

دیکھیے غم سے اب کی جی میں ۔ ا | نہ بچے گا بچے گا کیا ہو گا
دل زمانے کے ہاتھ سے سالم | کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
حال مجھ غمزدے کا جس تس نے | جب سُنا ہوگا رو دیا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا | کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرۂ خون تھا | آنسوؤن مین کہین گرا ہوگا

غزل میر تقی ملک الشعرا

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا | چھوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چکے | آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف | اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کے کیا خجل | اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر | کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

غزل جرات

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا | تو شاید مرا دل ٹھکانے لگا
نہ آنے کا جب مین سنانے لگا | وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار | کہ دل بر مین کچھ تلملانے لگا
کیا اوسنے جو سیر دریا کا عزم | مین آنکھون سے دریا بہانے لگا
کہا طبع نے اور لکھ اک غزل | قلم جب مین جرات اوٹھانے لگا
اسے سحر جب مجھ آنے لگا | تو صحبت پہ گردون جھنجھلانے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو | اشارے سے مجکو بتانے لگا
مزاج آیا ہنسنے پہ تو غیر سے + | لڑا آنکھ مجکو لڑانے لگا
منانا پڑا اوس کا لشاسے مجھے | محبت جو مین آزمانے لگا

کسی نے اسکو سمجھایا تو ہوتا ✤ کوئی یان تک اوسے لایا تو ہوتا ✤

مزہ رکھتا ہے زخم خنجر عشق
کبھی اے بوالہوس کھایا تو ہوتا

نہ بھیجا لکھکے تونے ایک پرچہ
ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

کہا عیسی نے قم کشتی کو تیرے
کچھہ اب تک بھی نہ فرمایا تو ہوتا

نہ بولا ہمنے گھبرایا بہت در
ذرا دربان کو گھرکایا تو ہوتا

یہ نخل آہ ہوتا بید ہی کاش
نہوتا گو ثمر سایا تو ہوتا

جو کچھہ ہوتا سو ہوتا تو نے تقدیر
وہان تک مجکو پہونچایا تو ہوتا

کیا کس جرم پر تو نے مجھے قتل
ذرا تو دل مین شرمایا تو ہوتا

کیا جیسا مریض عشق مجکو
عیادت کو کبھی آیا تو ہوتا

دل اوسکی زلف مین اولجھا ہے کب سے
ظفر اک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل دارا

سحاب پارہ ہی دامن سے ہے آبدیدونکا
نمود برق طپیدہ ہر دل طپیدون کا

چراغ صبح کے مانند کوئی دم کی ہمین
بیان حال ہوا جان بلب رسیدون کا

یہان ہوے ہین گل سرخ خاک سے پیدا
اسی زمین مین ہے مدفن ترے شہیدونکا

اثر رکھے ہی یہ فریاد دردمندون کی
بڑا ہی صبر ستمگر ستم رسیدون کا ✤

عجب شجر ہے ثمر جسکے پارہ یاقوت
یہ رنگ دیکھہ لے مژگان خونچکیدونکا

کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال
ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا

کوئی بھی ساتھ کسیکے گیا نہ اے دارا
عدم کو جاتا ہے کیا قافلہ جریدونکا

غزل خواجہ میر درد

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا

اوس نے قصد ابھی میری باتون کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

غزل خورشید

مطرب ہے کہ شروع کریگا نا بسنت کا
فرخندہ ساقیا ہے یہ آنا بسنت کا

تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب
بیٹھا ہے شاخسار پہ تھانا بسنت کا

گل کھولے کان سنتا ہے دیتا ہے غنچہ تال
گاتی ہے عندلیب ترانا بسنت کا

خورشید نے لباس کیا تجھ بغیر زرد
کرتا ہے جس سبب سے ترانا بسنت کا

غزل حیدر

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سنہرا صل علی
وہ گول سا بدن سانچے مین ڈھلا وہ ہیگا سراپا صل علی

وہ گھونگر والے بال سیاہ وہ زلفین اوسکی عین گرہ
وہ تیر سی چتون تیکھی نگاہ وہ دیدۂ حورا صل علی

تھی ہونٹھون پہ یون مسی کی دھڑی وہ جیسے یمن مین شام ہری
تھے دانت کہ جیسے موتی کی لڑی یہ اسکا چمکنا صل علی

وہ اوبھری اوبھری سخت کچین جو دیکھے انکو ہاتھ ملے
وہ پیٹ ورق سا شکم کی چین وہ ناف کا نقشا صل علی

گو ہر بن مو ہو جاوے زبان تو بھی نہو مجھسے اسکا بیان
او حیدر ہے وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علی

غزل مومن خان

کسی کا ہوا آج کل تھا کسیکا
نہ ہے تو کسی کا نہوگا کسیکا

کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسیکا

نہ میری سنی وہ نہ مین ناصحون کی
نہین ماننا کوئی کہنا کسیکا

مجھے مار ڈالا ہے انکار نے پھر
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوی کسیکا

جو پھر جای اس بیوفا سے تو جانون
کہ دلبر نہین زور چلتا کسیکا

صبا نکہت یار لائی کہان سے
اسے دخل کیا گو مین ہونگا کسیکا

وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون
نہین کوئی دنیا مین گویا کسیکا

دم المحذر او عشق بتان سے
مجھے ڈر ہے اے مومن ایسا کسیکا

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

مین دشمن جان ڈھونڈ کے اپنا جو نکالا — تو حضرت دل سلمک اللہ تعالے

جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا — غنچہ نے صراحی لی اوٹھا گل نے پیالا

کہتا ہے نگہ سے یہ ترا گوشۂ ابرو — دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو لگالا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس یہی اک دل — فتنے ہی تو جاہے مرے کو جسے اوٹھالا

اے غنچہ سبب کیا ہے کہ آتے ہی چمن مین — گل پھاڑ رہے ہی دامن تو نے نقیبے کو سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے — پردے مین چھپا اسکے تئین تجھکو نکالا

اس انکھ لڑانے سے یہ دل کیونکہ برآوے — نے تیغ ہے اس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا

فتنے ہی اوٹھاتے ہو گئی پشت فلک خم — ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھی کہتا ہون نہ خوبون سے مل اتنا — تو اپنا غریب عاجز و دل ہیچ و الا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا — ہر رنگ بہر رنگ بہر اک شان مین آیا

عزت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہی — جب تو قشا کر وہ صورت انسان مین آیا

گل ہی وہی سنبل ہی وہی نرگس حیران — اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — نہ گور سہی آیت قرآن مین آیا

قانون ہی ساز وہی طبلہ وہی ہی — سہ تار مین بولا کہ ہر اک تان مین آیا

غزل عمر

عشق نے تیرے مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا — عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مرحلہ نیکی بدی ہے کیا غرض — ہستی سے لیکے تا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھون پھرون مین یار کو اپنی نظر مین ہر طرف — آپ مین آپ ملگیا پردہ دوئی جو اوٹھا دیا

میری سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہے کچھ غلط — آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا

عمر مین اپنے آپ مین آئی سمجھ کی جب رہا — جبکہ ملا وہ مجھسے تئین ہنسکے مجھے سلا دیا

آنکھین تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا | آپ ہی پیا پیا نہ پیا پھر کسیکو کیا
دنیا مین ہم نے آکے بھلا یا برا نسیم | جو کچھ کیا سو تمنے کیا پھر کسیکو کیا

غزل سوز

قضارا وہ قاتل ادھر آن نکلا | تو لینے کو اوسکے مرا جان نکلا
کھڑا نعش پر ہوکے بولا کہ ہی ہے | یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لیکے من بعد سینے کو چیرا | تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
ٹک اس سر کہا ہائے مینے کیا کیا | مین سمجھا تھا کچھ یہ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والون مگر سوز ہی یہ | بھلا اسکے دل کا تو ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا تیا جسکی خاطر | یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا | نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہوکے ذات مین ملنا | یہ تماشا حباب مین دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت | یہ مزا ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا | یہ تماشا کتاب مین دیکھا
اک پیالے مین مست ہوجانا | یہ تماشا شراب مین دیکھا

غزل منصور

نہ ملتا گر خو لسے دل مرا مسرور کیون ہوتا | جو دیکھا حسن جانان کو تو پھر رنجور کیون ہوتا
خدا پیدا نہ کرتا جگ مین گر ذات محمدؐ کو | تو یون معراج موسیٰ کو یہ کوہ طور کیون ہوتا
لکھا تھا طوق لعنت کا پڑھا تھا سب فرشتون نے | اگر وہ جانتا شیطان تو پھر مغرور کیون ہوتا
نہ پڑتا پرتو حق کا اگر رخسار خوبان پر | تو ہر عاشق کی آنکھون مین حسن منظور کیون ہوتا
کیا دعویٰ انا الحق کا ہوا سردار عالم کا | اگر سولی پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل سودا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارہ مارا
جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا

کیا تجھے اور نہ تھا ہستی کی جنگل مین شکار
مرغ دل تونے جو صیاد ہمارا مارا

رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا
ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نعرہ مارا

ہمنے پھینکی تھی کلی اوسکی طرف لالہ کی
اوسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

غیر کیا چیز ہے محفل سے اوٹھا دون پلمین
کیا کہون کہہ نہین سکتا مین تمھارا مارا

عشق بازی کی بسی ہمنے بچھائی جو سحر
پانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا

ہیچ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ کے روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا
کہا خلق نے رشک گلزار نکلا

کئی آ گئے پیچ مین زلف کے وان
مری چشم سے جو گہر بار نکلا

قضا تیری کافر ادھر آ گئی جو
بھلی لٹ پٹی باندھ دستار نکلا

عجب پھیر قسمت کا ہے میرے یارو
جسے یار سمجھا سو اغیار نکلا

خفا ہے ہمسے جسکو صنم ہو نشے مین
مرہٹہ کو لے کر وہ بازار نکلا

سبت جا با دل پیچ دیجے صنم کو
مرے دل کا وہ نا خریدار نکلا

صراحی سے ساقی نے مے جو پلائی
نظیر اسقدر ہو کے سرشار نکلا

غزل قسیم

گر ہمنے دل صنم کو دیا پھر کسیکو کیا
اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسیکو کیا

ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہے چاک
آپ ہی سیا سیا نہ سیا پھر کسیکو کیا

انجی تو زندگی میان مثل حباب ہے
گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسیکو کیا

ایک سب ہے تو بھی بد بلا اے چشم
کیا غضب تھی وہ جنبش ابرو
دل کو پھر زلف مین پھنسا مارا
صاف جس نے کہ نیمچا مارا

مین جو بولا کہ سنگدل ہم تو
اوسنے پتھر سے مجھے اوٹھا مارا
بعد مدت ملے تھے کل اوسسے
آج لوگون نے پھر لڑا مارا
وصل کی شب بھی مین نسویا آہ
روز ہجران کے خوف کا مارا
پا کے مرضی کھلا جو باتون مین
یہ ہنسا یا کہ بس لٹ مارا
جنس صبر و خرد لیے معروف
ملک دل فوج غم نے آ مارا

غزل سلیمان

غمسے ہوکر برق وش کڑ کا کڑک کر رہ گیا
بس مرا سینے مین دل دھڑکا دھڑک کر رہ گیا
سنکے جاتا آپ آئے ہو جو کچھ کھٹکا ہوا
بادسی دیکھا تو دروازہ کھٹکا کھٹک کر رہ گیا
توڑکر نا گر تجھے منظور تھا تو کس لیے
نیمچہ کو میان سے سرکا سرک کر رہ گیا
طائر دل کو ہوا کیا اس قفس کی قید سے
چھوڑکر طفل چمن پھڑکا پھڑک کر رہ گیا
ای سلیمان عشق کی آتش ہی مجھ دلمین بری
آگ کا شعلہ سا کچھ بھڑکا بھڑک کر رہ گیا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا
کوئی دم گور پر سایہ تو ہوتا
ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت
خنا کا پور دکھلایا تو ہوتا
رخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون
کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا
گیا تنہا ترے کشتہ کا لاشہ
لحد تک اوسکو پہونچایا تو ہوتا
کھڑا ہون کب سے تیری زیر دیوار
تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا
غرور عاشقی ہے نعرہ بلبل
ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا
خجستہ آیا طور کوہ سے کے مانند
رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل اشفاق

…ں مرا نور تجلی سے جو معمور رہا — شعلہ جو آہ کا نکلا شرر طور ہوا

کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم مین آدم — اسکے مستی مین غم و درد سے رنجور رہا

کبریا حق کے ہین ازبسکہ جہان مین معمور — جو کہ پیدا ہوا عالم مین سو مغرور ہوا

نحن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجیے — آپکو بھول گئے ہین اس سے بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو — جس سے ہر دانہ گل جوہر پر نور ہوا

چونکی جسوقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق — وہی موسی تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل شیدا

…ل کے کوچے مین تیرا گذار ہووے گا — ترا قرار یدار القرار ہووے گا

…ے نکلے تجھکو غبار ہی مین تخت شاہی سے — اگر خزانہ و لشکر ہزار ہووے گا

…ے گور کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سونا ہے — بدن ترا خورش مور و مار ہووے گا

…ر تو فخر یہان اپنی شہسواری کا — عمل سے پیادہ وہان شہسوار ہووے گا

…رچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہوگا — پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہووے گا

…ر خدا سے تو مو گر گناہ کرتا ہے — نجانون کیا ترا انجام کار ہووے گا

…ع کسی سے نرکھہ اس جہان فانی مین — سوا عمل کے ترا کون یار ہووے گا

…ر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر مین — خدا ہی سے ترا دادو بدار ہووے گا

…چھپائے کسی طرح سے تو اپنا کیا — پر ایک دن کو وہ سب آشکار ہووے گا

…ر اک حلال سے تیرے حساب لیوینگے — ہر اک حرام کا تیرے شمار ہووے گا

…اپنے کوچے کی کچھ نہ فکر کر یہان شیدا — کلام سعدی ترے یادگار ہووے گی

غزل معروف

…وہ کون تھا خدا مارا — جس نے اس سے مجھے لگا مارا

ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ | اودھر مرہم وصل طیار ہوگا
وہ پل ہر تو چھوٹا جو رستہ ہی باریک | یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا ٭
ملنگ شاہ سائیں ہیں جگ بیں روشن | اودھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا | محو سب ہوکے چمن غنچہ گلزار جھکا
نرگس مست ترے آئین جو تل در گلشن | گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
کان کے نیچے جو نکلے ہی ترے سنبل زلف | جیسا پانی سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب میں بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن | قرص الماس پہ وہ چہرہ بلدار جھکا
عرق آلودہ وہ بلور جبین اوسکی دیکھ | لے ستاروں کو زمین پر مہ انوار جھکا
بس شرابی کو ترے دیکھکے میخانے میں | شیشہ پیالے پہ چھکا پیلے پہ وہ یار جھکا
شوخ اوس مے میں تری کیا ہی بلا کی آتش | پیتے ہی مے کے ہوا مست وہ سرشار جھکا
تیر ناوک تری مژگان کے اے ابرو کمان | ہدف دل پہ مرے جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیر ہی جو دو کان میں عجب ہے سودا | جو اوسی جنس گران پہ ہو خریدار جھکا

غزل اکرم

دم کو ہی سمجھ غنیمت واقف ہو دم کی دم کا | یہ کون ہے دمیدہ دم مارتا ہے دم کا
قرآن میں لکھا ہی کل من علیہا فان | یتعی سو خبر کیا ہی لے جسکو درعدم کا
جسکو پیا جو چاہے کہلاوے وہ سہاگین | پھر جستجو میں کیونکر دھرنا کہو قدم کا
کہتے ہیں لوگ ساری کچھ نین اوٹھا سو کیا | اوڑ فاختہ گیا ہے فہمیدہ فہم کا
کن سے ہوا ہی فیکون اس کن کا کون کن ہے | لکھنے کا تاب نہ لایا سینہ پھٹا قلم کا
ہی فاعل حقیقی ہر خیر کا وہی سب | کیونکر ہوا ہے جگ میں دوزخ بہشت کا
اکرم تو عبد الحق کی رہ بندگی میں دائم | ہوویگا دور تجھسے پردہ جو ہی وہم کا

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا — کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا
کہین ہو بادشاہ تخت نشین — کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین بولا بجالی وہ کہیے الست — کہین وہ بندۂ خدا دیکھا
کہین واجب بنا کہین ممکن — کہین فانی کہین بقا دیکھا
کہین زاہد بنا کہین عابد — کہین رندونکا پیشوا دیکھا
کہین عاشق نیاز کی صورت — سینہ بریان و دل جلا دیکھا

غزل سوز

محبت کو دام بلا جانتا تھا — پھنسا مین تو اے دل یہ کیا جانتا تھا
چلا مجسے تو بھی جتا کر بھلا دل — تجھے مین بڑا آشنا جانتا تھا
بڑی گرمجوشی سے تھا ہی مجھو ڈر — کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا
دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر — مین کیا جانتا تھا مین کیا جانتا تھا
و لا سا تو دے سوز کو جلتے جلتے — مگر تو جگر ہی جلا جانتا تھا

غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سی کہونگا — جادو ہین تری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے مجھے بادشہی حسن نگر کی — جا کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
مین جب سے دیکھا خواب ہر اے مایۂ خوبی — اس خواب کو مین یوسف کنعان سی کہونگا
تعریف تری قد کی الف وار اے ساجن — جا سرو گلستان کو خوش الحان سے کہونگا
مجھپر نکر و ظلم تو اے لیلیٰ آفاق — مجنون ہو ترے غم کا بیابان سے کہونگا
بیتاب نہو شور سے تو اے ولی ہرگز — اس درد کی دار و کسی درمان سی کہونگا

غزل مانگ شاہ

مرا درد دل تجھ پہ اظہار ہوگا — ادھر منزل عشق بسیار ہوگا +

ائے جنون ہاتھہ سے تیرے تری صدقے جاؤن
کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا *

بستر خاک ہے اور ہے پیرہن عریانی
بے رفو برسون مرا چاک گریبان رہا

آفرین ہے تری ہمت کو تراب شیدا
عشق کافر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل نثار

اوسکے قدمون سے لگی رہتی ہے دن رات حنا
غیرت دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا

دسترس ہمکو نہین ہے جنکے قدم تک پہونچے
تو ترے ہاتھون نہین سیکھے تری کیا بات حنا

عرض کیجو جو ہماری بھی قدمبوسی تک
اوسکے قدمون سے لگے آپ جو کسی رات حنا

تو بھی اسطرح لگے گا مری چھاتی سے کبھو
شوخ جسطرح سے لگتی ہے ترے ہات حنا

ہم تو مایوس رہے اسکی قدمبوسی سکے
جا لگے قدمون سے لگی یار کے ہیہات حنا

فندقین یار کی مشاطہ لگائے ہین نثار
گل مہندی پہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

نظر پڑا اک بت پریوش نرالی سج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیے تو میٹھی میٹھی
یہ دل وہ پتھر کہ سر اوڑا دے جو نام لیجے کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلے تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسیکو ٹھوکر کسیکو چھیڑ کسیکو گالی نئے ٹڑاکا

یہ راہ چلنے مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے
کہان کا اونچا کہان کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا

ذرا جو آنکھین وہ بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک نمارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا ہرا یاسمین حیا کا

یہ چنچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سندھ بدھ
جو جبہ انگرکھا اپلا سے پکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

گلے لپٹنے مین یہ شتابی کہ جسمے بجلی کی اضطرابی
کہین جو چمکا تمک تمک کر کہین جو لپکا جو جا چھپا کا

نہ وہ سنبھالا کسیکے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسیکے
جو قتل عاشق پہ آگیا تو غیر کا پھر نہ آشنا کا

نظیر مت جا پری سمجھ کر جا بدل صورت چھپا پری کی
جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھگڑا کا

غزل نیاز

ن کہار ندرون نے پٹ پٹ کی پگڑی اتار
دو وبڑائی ہر یہ سر اسکا بڑائی مانگتا

رس کوئی جو ملنے تا تو انشا عشق سے
الامان ہین بادشاہ سے دہ دوہائی مانگتا

غزل قیس

علاج درد کا اپنے سہبت کیا نہ گیا
طبیب سے مجھے کیا کیا نکچھ دیا نگیا

گیا جنون نہ کچھ میری طبع پہ غلبہ
اگرچہ خون بھی فصاد سے لیا نہ گیا

بہا دئیے پھوٹ کر خونناب چشم سے آخر
تری جدائی مین خون جگر پیا نہ گیا

ہماری چاک گریبان کا نہ تھا تجھے
ہزار شکر کہ اک تار بھی سیا نہ گیا

وہ ذائقہ لب لیلا کی بوسہ کا اے قیس
مثال شیرین کی لذت کو تو چکھا نگیا

غزل سراج

تیرا سرو روان تھا تجھے معلوم نہ تھا
گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دھوپ مین غم کے عبث جنکو جلایا افسوس
پیو کے سائے مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا

اک تیر سے قدم پاک کی اے نور نین
سرمہ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا

شب ہجرت کی اندھیرے سے تنگ آیا تھا
رخ ترا نورفشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار نے ابروے مژگان سے مجھے صید کیا
اوس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا

سب جگت ڈھونڈ پھرا پیو کو میا یا ہرگز
دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا

روزہ داران جدائی کو خم ابروے یار +
ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا

مین نے سمجھا تھا کہ اس یار کو ہے نام و نشان
یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج
کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نہ تھا

غزل تراب شیدا

وب کر دلمین مرے تیر کا پیکان رہا
او کماندار ترا مجھپہ یہ احسان رہا +

سی دوستی نے پوچھا نہ کسی دشمن نے
مدتون شہر مین اپنا یہی سامان رہا

غزل آصف

آہ جبتک مری پہلو مین وہ دلدار نتھا
آہ کا پھر نامری فالی ناہموار نتھا

رات کیا بات تھی تبلا تو مجھے اہی ظالم
ایسا اقرار ہی کرنا مجھے درکار نتھا

کرکی وہ تیغ زنی مجھپہ ہوا چین نجبین
یعنی مین قتل ہی کرنیکے سزاوار نتھا

کل جو دیکھا تری بستر پہ وہ بیمار پڑا
آج بستر ہی فقط اور وہ بیمار نتھا

اسکی جانی سی تجھے موت نہ آئی آصف
ایسی رسوائی سی جینا تجھے درکار نتھا

غزل علی

کہو بلبل کو لیجاوی چمن سی آشیان اپنا
پڑھے گر صد ہزار افسون نہوگا باغبان اپنا

اوٹھا کر لیچلی بلبل چمن سی آشیان اپنا
کہا گل سے کہ لے اہی بیوفا ہمسی مکان اپنا

ہوئی جب باغ سی رخصت کہا رو رو کی یا قسمت
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوڑون آشیان اپنا

اری صیاد یون چاہی تو جی اور جانسی جاتی ہون
ولیکن طوق قمری کیطرح کرکے نشان اپنا

مرا جاتا ہی جی اس بلبل بیکس کی غربت پر
کہ گل کے آسری پر یون لٹایا خانمان اپنا

چلی جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا
نچھوڑا ہای بلبل نی چمن مین کچھ نشان اپنا

نہ ہوئی گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا
چمن مین کس بھروسی پر بنایا آشیان اپنا

یہ حسرت رہگئی کس کس امنگ سی زندگی کرتی
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

الم کر اسطرح روئی کہ رسوا ہو گئی بلبل
ڈبایا ہاے آنکھون نے تمامی خانمان اپنا

نگر دلسے نبار کھتا علی گو سہ سے پیاری کو
وہ حکم شاہ رکھتا تھا ولی تھا مہربان اپنا

غزل انشا

کیا خدا سی عشق کی مین رہنمائی مانگتا
مانگتا جو اوس سے تو ساری خدائی مانگتا

برچھی لیکر آہ کی کہتا ہی یون دل چرخ سے
تم سے دل بدی بڑا صاحب لڑائی مانگتا

اوس سی خلوت کی شہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

کب اوسے ڈہرتی تھی کل جون مرغ بسمل روز و شب ‌‌ — تیر مژگان جسکے سینے مین مع سوفار تھا
زلف کی بیتھی ہی عمل جار و نظرف تھا بار ‌‌ — نزع تک بوسہ کی خاطر سہو پہنچنا دشوار تھا
کل کسو نے جا کہا اوس سے کہ مستان مر گیا ‌‌ — رو دیا سنکر کہا افسوس کیا آزار تھا

غزل واحد علے

کر کے تنہا مجہے ای دوستو گلفام گیا ‌‌ — غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا
کیا اوسے خط مین لکھون کیا منہ زبانی بولون ‌‌ — قاصد ابتک نہ پہرا لیکے وہ پیغام گیا
وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز + ‌‌ — انتظاری مین تری مجکو صبح و شام گیا
کب خوش آتا ہی مجہے باغ و بہار گلشن ‌‌ — گل تو سب خار ہوے جبکا گل اندام گیا
جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب ‌‌ — زندگی اوسکی کہان جسکا دلارام گیا
مین نے دیکھا جو وہین رشک قمر کو مجہے پر ‌‌ — مین دوبارہ وہین فی الفور لب بام گیا
نعرہ کہینچون ہون تصور مین شب و روز مدام ‌‌ — رونا ان چشمون کا ہرگز نہ صبح شام گیا
ذکر واحد علی کبر بسر کہ لاوے گا وہی ‌‌ — دام مین لیکے مجہے وہ بت خودکام گیا

غزل تبسم

جھپک تاکے مجہے دلربا نے لوٹ لیا ‌‌ — بچا نگہہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا
ہزار دن ہین صف مژگان تیر کے گھایل ‌‌ — مجہے تو ابرو کمان کے ادا نے لوٹ لیا
خدا کے واسطے کر رحم اے بت سنگدل ‌‌ — ترے تو روز کے جور و جفا نے لوٹ لیا
نگاہ شوخ نے کی خانمان کئے برباد ‌‌ — مجہے بہی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا
جہان مین جتنے ہین معشوق بیوفائی سے ‌‌ — یہ عاشقون کو تو یار دوغا نے لوٹ لیا
نہین ہے شکوہ رقیبون سے کچہہ مجہے ہمدم ‌‌ — کہ دل لگاتے ہی اوس آشنائی لوٹ لیا
روان تھا قافلہ اشکون کا جو مرے یار و ‌‌ — سو اس تبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

اے فقیہ باغ مین جانیکی نہین کچھ حاجت | ہمنے لڑکون کی بغل مین ہے گلستان دیکھا

غزل میر تقی

صحرا مین سیل اشک مرا جا بجا پھرا | مجنون بھی اوسکی موج مین مدت بہا پھرا
طالع جو خوب تھے نہوا جاہ کچھ نصیب | سر پر مرے کرور برس تک ہما پھرا
آنکھین برنگ نقش قدم ہوگئین سفید | نامے کے انتظار مین قاصد بھلا پھرا
ٹک بھی نہ مڑکے میر بطرف تونے کی نگاہ | یک عمر تیرے پیچھے مین ظالم لگا پھرا
دیر و حرم مین کیونکہ قدم رکھہ سکیگا میر | ادھر تو اوس سے بت پھرے اودھر خدا پھرا

غزل صادق

فرط شوق اس بت کے کوچے دل لگا لیجائیگا | کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لیجائیگا
بازو میرا توڑ کر صیاد نے قابو نہ چھوڑ | ناتوان ہون باد کا جھوکا اوڑا لیجائیگا
بعد مرنے کے میری کچھہ خاک بھی بچتی نہین | پھر جلانے کو مری ہڈی ہما لیجائیگا
اس سحر کو دیکھتے ہی دل میرا اولجھا گیا | چھوڑ دے دنیا کو بھی میرا خدا لیجائیگا
اے مری مشکلکشا مشکلکشائی کیجیے | تم بغیر از کون میری التجا لیجائیگا
وعدۂ صادق ہے عزرائیل سر اب دیکھہ لو | اس سرا سے اوس سرا تک کب خدا لیجائیگا

غزل مستان

آہ وہ گل جب تلک میرے گلے کا ہار تھا | رات دن چشمون مین غیرون کے کھٹکتا خار تھا
کب خوش آتا تھا گلہ مین اوسکی ہر اک گلبدن | نرگسی آنکھون کا تیرے جو کوئی بیمار تھا
آج گلکاری کا جامہ دیکھکر اوس شوخ کا | ہر چمن مین گل یہ گل کھانے کو گل تیار تھا
یاد کر کل شب کو پروانے کا رونا بزم مین | شمع نے تا صبح تک رونیکا باندھا تار تھا
منتظر قوس قزح تھی آسمان پر دیر تک | کس نے کل اسکو دکھایا ابرو خمدار تھا
اونگلیان دانتون مین تھے سبھی پیر و جوان | کل جو دیوانہ ترا رسوا سر بازار تھا

غزل آتش

خدا نے برق تجلی تجھے جمال دیا — ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسیکو ملک دیا ہی کسیکو مال دیا — فقیر ہون مجھے اللہ نے یہ حال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو موذن ہی — ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ٹال دیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ ایسا تھی — ترے کرم سا ہی ہمکو شفیق حال دیا

شرف سی دستخط یار کے سپہر امجد هم — جواب صاف ملا لکھکے جب سوال دیا

سرور یار سی حاصل ہوا سرور تجھے — ملال دوست نے دل کو مری ملال دیا

شب وصال مین اوس چہرہ منور سے — ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل فرخ

صبح آتا ہے چلا عید مین سرشار جھکا + — نظر آتا ہے تجھے مطلع انوار جھکا

دل جھکا دیدہ جھکا ہاتھ جھکا پیرون پر — کچھ ذرا مین بھی جھکا پھر تو سراپا رجھکا

کوئی تھا پیچ گلے مین کوئی تھا سر کے اوپر — یک بیک آن کے وہ لٹ پٹی دستار جھکا

مچگئی دھوم چمن مین جو پکارین بلبل — آج گلشن کیطرف وہ گل گلزار جھکا +

جب چلا جھکتا ہوا حسن کے بازار کی بیچ — ایک یوسف کے لیے لاکھ خریدار جھکا

تیغ ابرو کے لیے شوخ اکڑتا ہے کھڑا — دیکھیے کسکو کرے قتل ستمگار جھکا

حسن تو بہت سے دیکھے پہ کہین دل نہ لگا — دیکھ صورت کو ترے فرخ لاچار جھکا

غزل فقیہ

شوخ کے پان سے جب لال مین دندان دیکھا — اسطرح کا نہین مین لعل بدخشان دیکھا

قوس ابرو سے جو گردونیہ گیا تیر مژہ — اے میان گاو فلک کو وہین قربان دیکھا

بہر فوری کے تو دنیا مین نہ مضطر ہو کبھی — مین نے دانے گہر آب مین غلطان دیکھا

کیا کرون یار کے مین رنگ حنا کی تعریف — ہمنے ایسا نہ کہین پنجہ مرجان دیکھا

پھر دوبارہ عشق کا دلپر اثر پیدا ہوا
باغ مین تیرے محبت کا شجر پیدا ہوا

اشک جاری رات دن ہی چشم گریان سی مرے
اسقدر رویا کہ اشکون سے گھر پیدا ہوا

دیکھکر گلشن مین کہتین بلبلین اوس ماہ سی
کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا

اب مجھی تیرے بجز آتا نہین آرام و چین
پھر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا

زخم آے ہوگئے چھلنی چھل کر سارا جسم
درد دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل کشور

آتش دل کا جو آنکھون سی شرارا چمکا
لوگ سمجھی کہ فلک پر سی ستارا چمکا

درد فرقت مین جو شب دلکو ہوئی بیتابی
رات بہ دو تیمین کٹی صبح کا تارا چمکا

چہرہ از بسکہ بھبھوکا سا نظر آتا ہی
ان دنون نام خدا رنگ تمہارا چمکا

صحن خانہ مین جو دلدار ہوا خوش رفتار
آسمان نور سے اوس ماہ کی سارا چمکا

زرد رو عشق کی دولت ہی ہوئی ہم ہمدم
زعفران زار یہ چہرہ بھی ہمارا چمکا

برق چمکی ہی ہوا عاشق بیدل کو سمجھہ
یہ ہی کے اندر سی جو آنچل کا کنارا چمکا

دلمین آتش جو کشور غمسی تو بھڑکا ہی
غضب چمکا نہین پھر اسکو دوبارا چمکا

غزل رند

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا اولٹا
کیا نصیبا ہے ترا بلبل شیدا اولٹا

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیامین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا

گالیان دیتی ہین اونسی تو خفا ہوتے ہین
میری یارون سی جو کرتے ہین وہ شکوا اولٹا

نام اوسنے جو سنا عشق کی بیماری کا
میرے در پہ سے پھر آکے مسیحا اولٹا

یاد آیا جو مجھے کوی صنم حشر کے دن
در فردوس تلک جا کے پھر آیا اولٹا

قیس کیطرح سی ہوجاتی ہزارون مجنون
پردہ محمل کا جو رکھتی کبھو لیلے اولٹا

نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے
رحم کی جا اوسے آجاتا ہے غصہ اولٹا

کسنے نے آگ مین ڈالا تھا خلیل اللہ کو — نار گلزار کیا کسنے کیا یار کیا

کون منصور تھا وہ جس سے انا الحق بولا — بر سرِ دار کیا کس نے کیا یار کیا +

غزل جہانگیر شاہزادہ

گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا — معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کی بندی ہین مذہب سے نہین واقف — گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

جب درد نہو دل مین کیا عشق مزا دیوے — کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

اس عشق کی آتش سے جلتے ہین سبھی کوئی — گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

معشوق کے کانون تک ہتک نہین پہونچا — یہ اشک مرا یارو دُردانہ ہوا تو کیا

جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل — آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا — دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا تیرا بہت عالم فریب — خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

دل نہ پہونچا گوشۂ داماں تلک — قطرۂ خون تھا مژہ پر جم رہا

سنتے ہین لیلی کے خیمہ کو سیاہ — اوسمین مجنون کا مگر ماتم رہا

زلفین کھولین تو تو ٹک آیا نظر — عمر بھر یان کام دل برہم رہا

اوسکے لب سے تلخ ہم سنتے رہے — اپنے حق مین آب حیوان سم رہا

جامۂ احرام زاہد پر نہ جا — تھا حرم مین لیک نامحرم رہا

میرے رونے کی حقیقت جسمین تھی — ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

دیکھ میرا رونا اوس نے ہنس دیا — برق چمکی ابر باران تھم رہا

صبح پیری شام ہونے آئی میر — تو نہ جیتا یان بہت دن کم رہا

غزل رمضان علی

ابھی یکجا تھی جمع سنبل و گل	ابھی تھا ہم جوش سرو و سمن کا
ابھی چہچہے بلبلوں کے عیان تھے	ابھی شور تھا قمری نعرہ زن کا
گھڑی بھر کے جو بعد دیکھا یہ عالم	کہ نام و نشان بھی نہ وان تھا چمن کا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہونچا	اسی کے ہاتھ ہے دارو مدار کا پہونچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا	گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہونچا
اوگی یقین ہے وہاں سے ہزار لالہ و گل	قدم جہاں پہ ترے گلعذار کا پہونچا
تم اسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو	یہ قتل عام سے رنگین نگار کا پہونچا
ہماری دیکھ کے اس مرغ دلکو ہی صیاد	خیال کیا ترے جبین شکار کا پہونچا
جہانکو مست کیا اک نگاہ نے تیری	ادھر بھی دیکھ کہ عالم بہار کا پہونچا
امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی	پیام جبکہ بت گلعذار کا پہونچا

غزل فدوی

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا	یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
گو نہ لیوے تو نام عاشق کا	اب تو منہ مین یہ سبکے نام پڑا
جان سے ہوگیا بدن خالی	جسم بیجا وے گا تمام پڑا
قابل بندگی نہیں تو نہیں	کب گلے آکے یہ غلام پڑا
بارا لیسا نہ پاوے گا فدوی	دیکھ لینا گر اوسکو کام پڑا

غزل منصور

دل گرفتار کیا کسنے کیا یار کیا	اب مجھے پیار کیا کس نے کیا یار کیا
ہم جو رہتے تھے سدا گوشۂ تنہائی مین	سر بازار کیا کس نے کیا یار کیا
آپ اٹھتے نہین گیا گوشۂ دستنے کل	عشق اظہار کیا کس نے کیا یار کیا

غزل [illegible]

حاصل ابر دل ۔ زلف جاناں ہوگیا

دامن میں گلچیں [illegible] ہوگیا

زینت رنگین چمن [illegible] ہوگیا

بلبل گل [illegible] ہوگیا

آہ و نالے [illegible] مرغ گلستان ہوگیا

نعرہ زن [illegible]

دست وحشت سے [illegible] داماں ہوگیا

[illegible]

اک جھلک [illegible] ہوگیا

[illegible] ماہ

[illegible] ہوگیا

دیکھکر [illegible]

[illegible] ہوگیا

نظیر اوسکے فضل وکرم پر نظر رکھہ ۔ فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمہ

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا ۔ ہم سبھی مہمان تھے وان توہی صاحبخانہ تھا
وای نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا ۔ خواب تھا جو کچھہ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
حیف کہتے ہین ہوا تاراج گلزار خزان ۔ آشنا اپنا بھی وان اک سبزۂ بیگانہ تھا
ہوگیا مہمان سرای کثرت موہوم آہ ۔ وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر ۔ درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کوچۂ سفاک کو گلشن سمجھا ۔ تیغ کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اسکا گوارا جو نہین ہے شاید ۔ دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی ستمگاری کا ۔ لحد تیرہ کو مین اپنے بھی روشن سمجھا
خوب دھوکا مجھے مسی کی اوداہٹ نے دیا ۔ دہن یار کو مین غنچہ سوسن سمجھا
بیگمان مور چۂ خط کا اسی سے ہے وفور ۔ مین ترا چاہ ذقن مور کا روزن سمجھا
سنے اونگلی یہ رکھی فاتحہ کو فندق بند ۔ شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا
بنگیا جوش تصور سے بتون کا مسکن ۔ معبدہ کو نہ مرے کوئی برہمن سمجھا
کاٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ ۔ دو زبان سے قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا

غزل نظیر

مرا دل ہے مشتاق اوس گلبدن کا ۔ کہ یہ باغ اک گل ہے جسکے چمن کا
وہی زلف ہے جسکی نکہت سے ابتک ۔ پڑا خون سوکھے ہے مشک ختن کا
قطعہ
وہی لعل لب ہے کہ حسرت سے جسکے ۔ جگر آج تک خون ہے لعل یمن کا
عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کی ۔ ابھی وصل تھا نرگس و نسترن کا

مرے اس دل کے وحشت سی کبھی منصور ہو جاوے	کرین دعوی انا الحق کا کہ سب سودا رہو پیدا
کسی کے نکتہ تحقیق کی ہووے خبر فدوی	کسیکے عشق مین ہے حید رکرار ہو پیدا

غزل انشا

جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا	لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا
قدم کو ہاتھ لگاتا ہون اوٹھ کہین گھر چل	خدا کے واسطے اتنے تو پاؤن مت پھیلا
نکل کے وادی وحشت سی دیکھ ای مجنون	کہ زور دہوم سے آتا ہے ناقۂ لیلا
گرا جو ہاتھ سے فرہاد کے کہین تیشہ	درون کوہ سے نکلی صدائے واویلا
نزاکت اوسکے مین مکھڑے کی کیا کہون انشا	نسیم صبح جو چھو جاے رنگ ہو میلا

غزل سودا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہکے لا	گل سنکے پہاڑین جیب کو دین بلبلین صلا
حکاک کا ببرکی مسیحا سے کم نہین	فیروزہ بھی ہو مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نے چھوڑتا ہی اشک مرا دامن و کنار	یہ طفل بد سرشت نہ گہوارے سے ہلا
شاکی نہین خدا سے بنی گریہ تسل زشت	ممکن نہین کمہار کا ماٹی کرے گلا
غمسے خزان کے خون جگر چھوٹ ابر اہم	غنچے گلون کے کچھ نہین کھاتے انھین کھلا
دبکے ہے اسقدر تو مجھے دیکھ کر رقیب	جو ہے کے بھانت جاہی ہے نظر و تسی وہ ملا
اسلوب شعر کہنے کا میرے نہین ہے یہ	مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

غزل نظیر

ملا آج مجکو وہ چنچل چھبیلا +	ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا
کیا جسنے مجھ سے عداوت کا نیمہ	سنلقی علیہم عذابا ثقیلا
نکل اوسکی زلفون کے کوچے سے آہ دل	تو پڑھتا قم اللیل الا قلیلا
کہستان مین مار وان اگر آہ کا دم	فکانت جبا لاً کثیبا مہیلا

آئینہ خانہ ہیں عالم کے سمجھ لے یہ مثال
تا مجھے جانیں کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو بھی اگر آیا نظر تجکو برا
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کے مرنے کی سنکر بولے وہ کچھ رک رک کر
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

غزل میر تقی

چمن میں گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے منہ اوسکا خوب لال کیا

بہار رفتہ پھر آئی ترے تماشے کو
چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا

فلک نے عشق کی اب رہ میں ہمکو پیدا کر
بسان سبزۂ نورستہ پائمال کیا

رہی تھی دم کی کشاکش گلے میں کچھ باقی
سو اسکی تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا

لگا نا دل کو کہیں کیا سنا نہیں تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

غزل حیدری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

وہیں ہو چیں بجبیں غصہ سے کہا مت بک
کبھی جو بوسے کا اوس سے میں ٹک سوال کیا

نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیری کام میرے
بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا

گرا تھا کٹ کے زمیں پر کبھی ترا ناخن
فلک نے اوسکو اوٹھا کر وہیں ہلال کیا

ادا سا اوسکی نہ دیکھا میں حیدری محبوب
خدا نے اوسکو زمانے میں بیمثال کیا

غزل فدوی

تماشا ہے اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا
تحیر کے مکان سے عکس روی یار ہو پیدا

تڑپتی کیوں ارے بلبل کمال اتنا تو کر پیدا
گرے جس جا پہ اشک اپنا گل گلزار ہو پیدا

ترے زیب قبا سے گر کھلے یاقوت کا تکمہ
گریبان سحر سے مطلع انوار ہو پیدا

اگر اس مصحفی رو پر کنارے کا کھلے آنچل
طلائی رنگ کی تحریر میں تلوار ہو پیدا

کھلے بالوں میں یوں چمکے ترے یہ عارض تابان
کہ جوں ابر سیہ میں برق سو سو بار ہو پیدا

کرے نہ خانہ خرابی تری ندامت جور
یہ جوش یاس تو دیکھو تو اپنے قتل کو وقت
لگی ان آنکھون سے ہر وقت اے دل صد چاک
ذرا ہو گرمی صحبت تو خاک کر دے چرخ
یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
جنون کے جوش سے بیگانہ وار ہین احباب
خبر نہین کہ اسے کیا ہوا پراس در پر
دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہ ہے

کہ آب چشم مین ہے جوش چشم تر کا سا
دعائے وصل نہ کی وقت تھا عصر کا سا
ترا نہ رتبہ ہوا کیون شگاف در کا سا
مرا سرور ہے گل خندۂ شرر کا سا
مرا ابھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا سا
نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا
محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

غزل ذوق

پہونچا آب تیغ قاتل تا کمر اچھا ہوا
ایک دن بالکل نہ مین اے چارہ گر اچھا ہوا
آب خنجر کی ترے گر ہو زیادہ آبرو
آرہیگا دشت مین لیلی ترے ناقے کے کام
رو رو کہتا تھا مرا مجکو چکھا دے عشق کا
سنکے مجنون نے مرے سوز جنون کو یہ کہا
بند ھگیا اس مو کمر کا جب کہ مضمون کمر
مجکو صدقہ کر اگر ہے بدمزہ تیرا مزاج
ہاتھ تو بلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا
کھنچ گیا میری طرف سر اور اب دلبر کا دل
قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہنا کہ لو
نامہ بر جاتا ہے جلد ہی تو بھی چل جان حزین

اے دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا
داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا
آج مدت مین ہمارا حلق گر اچھا ہوا
ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھ کر اچھا ہوا
بھر دیا لون اسنے دل کو چیر کر اچھا ہوا
واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا
ہو گئی معنی مین دقت شعر پر اچھا ہوا
یہ ادھر صدقہ دیا تونے ادھر اچھا ہوا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا
واہ واہ جذب محبت کا اثر اچھا ہوا
اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا
دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

درد کے ملنے سے اے یار برا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل احسان

سنگ بیقدری سے دل میرا جو یکسر توڑا
مول اس لعل کا تو نے بت کافر توڑا

تیری دیوار سے میں اپنا سر آخر توڑا
نخل الفت سے ثمر ہمنے یہ دلبر توڑا

دل صد چاک کی پوچھی خبر اوس سے تو کہا
گل صد برگ مری سامنے لا کر توڑا

نالۂ آہ بھی اب تو نہ نکلنے سے ہے
خانۂ دل یہ لگا تیر ستمگر توڑا

غزل ممنون

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانے کا
جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

یہ سینہ ہی یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کسیکو ہونٹھ کے ہلتے ہی یہ تمام ہوے
مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا

مجھے یہ درد ہے معلوم حکم بلبل دے
نہ میری خاک پہ کر قصد پھول لانے کا

کیا فریفتہ کہکے یہ حال دل کو مرے
اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

غمون کی گر یہی بالیدگی ہے تو آخر
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا

جھکی نگہ مین ہے ڈھب پرسش نہانی کا
خدا مین زور دیا رنگ مہربانی کا

اجی مین گرم نفس سوز سے کہ بہر چراغ
کرے سے ہے شعلہ کام آب زندگانی کا

کہان سے زور دل و سینہ و جگر لاؤن
تمہین لگانا ہے یہ ہاتھ تیغ رانی کا

الٰہی جیب کے دامن سے آستین دھولون
مژہ نے سیکھ لیا شغل خونفشانی کا

نہین بچا مرض عشق سے کوئی ممنون
ہمین دریغ بہت ہے تری جوانی کا

غزل مومن خان

لگی خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا
فلک کا حال نہو کیا مرے جگر کا سا

نہ جاؤنگا کبھو جنت کو مین نجاؤنگا
اگر نہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

کشتہ ہون کسکے طرۂ عنبر شمیم کا
خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم

گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا
کیا دل لگے ہے تیری گلی کے مقیم کا

دولت سے عشق کی مرا ہے قطرہ سرشک
تکمہ ہے میری جیب مین در یتیم کا

دکھلائین سوزش دل بیتاب ہم اگر
کانپ اوٹھے شعلہ خوف سے نار جحیم کا

آتی ہین یاد ہجر کی ہمکو اذیتین
واعظ ہے ذکر سنکے عذاب الیم کا

آنکھون مین اپنے نور اسی سے ہے اے ظفر
یہ مردمک ہے سایہ محمدؐ کے میم کا

غزل رمز

دل مرے سینے مین یہ کوئی ستم پیدا ہوا
جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اسکے غم پیدا ہوا

دل مین آتی ہے نظر اپنے مجھے تصویر یار
کیا تماشا ہے کہ کعبہ مین صنم پیدا ہوا

محبسر کی بیدردنے پہلو تہی جس روز سے
درد پہلو مین ہمارے دمبدم پیدا ہوا

دیکھتے ہین ساری عالم کا تماشا دل مین ہم
ساغر دل اپنا رشک جام جم پیدا ہوا

اپنی صورت آئینہ مین دیکھکر کہتا ہے وہ
کوئی دنیا مین حسین مجسا بھی کم پیدا ہوا

ہے مرا سینہ کہ یارب کوئی دارالضرب عشق
داغ جو پیدا ہوا شکل درم پیدا ہوا

مین وہ مجنون ہون کہ جسکے باغ جنت مین بھی رمز
خار صحرای جنون زیر قدم پیدا ہوا

غزل خواجہ میر درد رح

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

رات مجلس مین تری حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحاً لیکن
مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

پرورش غم کی ترے ہان صنم کر دیکھا
کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا

محتسب آج ترے ہاتھون سے میخانے میں
دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کیطرح چور نہ تھا

وہ صنم جب کہ بباد دیدہ حیران میں آ
یار دیتا نہیں گر رخصت گلگشت چمن
دیکھہ ای اہل نظر سبزۂ خط مین لب لعل
حسن تھا پردۂ تجربہ مین سب سے آزاد
حاکم وقت ہے تجھہ گھر مین رقیب بدخو
بسکہ مجھہ حال سے ہمرہ ہے پریشانی بھی
غم سے تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی

آتش عشق پڑی عقل کے سامان مین آ
اے چمن زار حیا دل کے گلستان مین آ
رنگ یاقوت چھپا ہی خط ریحان مین آ
طالب عشق ہوا صورت انسان مین آ
دیو مختار رہوا ملک سلیمان مین آ
درد کہتی ہے مرا زلف تری کان مین آ
ظلم کو چھوڑ سخن شیوۂ احسان مین آ

غزل نصیر

دل کو اہی شاہد معنے جو مصفا کرتا
تو اس آئینہ مین صورت تری دیکھا کرتا
دست پرنور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منہ ہے جو پنجہ کرتا
نہ بہاتا جو سرشک آنکھہ سے تو کیا کرتا
بند کوزے مین بھلا کیون کہ یہ دریا کرتا
کیا یہ سرمستی جو وہ یار اشارا کرتا
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا
مژۂ تر سے مرے اسنے نہ کی ہمچشمی
ورنہ پانی سے رگ ابر کو پتلا کرتا
دیکھتا تاب فلک گر ترے رخسار و زلف کی
تو شب و روز مہ و مہر کو وارا کرتا
جام می ساقی کم ظرف نے بھر کر نہ دیا
ورنہ پائے خم میخانہ نہ ٹوٹا کرتا
چشم حیران سے اٹھے آتش دل یا رو خاک
ابر تصویر سے پانی نہیں برسا کرتا
آتش عشق کے شعلے کو یہ بھڑکاتا ہے
پر پروانہ نہین شمع کو پنکھا کرتا
گر نہوتی طلب بوسہ تو زلفون سے ترے
جنس دل کا نہ گلے پڑ کے مین سودا کرتا
ساتھہ اشکون کے نہ خون ہو کے بہا دل ورنہ
صورت ایک اور ہی پیدا یہ پھپولا کرتا
کشتۂ ناز کو کرتی ہر تری چشم حیا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا

غزل ظفر شاہ دہلی

ظاہر مین حضوری سے تری گرچہ ہون غائب
پوشیدہ وے محرم اسرار ہون تیرا
سو بار مین اوس روز کو قربان ہون ہر بار
جس روز کہ قربان مین یکبار ہون تیرا
جون نقش قدم وا نر ہے کیونکہ مری چشم
حیرت زدۂ جلوۂ رفتار ہون تیرا
سایہ کیطرح جا ملے اپنے مجھے ہمراہ
تو یار مرا ہو نہ ہو مین یار ہون تیرا
اظہار محبت تو ہوا واقعی مجھہ سے
جو چاہے سو کر مجکو گنہگار ہون تیرا
کس شکل سے عالم کو نہو میرا تماشا
مین محو تماشا سر بازار ہون تیرا
جو بندۂ یا بندہ ہے معروف جہان مین
جب تک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا
مرہم کا وہ خواہان ہو جو ہو تیغ کا گھایل
اے اہرمن جانان مین دل افگار ہون تیرا

غزل اثیم

جو کہ دریاے محبت کا شناور ہوگا
بے بہا خلق کی انکھون مین وہ گوہر ہوگا
وصل مہرو مین کب دیکھین میسر ہوگا
کب مرا خانۂ تاریک منور ہوگا
چشم نرگس سے تو رخسارۂ گل تر ہوگا
رشک سنبل ترا گیسوے معنبر ہوگا
دم خنجر مین اگر اوسکے دم عیسی ہے
خضر کیونکر نہ بھلا کشتۂ خنجر ہوگا
یاد مین ماہ رخون کو دل سوزان مسی مرے
جو شرر آہ کا نکلے گا سو اختر ہوگا
پاے بت مزنہ اوٹھا سر تو ہوا مجکو یقین
کسی محبوب کی چوکھٹ کا یہ پتھر ہوگا
دیکھہ اوس دست حنائی کو منجم نے کہا
خون عشاق کا ان ہاتھون سے اکثر ہوگا
دیکھہ لے اسکو رگ جان مین رگا گر فصاد
خون سے میرے کبھی تر ترا نشتر ہوگا
یار کے پاس جو نامہ میرا پہونچا وہی گا
مجھپہ احسان بہت تیر اکبوتر ہوگا
تیغ ابرو سے کیا ہے مجھے کافر نے شہید
یہی کہتا ہوا اوٹھون گا جو محشر ہوگا
طالع بد نے جھڑایا ہے اثیم اب اوس سے
پھر بھی مل لینگے اگر وصل مقدر ہوگا

اس حال کو پہونچے تری قصے کو کہ اب ہم — راضی ہین کہ اعدا ابھی کرین فیصلا اپنا
زندہ نہوا ہاے دل مردہ اگرچہ — تھا شور قیامت سے فزون ولولہ اپنا
صورت وہی عظمت وہی گردش وہی گیتی — حیران ہے کہ یہ چرخ ہے یا آبلہ اپنا
انصاف کی خواہان ہین نہین طالب زر ہم — تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا

غزل ذوق

شوق نظارہ ہی جب سے اوس رخ پر نور کا — ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
گر لکھون مضمون اپنے نالہ پر شور کا — لون صریر خامہ سے مین کام بانگ صور کا
نزع مین بھی دھیان تھا اوس نرگس مخمور کا — مجکو شربت مین مزہ آیا ہے انگور کا
تیری کوچے مین تن لاغر ترے رنجور کا — اک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا
باندھون مین مضمون جو اپنی شوربختی کا کوئی — ہو زمین شعر مین عالم زمین شور کا
تیری قامت ہی جو ہو بر پا قیامت سرو پر — کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا
تفتہ دل وہ ہون کہ میری داغ سوزان کی لیے — گرمی مرہم سے اوڑ جاوے اثر کافور کا
حق تو یون ہی یہ انانیت عجب غماز ہے — قصہ پہونچا یا زبان دار سے منصور کا
عشق کی کلفت مین ہوے فرہاد سب سے تیز دست — تین دن جائے اگر تعویذ میرے گور کا
جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزن دیوار سے — واہی قسمت ہوا وہی روزن مین گھر زنبور کا
دفن ہی جس جا یہ کشتہ سرد مہری کا ترے — بیشتر ہوتا ہے پیدا وان شجر کافور کا
بلبل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کی طرح — پیچ رکھتا ہی دھوان میرے چراغ گور کا
دیکھنا زہر آب پیکان محبت کا اثر — چشم افعی بن گیا روزن مری ناسور کا
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہے جسکی خاک مین — ہے در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

غزل معروف

جب تلک مین جیتا ہون طلبگار ہون تیرا — تو پیچ بھی ڈالے تو خریدار ہون تیرا

زنہار نہ پہونچے کہین آسیب جہنم ۔ اولاد علی کے اسے سایہ مین بلا لا
سب اوسکے تصدق سے حسین ابن علی کی ۔ بخشا کے عفو انپے سے تو جرم و خطا لا

غزل جرات

محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا ۔ اگر ہے بندہ گر اسکی مدح دعوی ہی خدائی کا
گروہ انبیا مین وہی حق کا برگزیدہ ہے ۔ سوا اسکے لقب کسکو ملا ہے مصطفائی کا
دلیل اسکی ہی یکتائی کی یہ لاریب ہی جرات ۔ کہ تھا سایہ نہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

قطعہ قاسم

جہان مین آنکر یار زمین و آسمان دیکھا ۔ وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان دیکھا
تمنا ہے یہی قاسم کہے یون خلق بعد اپنے ۔ جہان سے کس مرے ہی یہ محمد کو اوسکا دیکھا

غزل رافت

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا ۔ صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر ۔ چار و نطرف نہ سکہ کیونکر ہو پھر اوسی کا
یہ ہو جن یہ اونکا اونکو نہین خطر ہے ۔ کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت سچا ر یار اب وابستہ رکھ دل اپنا ۔ اگر یہ سمجھ یہ کھل گیا ہے عقدہ روار وی کا

غزل مومن

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا ۔ اس جور یہ جب کرتے ہین تجھسے گلا اپنا
لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا ۔ پھر شیخ و برہمن مین ہی کیون غلغلہ اپنا
ملتا تمہین اغیار نکل آتی ہین باہر ۔ زنجیر در یار ہے یا سلسلہ اپنا
ہر دشت مین ہمراہ مرے آئے چند ۔ سو آپ ہی پامال کیا قافلہ اپنا

مقصود ہے علے کا ولی کا سبھی کا تو	ہے قصد سبکو تیری رضا کی حصول کا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرر ہے تیری ظہور کا	موسے نہین جو سیر کرون کوہ طور کا
پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ	جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا
توڑون یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہی	ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا
بیکس کوئی مرے تو جلے اوسپہ دل مرا	گویا یہ ہے چراغ غریبان کے گور کا
ہمتو قفس مین آنکے خاموش ہورہے	اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا
ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر	دے بسمہ پوش ہوکے تو ساغر بلور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازہ دہل ہے خوش آئندہ دور کا

غزل انشا

ای عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا	قم خند بیدی و نعتک اللہ تعالے
ہے تجھکو جنون کی قسم ای جذب محبت	اس نور تجلے کی جھلک مجکو دکھا لا
اتنا تو پھرا وادی وحشت مین ترے مین	ہر پای نظر مین ہے پڑا اشک کا چھالا
سوجھی ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل	الفت نے جو تقلید کے جھگڑے سے نکالا
ہر چند کہ عاصی ہون یہ امت مین ہون اوسکی	جسکا ہے قدم عرش معلے سے بھی بالا
مولائے جہان رہبر عشاق محمد	صد عقدۂ مشکل کا مرے کھولنے والا
امید مجھے ساقی کوثر سے ہے جسکے	ہے جام تولا سے مرا نشہ دوبالا
قنبر کو کرے حکم کہ جلد ہی سے خبر لے	انشا ہے غلامون مین مری اسکو چھڑا لا

Name of ... Ali

نحن اقرب کہہ گئی قرآن کی آیت جبرئیل — ہے ترے نزدیک اندیشہ نکرنا دور کا
جسکے پیتی ہی خمار آنکھون مین اپنے آگیا — جرعہ دیتا ہے نشان خوشتر اس انگور کا
خوش نہین آتا ہی مجھکو راگ سننا غیر کا — کان مین نغمہ بھرا ہے بس اسی طنبور کا
پابگل ہے سرو جسکی خوش خرامی دیکھ کر — مین ہون دیوانہ اوسیکی نرگس مخمور کا
اسکی آنیکی خبر سن کیون نہ شادان شاد ہو — آج ہے کچھ اور ہی عالم دل مسرور کا

غزل کنور

تقریر کرے وصف کو خلاق جہان کا — مقدور کہان نطق کو کیا منہ ہی زبان کا
خارج ہی تخیل سی توہم سے گمان سے — ذات اوسکی جو واقف ہی سب اسرار نہان کا
عاجز ہی سبھی ذرے سی خورشید تک اوسکے — حقا کہ خداوند ہے وہ کون و مکان کا
ادراک کو درگاہ تلک اوسکے نہین بار — قاصر ہے یہان مدرکہ ہر خرد و کلان کا
ممکن نہین ٹک اوسکی تجلی کے بیان ہو — اس جا ہی تعقل کا گذارا نہ گمان کا
ہر رنگ مین ہی جلوہ کنان رنگ اوسی کا — ناحق ہی تناقض حرم و دیر مغان کا
رہتا نہین دائم کنور اک طرز یہ عالم — گذرے جو بہاران وہی موسم ہی خزان کا

غزل میر تقی در نعت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلوہ نہین ہی نظم مین حسن قبول کا — دیوان مین شعر گر نہین نعت رسول کا
حق کی طلب ہی کچھ تو محمد پرست ہو — ایسا وسیلہ ہی یہ خدا کے وصول کا
مطلوب ہی زمان و مکان و جہان سے — محبوب ہی خدا کا فلک کا عقول کا
احمد کو جنے جان رکھا ہے وہی احد — مذہب کچھ اور ہوگا کسی بوالفضول کا
جن مردمان کو آنکھین دیان ہین خدا دکر — مرہم کرین ہین رہ کی تری خاک و دھول کا

غزل سراج

نام تیرا اے خدا فہرست ہی دیوان کا
ہے زبان کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

جیو ہے بیقیے وجہ ربک کی سدا سمرن کو بھیر
ورد کر من سے خیال من علیہا فان کا

یا محمد تجھ کرم سون ہون سدا امیدوار
لکھ دکھا ایمان کا اور بھید کہہ انسان کا

کر شراب شوق سے بیہوش مجکو یا حبیب
دے مجھے بھر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمد بے میم ہے
زیب پایا تجھ صفت سی ہر ورق قران کا

جان جاذب نہین ہے جان جانان کا خیال
سر کو وہ پایا جو سرخاری ہی اس میدان کا

ای سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر
شغل جاری رکھہ ہر اک دم مین ہو الرحمان کا

غزل عاشق

اللہ ری قدرت تیری اور اسکا تماشا
کیا چین ہی کیا لطف ہی کیا عیش اہاہا

ای گلشن دنیا تری قربان گیا مین
تونے تو عجب طرح کا ہر رنگ دکھایا

ہر آئینہ مظہر حق تو ہی ہی تو واللہ
بر عکس سمجھتے ہین جو ہین کہتے بری جا

آباد کیا خانہ دل عیش و طرب سے
اور غم کو تئین ہمسے بہت دور بھجایا

عاشق ہون ترے نام کا مین دل سے کہ تونے
ہر رنگ مین ہے جلوۂ معشوق دکھایا

غزل شادان

چہرہ اسکا کیا کہون مین ہی وہ شعلہ نور کا
مین تو عاشق ہون اسی معشوق رشک حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
کچھ تو اے موسیٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نہ شمشیر قاتل کسقدر بشاش تھا ناسخ	کہ عالم ہر دہان زخم پر ہر روی خندان کا

غزل جوان

دیکھ داغ عشق دل مین فکر نے حیران کیا	ہنسے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا
سوز ہے سینے مین اسکا مین نے ابراہیم پر	آتش نمرود لالہ و دود نافرمان کیا
کشتہ مین اوس تیغ کا ہون جسپر اسماعیل نے	جان کر عید آپ کو کس شوق سے قربان کیا
گرمی بازار حسن اسکی نہ کنعان نے دیکھ	سو سو سودا جانکر بیچا نہ نقد جان کیا
کوئی ہیچ و دکوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہے	عشق نے اوسکے برنگ عالم امکان کیا
ہی عیان ہر شئ مین تو ہی حیرت ای برق نگار	متصل جلوہ دکھا کیون آپکو پنہان کیا
خون بہا دل کا مری اس چشم گوہر بار نے	پنجۂ مژگان کو رشک پنجۂ مرجان کیا
وجہ حیرانی کہون تجسے کہ کیا ہے عکس یار	میرے اس آئینۂ دل نے مجھے حیران کیا
شیخ اپنی پاکدامانی کو تہ کر رکھ مجھے	ساقی دوران نے مست بادۂ عرفان کیا
جا خدا کو مان ہر دم بحث کر لو ہو نہ سے	مشرب اپنا بادہ خواری کا تو مین نے بیان کیا
اے جوان تو عندلیب گلشن توحید ہے	کیون برنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل ولی موجد شعر ہندی

کہتا ہون تری نام کو مین ورد زبان کا	کیتا ہون ترے شکر کو عنوان بیان کا
جس گرد اوپر پانون رکھین تیرے رسولان	اوس گرد کو مین کحل کرون دیدۂ جان کا
مجھ صدق طرف عدل ہی ای اہل حیا دیکھ	تجھ علم کے چہرے پہ نہین رنگ گمان کا
ہر ذرۂ عالم مین ہے خورشید حقیقی	یون بوجھ کے بلبل ہی ہر ایک غنچہ دہان کا
کیا بیم ہی آفات قیامت ستی اوسکو	کھایا ہے جو کوئی تیر تجھ ابروے کمان کا
جاری ہو تم انکھون میرے یون سبزۂ خط دیکھ	ای خضر قدم سیر کر اس آب روان کا
کہتا ہے ولی دل ستی یہ مصرعۂ رنگین	ہے یاد تری مجھکو سبب راحت جان کا

اشک رنگین نے جو اپنے کر دیا یان فرش گل
رشک صد گلشن ہمارا گوشۂ زندان ہوا

گرچہ ہر قالب مین جرأت صورتین ڈھلتی ہین
پر بنا جو درد کا پتلا وہی انسان ہوا

غزل انشا

صنما برب کریم یان ترے ہین ہر ایک یہ بتلا
کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو کہین بلے

ہوس جمال حبیب ہو تجھے کچھ دلا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی ادھر کی سن ارنی ہی کہی ہی چلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین ہین اوہ
کہ اہی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

بمحمد عربی تو دے دو سہ جام بادۂ نور دے
کہ نہ سوجھے سکر مین بیا ئیل مجھے کچھ جہان کا برا بھلا

بہ روان ساقی کوثر آ سر خم کو پیر مغان ہلا
ابھی اہل وجد کو مے پلا کہ تو شیخ و شباب کو دے ملا

یہ جو کہتے کعبہ مین ہے فقط سو غلط ہے محض ہستی منبسط
جدھر آنکھ اوٹھا کی نظر کرون نظر آوے مجھکو وہ برملا

تجھے انشا اور تو کیا کہون دو جہان مین کوئی بھی فرق ہے
جو خدا کی نور سے پر نہو کہ محال دھر مین ہے خلا

غزل ناسخ

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کسی خورشید رو کا جذبۂ دل نے آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنے بیابان کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باران مین
تصور چاہیے رونے مین اوسکے روئے خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

تصور مین حضور آنکھون کے جو اک ماہ رہتا ہے
مرے زندان مین عالم ہو گیا یوسف کے زندان کا

کوئی مضمون اگر لکھتا مین اس حال پریشان کا
کبھی بندھتا نہ شیرازہ مرے اوراق دیوان کا

یہ عشق ایسی بلا ہے بد ہے جسکے نام کی دولت
درختون کو سکھاتا ہے لپٹنا عشق پیچان کا

دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اوس پری رو نے
گمان ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر مین سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحرائے قیامت جسکے دامان کا

اثر بعد از فنا میرے سیہ قلبی کا باقی ہے
ہوا پر خاک انداز اپنی ہے دود پریشان کا

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھا تو کیا | اس رند کی بھی رات گذر گئی جو عور تھا
ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر | اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

غزل میرزا رفیع السودا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا | جون شمع سراپا ہوا گر حرف زبان کا
پردے کو تعین کے در دل سے اوٹھا دے | کھلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا
ٹک دیکھ صنم خانہ عشق آن کے اے شیخ | جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہے بتان کا
اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن | جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا
دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار | لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا
سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو | مضمون یہی ہے جرس دل کی فغان کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ | دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

غزل سوز

ہر شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہان کا | چاہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے زبان کا
پہونچے ہے خیال اسکی کوئی وصف تک اپنا | وان دخل ہے ہرگز نہین وہم و گمان کا
یک نسخہ نویس اسکے مطب کا ہے مسیحا | ہر علت مداوا کو اسے سود و زیان کا
اے شخص کسیکا ذہن ایسا نہین جس سے | جھوٹے ادا اسکی شکر ہو سخن دہ بیان کا
ہر مو بہ تن خلقت خاکی جو زبان ہو | مقدور کسی ہے تیرے احسان کے بیان کا

غزل جرأت

نالہ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا | زور یہ پر درد اپنا مطلع دیوان ہوا
جسنے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا | فی الحقیقہ بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا
کاش دل بھی چشم تک آنے نپایا طفل اشک | رفتہ رفتہ اب تو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا
آئے جو مرقد پہ میرے سو مکدر ہو گئے | خاک ہو کر بھی غبار خاطر یاران ہوا

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

مقدور کسکو حمد خدا ے جلیل کا — اس جا پہ بے زبان ہے دہن قال و قیل کا
پانی مین اوس نے راہبری کی کلیم کی — آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا
اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا — لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا
پھرتا ہے اوسکے حکم سے گردون پہ رات دن — چلتا ہے یان عمل کوئی جر ثقیل کا +
پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق — پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا
بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان — مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا
کیا پائے کنہ ذات کو اوسکے کوئی ظفر — وان عقل کا ہے دخل نہ ہرگز دلیل کا

غزل یقین علیہ الرحمہ

کون کر سکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا — نارسا ہے شان مین جسکی پیمبر کی ثنا
ہیر راہ اس منہ سے ہو سکتی ہے کب نعت رسول — یا ابوبکر و عمر عثمان حیدر کی ثنا
یہ زبان قابل ہے کب اس بات کی جو کیجیے — حضرت زہرا کی اور شبیر و شبر کی ثنا
نام احمد کا مجھے انصاف سے لینا نہین — کی ہے ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا
ان نماز ابنی یہ شام و صبح لازم کر یقین — حضرت اوستاد یعنے شاہ مظہر کی ثنا

غزل میر تقی

کیا مستعار حسن سے اوسکے جو نور تھا — خورشید مین بھی اس ہی کا ذرہ ظہور تھا
ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا — پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا
پہونچا جو آپکو تو مین پہونچا خدا کے تئین — معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا
آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم — یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا
مجلس مین رات ایک ترے پرتوے بغیر — کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بے حضور تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خازن گنجینہ گنج عظیم

توحید باریتعالی عز اسمہ

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمہ

مقدور ہمین کب ترے وصفون کے رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہین ترے سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہے خوف اگر جی مین تو ہے تیرے غضب سے
ہر دل مین بھروسا ہے تو ہی تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
گلدستۂ ریاض جاوید بہار یعنی مجموعہ خیالات شاعران و سخنوران نامدار جادو تقریر مسمی بہ
چمن بے نظیر
بار آشکی تدوین و تالیف طوطی شکرستان فہم و ذکا مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین موسٰی
مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ طبع رنگین مزین مقبول جہان ہوا

دل از یاس چون رفت بر لب گذشت
افگنده بخلق آه و زاری
چون بوقت کسوف ناصر جنگ
قرص خورشید در سیاهی شد
شد بسیر و باز فوت نواب وزیر
بر ایوانش انا فتحنا نوشت
چه محرابی سجود خاص و عام ست
خوانند با وضو همه اشخاص فاتحه
شد قدادم مسجد الله اکبر یار جنگ
شد زین عابدین دگر گذشته بکاشانت
فائق دوگانه کرد بمحراب او ادا
پس از زوال برسم حق پرستان
پی تاریخ آن بیت المقدس
که تاریخ بنای اوست تاریخ
مسجد قبرستان ممبی رحمة الله

که گوئی سعادت ز گیتی ربود
یکبار شدند بی هنر و یا
از جهان سوی خلد راهی شد
تاریخ وفات آصف عالی شان
عیش و اکرام بخشش و امن و امان
کرد تعمیر سبط پیغمبر
فلک گفتا که این بیت الحرام ست
زین مصرع عجائب تاریخ زان بخوان
مسجد جامع ممبی جهان ز آخر شد
تعمیر کرد بر لب دریا چو در شور
تاریخ گفت فخر که قد قامت الصلوة
بنا این مسجد عالی نمودند +
نشستم بو این محراب مقدس
سر آئی درین تاریخ ببین گر
بارک الله حوض به پاکیزه زیبا هم بنا

روزیکه وفات ناصر جنگ
۱۲۲۹
فیاضی و خیر برد باری
هر ز بانم گذشت بی سازش
جستیم چو از خرد چنین کرد بیان
بنا کرد مسجد سجائی کنشت
چاه زمزم ز چشمه کوثر +
بر روح پاک میر نظام علی مدام
مستوجب بهشت باخلاص فاتحه
آن سید زمانه که نام شریف اوست
گردون شکوه مسجد عالی بنی بجا
چو فرزندان زین العابدین خان
در رحمت بروی خود کشودند
شنیدم فائق از خورشید و مریخ
بود جاوید فیض عام اکبر

تمت

گریہ ہا میکند ندارد چشم
نہ از شکم مادر نہ پشت پدر
لگ لگ کہون تو نا لگے
پیاسی ہوکر تہر جانے ++
بالا تہا تو سبکو بہایا +
ادہہ کہویا چہوڑو گانون
ہر کہ بکشود این معما را
رنگ آن پر خون شود نبود در رنگ

سخنہا میکند زبانش نیست
نہ بر آسمان و نہ زیر زمین
اور بن کہے لگ جاے
[illegible]
بُرا ہوا تو کام نہ آیا ++
چیست آن اژدہا دو سر دارد
واندم از عاشقے خبر دارد
رنگش چو رنگ زعفران +

یکے مرغ دیدم نہ باد و نہ پر
ہمیشہ خورد گوشت آدمے
ہاتہہ بہی دس دس کو کاٹے
سوزنار جب ہاتہہ مین آے [illegible]
مین کہدیا اس کا نا نون +
گز دو سوراخ سر بدر دارد
چار کس کردند جنگ +
سر یان چو جان عاشقان

یادار دیر ہم بدان ++ + جانان من گو چیست آن

قطعہ تاریخ از نتائج اسخے بلگرامی

احمد مختار چون ای دوستان
احمد پاک آہ دنیا را گذاشت
گفتند جہانیان کہ گہر دید +
جاہد عدل رفت از عالم
ہاتفم سال رحلتش از غیب
ملائک از خلائق سوی خالق
چون بحکم خدا امام حسن
رحلتش کرد ملک را بے سر
گفت سال شہادتش ہر یک
آہ بیرون آمدہ از اسم ذات
گفت تاریخ شاہ مسکینے

عازم عقبیٰ شد دنیا گذشت
شد عازم خلد چون تصدیق
صدیق جہان زسوی عالم
کرد چون روح حضرت عثمان
گفت بے آب شد وجود حیا
رقم کردند سال انتقالش
زین سرای سپنج کرد سفر
بر سر حضرت امام حسین
کہ شد از فوت او ملک بیدل
آندم کہ بر حسینا تیغ جفا کشیدند
سر دین را ابر ید بے دینے

گفت سال رحلتش ہاتف ز غیب
صدیق از این جہان بر عنم
بہ زبانم گذشت تاریخش
عزم دار البقا ز دار فنا
رسانیدند چون روح علی را
ز فوتش بی سر و پا شد خلائق
سال فوتش بچشم تر گفتم
چون روان گشت خنجر قاتل
من چگویم کربلا را واقعات
روح الامین بگفتا قلب نبی بریدند
سال ہفتاد بو حنیفہ ہزاد

چیستان

بی سر کلنک دیدم نی جو خورد نه گندم — قلم
یاسمین شکل یاسمن نبود
رود تا آسمان در پیش دیده — نگاه
عجائب تر ازین مشنو میان پشت و دم دانش
چه چیزست آنکه باشد گرد و غلطان — فرزند
ز نر کمتر بود آن مرد نادان
سرش ببرند پهلوش چاک کنند
میان هر دو شوهر خوش وفائی
آن چیز که مانند پری ناز کند
یک ذکر دارد دو صد حنا یه
چیست آن یکدرخت شاخ چهار — چوسر
پخته را خام می کند هشیار
پنج سر دارد و چهارش جان
در میان هر منار خفته مار
نهنگی هست اندر قعر دریا — چراغ
ولیکن می رود دریا سراسر
نه او را کس خوردنی کس فروشد — گل
دوش دیدم مجلس احباب
حوضی که دران موی نگنجد بمیان
اسپی شتر و پیل دگر آدمیان

آبی خورد نه دریا فیضش رسد بر مردم — تخم
شگفد روز و شب شود غنچه
ولیکن هیچکس او را ندیده — ترازو
تر دماغی خوش مذاق سبز پوش — ترنج
دو نام از زنده دارد لیک بیجان
انچیست که از برگ پناهی دارد — بادنجان
من در عجبم این چه گناهی دارد
ولیکن هر دو شوهر زاده زن
نی پر بپر فی دهن آواز کند — کشمش
صاحب من بگو چه چیزست آن — قسم
میوه بر شاخ رنگ برنگ بهار
چیست آن جانور صد انگشتان — عناب
این عجائب که دیده ام بجهان
قوت آن ماران ازان گنبد بود
گرفته در دهان یک دانه گوهر
گلی دیدم که او بیخار باشد
ولی بر تخته بازاره باشد — پان
در گرفتیم دو در قفس گردیم
نوشند ازان آب همه جانوران — پستان
چیست آن لعبتی که جانش نیست — ابر

چیست آن گل که در چمن نبود
قابل این بغیه من نبود
یکی اسپی عجب دیدم که شش پا و دو دم دارد
هر که او را نیش زد او داد نوش
حیران باشد که این معنی نفهمد
جامه سیه و سبز کلاهی دارد
عجب دیدم دو شوهر یک نشائی
روا باشد بهر مذهب نکاحی
صوفی صوف پوش پر مایه
مادرش در شکم پسر بدکان
گاه باشد که آن شود پخته
پا هی ده دارد و بهشت روان
چیست آن گنبد که دارد دو منار
وقت خفتیدن در او استار
عجب آنست که او را خود شکم نیست
نه از بوی نه از گلزاره باشد
زاغ و قاز و تدرو و طوطی را
گشت این چار مرغ یک سر خاک
نه آن جانوران که بر هوا می پرند
خنده میکند دهانش نیست

امید از خدای وصال محمد ست
امام من ست و منم غلام علی
قبلهٔ دین مدد کعبهٔ ایمان مدد
ز آب چشم من گل شد بر راه عشق منزلها
تا ز دل بیرون کنم غیر خیال یار را
ای پری از رخ برافگن طرهٔ طرار را
همچنین آشفته و درهم بود کار ما
کوه گناه گرچه بود سد راه ما
از میان خانهٔ زین سر برآرد آفتاب
در صحن باغ اینهمه سرخی نه از گل ست
صراحی می ناب و سفینهٔ غزل ست
غرض از عشق توام چاشنی درد و غم ست
نیست ماتمکده گر همه باغ ارم ست

چراغ مسجد و محراب منبر
هزار جان گرامی فدای نام علی
شب غم آمد الساقی ادر کأسا و ناولها
ندانم تا چه گلها بشگفد آخر ازین گلها
دادیم بدست تو عنان دل و جان را
تا یکی بر روی مصحف می نهی زنار را
ای باد پریشان مکن آن زلف دوتا را
کاهیست پیش لطف تو کوه گناه ما
آن یکی درویش و دیگر پادشاه کشور ست
آتش فتاده در چمن از آه بلبل ست
دریا دلیم دیدهٔ ما معدن در ست
ورنه زیر فلک اسباب تنعم چه کم ست
کذب و ریا و غیبت و بهتان تهمت و قذف

بوبکر و عمر عثمان و حیدر
غوث الاعظم بمن بی سر و سامان مدد
بنور باده روشن کن چراغ خانهٔ دلها
هر دم از ناخن خراشم سینهٔ افگار را
ای ترک پریچهره نگهدار عنان را
گر گشاد کار ما بودی ز زلف یار ما
آشفته مکن حال من بی سر و پا را
ماه من هنگام جولان چون نهد پا در رکاب
وقت مردن هر دو را خشت لحد زیر سر ست
درین زمانه رفیقی که خالی از خلل ست
گر دست ما تهی ست ولی چشم پر ست
بوستانی که در روز فرمهٔ عشق کم ست
این جمله شد حلال مگر می حرام شد

غزلها در صنائع عجیب و لطائف غریب

ز من بر دند صبر و دل امو نس ۲ دلبر
چه ق ق رعنا چه ع ع الور
دهان و چشم آن مه رو ا غنچه ۲ جادو
چه س س مشکین چه ن ن عنبر
ترا مهر و مه اند از جان ا جا کرا بندا
چه آ آب بی صد چه ف ف بی مر

غزل سعدی علیه الرحمه

چه م م جانها چه د د شکر
بود چشم و دهان او ا نرگس ۲ چشمه
چه غ غ گویا چه ج ج کافر
ز درد هجر او دارم ا حالت ۲ خاطر
چه پ پ دیرین چه ب ب کمتر
ز حق لطفی همی خواهد ا ساقی ۲ باده
ای بیالا چون صنوبر و درخت چون صنم

دلم بردند جانم هم ا قامت ۲ عارض
چه ن ن شهلا چه پ پ کوثر
خط و خال نگارینش ا سنبل ۲ نقطه
چه ح ح غمگین چه خ خ ابتر
ز زلفانت شده پیدا ا آفت ۲ فتنه
چه س س گلرخ چه باده باده جم
زلف داری همچو عنبر لب چه ش شکر

شاهجهان آمد مغموم تر و هر چهار بیگمات جواب دادند او را

تو بادشاه جهانی جهان ز دست مده
اگر حیات نباشد جهان چه کار آید
شاها دو رخ بده و دلارام را بده
از دوست یک اشاره و ز ما بسر دویدن
ای باد صبا این همه آورده تست
باد ره کسی رسد که دردی دارد
بر رسولان بلاغ باشد و بس
چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دو کار
راستی موجب رضای خداست
شنیده کی بود مانند دیده

که بادشاه جهان را جهان بکار آید
جهان و حیات و همه بی وفاست
پیل و پیاده پیش کن و اسپ کشت مات
اگر ساقی تو باشی می توان خورد
برات عاشقان بر شاخ آهو
بود هم پیشه با هم پیشه دشمن
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
چه نسبت خاک را با عالم پاک
رموز عاشقان عاشق بداند
عاقلان در پی لقط نشوند

جهان خوش ست و لیکن حیات می باید
فنا را طلب کن که آخر فناست

مصرعهای ضرب المثل

القدح بشکست و آن ساقی نماند
بر سر فرزند آدم هر چه آید بگذرد
با دردکشان هر که درافتاد در افتاد
جواب جاهلان باشد خموشی
ذوق چمن ز خاطر بلبل نمیرود
روز زیر کاله و ناله بر گردون

تمت بالخیر

ابیات مفردات

بسم الله الرحمن الرحیم
زینت قرآن بخدای عظیم
برگ درختان سبز در نظر هوشیار
قسیم جسیم نسیم وسیم
عاشق شده ام بر رخ زیبای محمد
شد زان سر من خاک کف پای محمد
اندر دو جهان قبلهٔ ما کوی محمد
ما را نبود کعبه بجز کوی محمد
هر کس با تو نزد وی خیال محمد ست

بسم الله الرحمن الرحیم
اعظم اسم ست علیم و حکیم
بسم الله الرحمن الرحیم
هر ورقی دفتریست معرفت کردگار
مه شق لبسما گشت ز ایمای محمد
سودا زده ام در غم سودای محمد
بگزیده ام از کون و مکان روی محمد
محراب دل و جان خم ابروی محمد
باغ بهشت وصف جمال محمد ست
مقصود ما محمد و آل محمد ست

هست صلای سر خوان کریم
بسم الله الرحمن الرحیم
هست کلید در گنج حکیم
شفیع مطاع نبی کریم
خورشید خجل گشت ز سیمای محمد
از روز ازل داشت چو سودای محمد
مجنون جهان گشته ام از بوی محمد
ما را نبود قبله بجز روی محمد
ختم رسل صفات کمال محمد ست
در سر مرا همیشه خیال محمد است

رباعی عجیب است

تا حکم قضاے آسمانی باشد — کار تو همیشه شادمانی باشد
گر جام می از دست تو نوش کنم — سرمایهٔ عمر جاودانی باشد

در مسلخ عشق جز نکو را نکشند — لاغر صفتان زشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز — مردار بود هر آنکه او را نکشند

زان نامهٔ نازنین بسے دلشادم — گر محنت روزگار کرد آزادم
از هر لفظے جلوه‌ٔ دیگر دیدم — وز هر حرفے بوسهٔ دیگر دادم

لاله را گفت که این رنگ چرا بر بدنست — گفت بار آل نبی بوده و خونی کفن ست
گفت این خال عجب بر جگرت می بینم — گفت این خال بدان داغ حسین حسن ست

مستم ز غم عشق تو مستم مستم — دل در طلب وصل تو بستم بستم
گویند مرا عاشق بدنام توئے — منکر نتوان بود که هستم هستم

به بستان میرود دلبر دلی با نازقه قه — لبش قه قه رخش مه مه قدش چون سرو له له
خرامان مه ار کب کب زنے روئیم شب شب — دو دیدم و طلب لب لب شکر لب گفت ده ده

سوال شاهجهان بچهار وزیران خود که زاغ از دهان پرید و هر چهار وزیر جواب داده اند

نیلوفری بدوش دهن کرد آرمید — زنبور مست بود که آمد دران خلید
چون آفتاب دید دهن خنده بر کشاد — در عین خنده بود که زاغ از دهن پرید

گربه گرسنه بود بصحرا همے دوید — زاغی نشسته بر سرِ بگه بیخبر ندید
چون زاغ را گرفت نظر موشکے فتاد — خواهد که موش گیرد زاغ از دهن پرید

خالیکه بود بر لب آن شهد می چکید — هنگام بوسه دادن آن خال را گزید
صورت چو دید آینه آن خال را ندید — حیرت چنان بماند که زاغ از دهن پرید

شاهین گرفت زاغ بچنگال می پرید — بحری چو دید صید بدنبال آن دوید
ناگه رسید باز قضای خدا مگر — این هر سه در تحیر زاغ از دهن پرید

بلبل ای نذر نالہ وگل خندہ خوش میزند
چون بسوزد دل کہ دلبر در آتش میزند

ناخوشیہا دیدہ ام زان زاہد پشمینہ پوش
من غلام مطربم کابریشم خوش میزند

زاہدا از تیر مژگانش حذر کردن چہ سود
زخم پنہان چون برابروی کمانش میزند

اے باد صبا اگر توانی
از روے وفا و مہربانی

از من خبرے بر بیارم +
کو سوخت دل تو در نہانی

مے مرد ز اشتیاق میگفت
اے بے تو حرام زندگانی

رباعیات

ای آنکہ بملک خویش پایندہ توئی
وز روامن شب صبح نمایندہ توئی

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ست
بکشای خدایا کہ کشایندہ توئی

یارب برسالت رسول الثقلین +
یارب بغزا کنندہ بدر حنین

عصیان مرا و حصہ کن در عرصات
نیمی بحسنؑ بہ بخش و نیمی بہ حسینؑ

گل گفت کہ من مذہب دینی دارم
با روح رسول ہمنشینی دارم

رنگم ز محمدؐ ست بویم ز علیؑ
خلق حسنؑ و خوے حسینی دارم

یارب بکمالات شہ جیلانی
کاندر کرم و فضل ندارد ثانی

کن باطن پاک ابجد جلوہ او
آلودہ مکن بغرض نفسانی

یارب تو چنان کن کہ پریشان نشوم
محتاج برادران و خویشان نشوم

بے منت مخلوق مرا روزی دہ
تا از در تو بر در ایشان نشوم

ای خالق ہر بلند و پستی +
شش چیز عطا کن ز ہستی

ایمان و امان و تندرستی
علم و عمل و فراخ دستی

شاہا نظر کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ دل ریش نگر

ہر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

گفتم کہ مگر باتفاق اصحاب
در موسم گل ترک کنم بادہ ناب
بلبل ز چمن نعرہ زنان گفت بیا
گاہی نگذار این فصل گل ترک شراب

ترا العالم عزت اگر نظر بخشند
از آن بہشت کہ صبح گہ بکرم بخشند
زابر رحمت دریا ہم کہ شود صاف
کہ قطرہ ابر آتشین جگری بخشند

یا دوست نشین و بادہ جام طلب
بوس از لب آن صنم محل انعام طلب
مجروح بجراحت جراحت طلب
تو از نم و زخم نیش حجام طلب

الاکه بر یزد استخوانم

گر بگذرم به پیش خیلی
جز تو نکنم بغیر میلی

هر یک بصفا به از سهیلی
مجنون نیم از بهای لیلی

ملک عرب و عجم ستانم

ای وصل تو وصل شادمانی
با حافظ خود بگو عیانی

دائم بمراد دل بمانی
دائم بمراد دل و جانی

سهل است ز خویشتن مرانم

آنانکه نشان عهد جویند
خاک من زار چون ببویند

جز راه مزار من نپویند
گر نام تو بر سرم بگویند

فریاد برآید از روانم

گشتم صنما در آرزویت
هر چند نمی‌رسم بکویت

آشفته و تیره دل چو مویت
شب نیست که از فراق رویت

زاری الفلک نمی‌رسانم

قطعات

باب قطعات
ز نظم ولد شریف خود
حکیم بخت کسی را که با فتن بیاد
روح القدس آنم و شنفتم
از قلب عالم زبر جه
میگفت هم گمان که یارب
ز دولت حشمت مخلد
بر مسند خسروی بماناد
منصور مظفر و محمد

ای کریمی که از خزانهٔ غیب
دوستان را کجا کنی محروم
مجاری قلمش را چو پیش لب بردم
لبی بر او نهادم ز غایت تعظیم
چشم عبرت برگشاده حال شاهان را نگر
پرده داری میکند بر طاق کسری عنکبوت
ای که از روزگار می‌طلبی
فکر مال و منال و حشمت و جاه
سال و فال و مال و حال و اصل و نسل تخت و بخت
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش
ز گوش هوش شی منهی ندا در داد
که ای عزیز کسی را که خالیست نصیب

گبر دترسا وظیفه خور دارسی
تو که با دشمنان نظر داری
برای بوسهٔ زرترک ادیب پرسیدم
برابرش بنهادم زمین ببوسیدم
تا چسان از گردش گردون گردان شد خراب
چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب
فرح و عیش و خرمی و طرب
همه بگذار و ساغری بطلب
یارب اندر هر دو گیتی برقرار و برد وام
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام
ز حضرت احدی لا اله الا الله
یقین بدانکه نیاید برون ز منصب و جاه

موی نکو گوی دلم بر دبجادوی من بسیر و یارا+ ناگهان سوی من آن دید بخندید در خشیدم را گفت کجائی وچرائی تو جگر ریش نکو دار و دل خویش بهم مرهم بر ریش کنم چاره شمارا+ گفتم اے دلبر جانی بخدا جان جهانی تا ابد باد جوانی سرخوش باش زمانی گویمت راز نهانی که کنی گوش ز سر هوش با بکن بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از بیخودی بیهوش شود عقل شمارا+ آن پریچهره لعبت مهر بر بخانه بزم آراست شهانه بهمه چنگ وچغانه شیشه را روی کشاده بمن دل شده داده دست بر دست نهاده چون شده چاک دماغم ز میان رفت بجانم از دو پا جامه کشیدم بر سر گنج رسیدم قفل واشد بکلیدم تازگی یافته جانم بیش ازین قصه چه خوانم لذت یار وفارا+

مخمس خواجه حافظ علیه الرحمه

در عشق تو ای صنم چنانم — کز هستی خویش در گمانم
هر چند که زار و ناتوانم — گر دست دهد هزار جانم
در پای مبارکت فشانم

ای بسته کمر ز دور ترنیک — بر خون تمام ترک و تاجیک
در مسکن اخلص الممالیک — گر خانه محقرست و تاریک
در دیدهٔ روشنت نشانم

گفتم که چو گشتیم نزارے — زین بیش مرحمت بیاری
بر دل رقم وفا نگارے — تو خود سر وصل ما نداری
من عادت بخت خویش دانم

گر غمزهٔ تو زند به تیرم — گر ترک فلک کند اسیرم
یکدم نبود ز تو گزیرم — من ترک وصال تو نگیرم
الا بفراق جسم و جانم

تو بخت که از سر نیازے — در حضرت چو تو دلنوازے

معروض کنم نهفته رازی — هیهات که جز تو نیست باز
تشریف دهد در آشیانم

هر چند ستمگری ترا خوست — کم کن تو جفا که این نه نیکوست
گیرم که دلت ز آهن و روست — آخر بسرم گذر کن ای دوست
انگار که خاک آستانم

من از تو بجز وفا نجویم — بیرون ز گل وفا نبویم
الا ره بندگی نپویم — اسرار تو پیش کس نگویم
اوصاف تو پیش کس نخوانم

گیرم ز ره وفا کشودم — تا مهر بمهر بر فزودم
نبود هر آنچه مے نمودم — آخر نه من تو دوست بودم
عهد تو شکست من همانم

گر سر ببری به تیغ تیزم — از کوی وفات بر نخیزم
ور زانکه کنی تو ریز ریزم — من مهرهٔ مهر تو نه ریزم

چون خسرو خوبان سوی بازار برآمد آنوار دوکان شد — بر بهر صراف خریدار برآمد نقد نگران شد

با ناز و نزاکت بجهان کرد نگاهی از دیدهٔ جادو — تسخیر جهان کرد بالکار برآمد با ناز روان شد

خود خواست که هر باغ پر از شور نماید از بهر تماشا — خود گل شد و بلبل شد و گلزار برآمد خود باد خزان شد

خود کرد بنا مسجد از بهر عبادت خود گشت موذن — خود صورت میخانه و خمار برآمد خود جام کشان شد

از بهر نفع خواست سفر کردن دریا کشتی حباب ساخت — خود راکب کشتی شد و نجار برآمد خود باد طوفان شد

خود بود که می آمد و میرفت بهر باب در پردهٔ مخفی — گاهی بجهان محرم اسرار برآمد گه گاه عیان شد

خود خواست که از دار شفا خلق بیاید خود گشت طبیبی — خود گشت سقیم و تن بیمار برآمد خود لابه کنان شد

خود روح شد و جان آن تن خاکی بموده خود قالب آن گشت — خود مادر و دختر شد و دل زار برآمد خود گورکنان شد

گه روی خود آراست شد یوسف کنعان محبوب دو عالم — خود گشت زلیخا و طلبگار برآمد خود طعنه زنان شد

خود می شد و خود ساغر و خود قاضی و مفتی خود پیر خرابات — خود مست شد از ساغر سرشار برآمد خود دره زنان شد

داند سخن گفتن قاسم نه مجاز است از دیدهٔ جان بین — منصور صفت بر سر آن دار برآمد سالار جهان شد

مستزاد حسام

آن کیست که تقریر کند حال گدا را در حضرت شاهی — گر غلغل بلبل چه خبر باد صبا را جز نالهٔ و آهی

هر چند نیم لائق درگاه سلاطین نومید نیم نیز — شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را گاهی به نگاهی

بر خرمن گل مار سیه خفته کدام است یعنی که دو زلفش — چینست که همخوابه بود ترک ختا را مشهد سیاهی

تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها ای یوسف ثانی — صد یوسف گم گشته فزونست شما را در هر تک چاهی

اندام تو در بند قبا شرط نباشد الا که بدوزند — از لالهٔ سیراب بقد تو قبا را در غنچه کلاهی

بر شعر من حسن تو گر سینه نخوانند از این حسام آیات — بر معجز عیسی بنود دست قضا را حاجت بگواهی

بحر طویل

دوش رفتم سوی بازار بتی دیدم خونخوار دو گیسو چو سیه مار زده حلقه بر رخسار رخش با
چون رخ مهتاب بدن صاف چو سیماب دو ابروی چو محراب پر از بوی عطر بوی کمر

بہر تفریح دل و ضعف جگرمے تا بد — پستہ لب مددے سیب زنخدان مددے

مطرب بے ساختہ بیدار ترا از سحر خورے — فخر دین فخر جہان مرشد پاکان مددے

مستزاد رومے

هر لحظه بشکل آن بت عیار برآمد دل برد و نهان شد — هر دم بلباس دگران یار برآمد گه پیر و جوان شد

آن یار همین بود که میکرد شتابی اندر ید بیضا — وز چوب شده بر صفت مار برآمد زان سحر کنان شد

گه نوح شد و کرد جهان را بدعا غرق خود رفت بکشتی — گه گشت خلیل و ز در نار برآمد آتش گل ازان شد

یوسف شده از مصر فرستاد قمیصے آن جلوه گر عالم — در دیدهٔ یعقوب چو انوار برآمد تا دیده عیان شد

یونس شده در بطن سمک رفت بدریا از بهر طهارت — موسی شده جویندهٔ انوار برآمد بر طور روان شد

خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه خود رند سبو کش — خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد بشکست و روان شد

خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی خود بزم نشین شد — خود آن می و سرمست به بازار برآمد شور دل و جان شد

نی نی که همین بود که میگفت انا الحق در صوت الٰہی — منصور نبود آنکه بر آن دار برآمد نادان بگمان شد

این جمله همین بود که می آمد و میرفت هر قرن که دیدے — تا عاقبت آن شکل عرب وار برآمد دارائے جہان شد

رومی سخن کفر نگفت است نه گوید منکر مشویدش — منکر شده آنکس که بانکار برآمد مردود جهان شد

مستزاد

خود نقد شد از مخزن اسرار برآمد خود گنج عیان شد — خود بود که خود بر سر بازار برآمد بر خود نگران شد

در کسوت ابریشم و پشم آمد و پنبه تا خلق بپوشد — خود بر صفت جبه و دستار برآمد لبس همگان شد

در عین بتان خواست که خود را بپرستد خود ابه پرستید — خود گشت بت و گاه پرستار برآمد خود عین عیان شد

در موسم نیسان سما شد سوی دریا در هیئت قطره — از بحر بشکل در شهوار برآمد در گوش شهان شد

خود بزم شد و میخور و خود ساغر و ساقی خود پیر خرابات — خود می شد و خود از خم خمار برآمد خود کوزه کشان شد

خود بر تن خود تیغ جفا زد ز سر قهر خود مرهم او گشت — خود بر صفت مردم بیمار برآمد خود فاتحه خوان شد

مستزاد قاسم

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
وز ہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

عزم تماشا کردۂ آہنگ صحرا کردۂ
این جان و دل تو بردۂ اینست رسم دلبری

عالم ہمہ یغمائے تو خلق جہان شیدای تو
آن نرگس شہلائے تو آوردہ رسم کافری

خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری

غزل

شاہ یکے سپاہ یکے یار یکی سخن یکے
مہر یکے و ماہ یکے یار یکے سخن یکے

دلبر جاودان یکی جلوہ گر دنان یکے
مخفی و ہم عیان یکی یار یکی سخن یکے

قائف حملہ تن یکی حاصل مرد و زن یکے
اینہمہ پیش من یکی یار یکی سخن یکے

منعم بینوا یکے بادشہ و گدا یکے
بیدل و دلربا یکی یار یکی سخن یکے

ملت و مذہبم یکے باہمہ مشربم یکے
نالۂ زارہم یکے یار یکی سخن یکے

سرور اولیا یکے خاتم انبیا یکے
در ہمہ جا خدا یکی یار یکی سخن یکے

نغمۂ ساز ما یکے باہمہ راز ما یکے
راز یکے نیاز یکی یار یکی سخن یکے

نقر ہمہ جہان یکی روز و شب و مکان یکے
ہمدم و داستان یکی یار یکی سخن یکے

خواجۂ دوسرا یکے مقصد اصفیا یکی
حضرت مصطفے یکی یار یکی سخن یکے

صدر شریعتم یکے قطب طریقتم یکے
سر حقیقتم یکے یار یکی سخن یکے

غزل رنجوری

نو بہار ہست جنون چاک گریبان مددے
آتش افتاد بجان جنبش داماں مددے

گرمی عشق بتے در جگر آتش افروخت
تشنگی سوخت مرا ای لب جانان مددے

راہ گم گشتہ بپا آبلہ و منزل دور
خار صحرا مددے خضر بیابان مددے

جام مے ناب بدست تو بغافل تا چند
گشت مخموری می ساقی مستان مددے

مرحبا سید مکی مدنی العربی / دل و جان باد فدایت که عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم / الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را / بهتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم / زانکه نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظهور / زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر / ای قریشی لقبی هاشمی و مطلبی

نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام / زان شده شهرهٔ آفاق بشیرین رطبی

ما همه تشنه لبانیم و توئی آب حیات / لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت / بمقامیکه رسیدی نرسد هیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی / آمده سوی تو قدسی پی درمان طلبی

غزل سعدی

لاله رخا سمن برا سرو روان کیستی / سنگدلا ستمگرا آفت جان کیستی

هر چمنی که رسته نرگس دسته بسته / قند شکر شکسته غنچه دهان کیستی

دام نهاده میروی مست زباده میروی / شست کشاده میروی سخت کمان کیستی

ابروی تو چو ماه نو برده زباده نو گرو / آفت جان من شو فتنه جان کیستی

سعدی غلام تو مست شده ز جام تو / جام می بده یا ور روح روان کیستی

غزل حضرت امیر خسرو رح

ای چهرهٔ زیبای تو رشک بتان آذری / هر چند وصفت میکنم لیکن از آن بالاتری

آفاق را گردیده ام مهر بتان ورزیده ام / بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزی دیگری

تا نقش می بندد فلک کس را نداده این نمک / حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

هرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر / شمسی ندانم یا قمر یا زهره یا مشتری

این بکہ پا آستین رحمت ؛ راندز زرخست باآب توبہ
ماتوبہ بہر دو دست کردیم ؛ از ماکند احتساب توبہ
این بکہ وبال ما نگردد ؛ درکش بکش حساب توبہ

غزل حافظ رح

احدا سامع المناجاتے ؛ صمدا کافے المہماتے
زیر و بالا ہمے توانم گفت ؛ خالق الارض و السموا تے
حاجت خویش از تو مے خواہم ؛ زانکہ قاضے جملہ حاجاتے
ہیچ پوشیدہ از تو پنہان نیست ؛ عالم السر و الخفیا ستے
شکر فضل تو کے توانم گفت ؛ حافظا فے جمیع حالاتے

غزل شمس تبریز رح

یارسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی ؛ برگزیدہ ذو الجلال پاک بی ہمتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات ؛ نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئے
درشب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب ؛ پا نہادہ بر سر یہ گنبد خضرا توئے
یارسول اللہ تو دانی امتانت عاجزند ؛ عاجزان را رہنمای جملہ را ماوا توئے
شمس تبریزی چہ داند نعت پیغمبر بر ؛ مصطفے و مجتبے او سید اعلا توئے

غزل مولوی جامی رح

یارسول عربے شاہ سوار مدنے ؛ بلبل بکہ و بطحا و سہیل یمنے
درحریم حرم خاص تو جبریل مدام ؛ کمترین بندۂ درگاہ اویس قرنے
توکہ درباغ رسالت چو قدت سرو ستاد ؛ سرو باغ ملکوتے و گل یاسمنے
رخ بران روضہ کن و خاک درش شو جامی ؛ زانکہ تو بلبل آن باغ وفائے چمنے

غزل قدسی

دل توبه کنان ونفس گوید ❊ از توبهٔ ناصواب توبه

در عهد شباب توبه کردم ❊ این نبود از شباب توبه

در کشور هند عشرت انگیز ❊ کے دید کسے بخواب توبه

میلم بفغان وشیون اولیست ❊ زاهنگ نے ورباب توبه

لب زهر ترانه چند ریزد ❊ از ریزش این لعاب توبه

حسن تنک بتان چون بینم ❊ از دیدن آفتاب توبه

از درگه مرگ بازگشتم ❊ ناگفت عنان تتاب توبه

درحالت بیم موت کاندم ❊ بیدار شود زخواب توبه

زاندیشهٔ مرگ توبه کردم ❊ وان را نکنم حساب توبه

چون صحت یافتم زتشویش ❊ گز صحت سبے صواب توبه

نوتوبه شدم که خانهٔ فسق ❊ بے شبهه کند خراب توبه

زین پس من وعزلت عبادت ❊ وز صحبت شیخ وشاب توبه

از هر که نه اهل شهر پرهیز ❊ وز هرچه نه در کتاب توبه

گردت همه گوش ولب به بندد ❊ با هر که کند خطاب توبه

گز حور وملک سوال مے کن ❊ من کرده ام از جواب توبه

عرفی چه کنے بتوبه نازش ❊ هشدار که شد خراب توبه

مخروش که تائب از شرابم ❊ ناگه شود وشراب توبه

از توبه منال تا نگردد ❊ بے مغز تر از حباب توبه

منت به کہ مے منے که کردے ❊ زاب ودهن گلاب توبه

سی سال نه نفس معصیت زا ❊ اکنون دهدش ثواب توبه

برگیر مدد زگریهٔ اجر ❊ تا نگسلد از طناب توبه

غزل حافظ علیہ الرحمن

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ	انی رایت دہراً من ہجرک القیامہ
ہر چند کازمودم از وی نبود سودم	من جرب المجرب حلت بہ الندامہ
دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت	لیس الدموع عینے ہذا انا العلامہ
پرسیدم از طبیبے احوال عشق گفتا	فی قربہا عذابا من بعد نا سلامہ
گفتم ملامت آید گر گرد دوست گردم	واللہ ما راینا حبا بلا ملامہ
باد صبا ز ماہم ناگہ نقاب برداشتہ	کالشمس والضحیہا اطلع من الغمامہ

حافظ چو طالب آمد جامے بجای شیرین
حتے بذوق منہ کاساً من الکرامہ

غزل عرفی رح

کردم ز شراب ناب توبہ	وز کردۂ ناصواب توبہ
مے ساختمش بیادہ ممزوج	بے خستگی از گلاب توبہ
در لفظ شراب چون بود آب	با تشنہ لبی ز آب توبہ
در لفظ بادہ چون شریک ست	صد بار ز شہد ناب توبہ
مستانہ اگر رود سمندم	پایم کند از رکاب توبہ
گر عرض کنم زمان مستی	از تشنہ کند شراب توبہ
گر داد ندامتم بسنجند	ز آسیب کند عذاب توبہ
میدیدم و پیچ و تاب خوردم	از خوردن پیچ و تاب توبہ
تا بادہ بخواب ہم نہ بینم	شاید کہ کند ز خواب توبہ
ہر دم ز نقاب گناہم	صد برہ کند کباب توبہ
صد فوج گنہ کشد بہ یکدم	چون تیغ کشد قراب توبہ

غزل الحمد رح

[illegible]

من سعدی دلخواه تو ابروی تو چون ماه نو | من یار نیکو خواه تو از من چرا رنجیده

غزل حزین

صبوحی از چمن مستانه پیراهن قبا کرده | چه بوی گل گذشتی تکیه بر باد صبا کرده
بمغز نو بهار از عطر گیسو عطر افگنده | دماغ غنچه را از بوی سنبل مشک سا کرده
غزالان حرم را سر بصحرا داده از وحشت | نگاه سرمه سا را آهوی دشت ختا کرده
زهی موج تبسم در لبت از شنگ شوخ گشته | صبوحی زن برنگ صبح پیراهن قبا کرده
زخط عنبرین خورشید را در شکل بسته | ز زلف پر شکن صد عقده در کار صبا کرده
گریبان چاک و سرخوش همچو نرگس جام می بر | چو گل بر پیرهن بند قبای ناز وا کرده
کباب داغ شور گفتگو دریک خفته | تبسم را چو موج نکهت می لشه را کرده
بکف تیغ تغافل طرفه دامن بمیان بسته | زخون بیگناهان کوی خود را کربلا کرده
دهن را در لطافت موج گرداب بقا گفته | مگر معنی به باریکی دیوان ادا کرده
ز ابرو زخمها بر تارک تیغ قدر رانده | بمژگان رخنها در سینهٔ تیر قضا کرده
کمند ناز در گردن ز کاکل بست رعنائی | بتقریب نگه چشم سیه را نکته زا کرده
حرامم باد بی لعل تو ذوق میگساریها | بجای باده خون در ساغرم ساقی بجا کرده
حزین را از هر سر موی روان جاری شط خون | نمیدانی که مژگان تو با جانش چها کرده

غزل شهرت

خدایا دیده ام را آبروے ابر نیسان ده | سرشکم را گهر کن گریه ام را موج عمان ده
گهر را از چشم ابر نیسان آبرو دادے | باطفال سرشکم طالع اشک یتیمان ده
سواد دیده را آئینهٔ گیتی نما کردے | سویداے دلم را روشنی از نور عرفان ده
مرا کز بیوجودی یکجهان گم گشتگی دارم | اگر خواهی که پیدا می دهی از لطف پنهان ده
چو شهرت کے دماغ سایهٔ بال هما دارم | سر شوریده ام از هوای خویش سامان ده

گشتہ مسدود بہ پیری ہمہ ابواب نشاط
شد قیامت بہ در توبہ بیا بسم اللہ

چند از چشم کنی با من دلخستہ ستیز
گرچہ ابرو و سر صلحست بیا بسم اللہ

صحبت یار با غیار چو دیدم خواندم
لفظ لاحول با غیار ر و الیہ اللہ

عاقبت ہست محمد چو شفیعم یارب
حافظم ساز بدینا ہمہ جا بسم اللہ

غزل پیر انصار تبریزی

ای ز درد تو بید لانرا بوی درمان آمدہ
یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمدہ

صد ہزاران ہمچو موسیٰ ہست در ہر گوشہ
رب ارنی گو شدہ دیدار جویان آمدہ

سینہا بینیم ز سوز ہجر تو بریان شدہ
دیدہا بینیم ز درد عشق گریان آمدہ

عاشقانت لغرہ الفقر فخری میزنند
بر سر کوی ملامت پای کوبان آمدہ

صد ہزاران عاشق سرگشتہ بینیم از امید
در بیابان غمت اللہ گویان آمدہ

پیر انصار از شراب شوق خوردہ جرعہ
ہمچو مجنون گرد عالم مست و حیران آمدہ

غزل سعدی رح

ای ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ
وی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ

یک شب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
جای تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدۂ

ای جان من جانان من بر من نگر سلطان من
یکشب بیا مہمان من از من چرا رنجیدۂ

من عاشق زار توام از جان وفادار توام
تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدۂ

من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام
تو شمع و من پروانہ ام از من چرا رنجیدۂ

رنجیدۂ رنجیدۂ از من گنہ چہ دیدۂ
دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ

بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ و مجنون شدم
چون لالہ دل پر خون شدم از من چرا رنجیدۂ

گر من بمیرم در غمت خونم فتد در گردنت
فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدۂ

ای سرو خوش بالای من وی دلبر رعنای من
لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیدۂ

شمس تبریز گر خدا طلبی ❊ خوش بخوان لا اله الا ہو ❊

غزل جامی علیہ الرحمہ

ای دل من صید دام زلف تو ❊ دام دلہا گشت دام زلف تو
زلف تو بالا سے سر دارد مقام ❊ بس بلند آمد مقام زلف تو
بند شد در زلف تو دلہا تمام ❊ دام بند آمد تمام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را ❊ زلف تو اے من غلام زلف تو
لائق رخسار گلرنگ تو نیست ❊ جز نقاب مشک فام زلف تو
رم کنند از دام مرغان وین عجب ❊ جانب آرام رام زلف تو ❊
صبح اقبال ست طالع ہر نفس ❊ بندہ جامی را ز شام زلف تو

غزل حافظ رح

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو ❊ بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چہ لعبتے خوش بنشین بخلوتے ❊ بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو
بر ز حیات کے خوری ار نہ مدام می خورے ❊ بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلربائے من میکند از برای من ❊ نقش و نگار رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
ساقی سیم ساق من مست منم بیار پیش ❊ زود کہ پر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو ❊
باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پرے ❊ قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

غزل حافظ رح

این نہ ابروست نوشتہ ست خدا بسم اللہ ❊ کہ سر نامہ نویسد ہمہ جا بسم اللہ
بس بلا کست دلم بجز تجلی رخت ❊ یکدم از بہر خدا روی نما بسم اللہ
ہر کہ دیدست رخت را چہ ملائک چہ بشر ❊ ہمہ خوانند بروی تو دعا بسم اللہ
ہر کہ بے عشق بمیرد بہ یقین مردار ست ❊ نیست بر مردۂ مردار روا بسم اللہ

غزل برہمن

بہار آمد نظر بر سبزۂ و گل مے توان کردن ‖ بگلشن آشیان مانند بلبل مے توان کردن
دو روزے در داد عیش و کامرانی میتوان دادن ‖ ز فکر دور بین روزی تغافل میتوان کردن
ہمین حسن عمل زاد طریق سالکان باشد ‖ فراغتہا باسباب توکل مے توان کردن
نظر بر اصل ہر چیزے بباید مرد عارف را ‖ ز ہر جزوی نظر بر رشتۂ کل میتوان کردن
ز ناہمواری دنیا گذر کردن بود اولے ‖ برہمن ہر چہ پیش آید تحمل مے توان کردن

غزل کلیم

ہر دم مشو سوار بقصد شکار من ‖ آتش مزن بخانہ ازین شہسوار من
کوتاہ گشتہ از ہمہ جا رشتۂ امید ‖ از بسکہ روزگار گرہ زد بکار من
شد سینہ چاک و سوزن مژگان نمودے ‖ چون رشتۂ سرشک نیاید بکار من
زنگار گیر آینہ گر در بغل نہم ‖ از بس مقدر است دل پر غبار من
گر مست بسکہ بر تنم از سوز دل کلیم ‖ شمع از دو سوگداختہ بر مزار من

غزل شمس الدین تبریزی رح

مالک الملک لا شریک لہ ‖ وحدہ لا الٰہ الا ہو
عاشقان جان و دل نثار کنند ‖ بر و ز لا الٰہ الا ہو
مصطفےٰ یافت در شب معراج ‖ خلعت لا الٰہ الا ہو
صوفیان گر بہشت میطلبند ‖ ذکر شان لا الٰہ الا ہو
باغبان قدیم لم یزلے ‖ صفتش لا الٰہ الا ہو
طوق لعنت فگند بر ابلیس ‖ حیرتش لا الٰہ الا ہو
مومنان را نعیم شد روزے ‖ برکتش لا الٰہ الا ہو
خوش درختیست در میان جنت ‖ میوہ اش لا الٰہ الا ہو

عارض ست این یا قمر یا لالۂ حمراست این
یا شعاع شمس یا آئینۂ دلہاست این

قامت ست این یا الف یا سرو یا نخل مراد
یا نگر گلدستۂ باغ جنان آراست این

چشم تو جادوست یا آہوست یا صیاد خلق
یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این

زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن
سنبل تر یا سمن یا عنبر ساراست این

یا رب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح
یا ہلال عید یا ابروی یار ماست این

یا رب این خورشید تابان ست یا ماہ تمام
یا فرشتہ یا پری یا شوخ بی پرواست این

حقۂ لعل ست یا سرچشمۂ آب حیات
یا دہن یا میم یا طوطی شکرخاست این

کوی تو کعبہ ست یا خلد برین یا بوستان
یا گلستان ارم یا جنت الماواست این

قمری باغ جنان یا بلبل بے خانمان
طوطی شکرزبان یا جامی شیداست این

غزل مسیح

طاق محراب دعا یا خود خم ابروست این
قبلۂ حاجات عالم یا رخ نیکوست این

یا قیامت یا بلا یا فتنۂ آشوب شہر
یا نہال باغ جان یا قامت دلجوست این

پرتو نور تجلی یا شعاع اقدس ست
خندۂ صبح قیامت یا فروغ روست این

کافر و مومن گداز و ظالم و مظلوم کش
ساحر سحرآفرین یا نرگس جادوست این

حلقۂ فتراک چشمش دام چین زلف ریب
یا کمند عنبرین یا پیچش جادوست این

نسخۂ خواب پریشان رشتۂ عمر مسیح
چتر یا طول امل یا کاکل خوشبوست این

غزل حزین

کوتاہ ماند دست تمنا در آستین
داریم گریہ بی تو چو مینا در آستین

تا صبح حشر پردہ نشین ست ہمچنان
از شرم ساعدید بیضا در آستین

روشن چراغ مسجد و میخانہ از من ست
در دست سبحہ دارم و مینا در آستین

دارند عاشقے چو حزین نیازمند
در راہ تیغ ناز تو جانہا در آستین

گر شبی دست دہد وصل تو از جانب شوق
تا قیامت نشود صبح دمیدن ندہم
شرف گر باد وزد بوی ز زلفش ببرد
باد را نیز در ین دیر وزیدن ندہم

غزل مولانا روم علیہ الرحمہ

بسم اللہ ابتدای کلام من الیقین
رحمٰن والرحیم ترنم لحاطئین
الحمد مستلالہ با وجہک الکریم
لہذ لیس غیرک یا رب العالمین
دارند ہر کسے بتو چشم ترحمے
رحمٰن والرحیم بہ بخش و خطا مبین
ایاک نعبد از سر صدق و صفا بخوان
فی اللیل والنہار و ایاک نستعین
در دار ملک حسن توئی مالک الرقاب
در معرض خطاب توئی شاہ یوم دین
داریم رو بخاک درت اہدنا الصراط
المستقیم من ہو یہدی الی الیقین
راہی کہ رہروان طریق تو رفتہ اند
ما را دران صراط بدہ راہ الذین
الغمت منک مالک فضل علیہم ہمون
غیر غضب کہ ہست ز مغضوب و لحزین
آہ از عتاب گر تو نباشی شفیع ما
ما جملہ گشت در صدد سلک ضالین
یا رب بحق احمد و اولاد پاک او
یا رب بحق حیدر کرار تابعین
گر حاضران دریغ ندارند لطف خویش
یاران مستمع ہمہ گویند آمین
مولانا روم گفت ز مدح کلام حق
شعری کہ شد ز جملہ اشعارہا گزین

توئی در ملک جان خسرو چہ خسرو خسرو خوبان
بود نخل قدرت فتنہ چہ فتنہ فتنۂ دوران
جمالت مجمع باشد چہ مجمع مجمع خوبی
چہ خوبی خوبی یوسف چہ یوسف یوسف کنعان
دہانت غنچہ باشد چہ غنچہ غنچۂ دلکش
چہ دلکش دلکش خرم چہ خرم خرم خندان
بسر زلفت یکی ہندو چہ ہندو ہندوی کافر
چہ کافر کافر رہزن چہ رہزن رہزن ایمان
چہ خسرو بندہ باشد چہ بندہ بندۂ عاشق
چہ عاشق عاشق بیدل چہ بیدل بیدل حیران

غزل جامی علیہ الرحمہ

مکانم لامکان باشد نشانم بی نشان باشد
نہ تن باشد نہ جان باشد بنا شد عشق جانانم

هوالاول هوالآخر هوالظاهر هوالباطن
بجز یاهو و یامن هو دگر چیزے نمیدانم

دوئی را چون بدر کردم یکی دیدم دو عالم را
یکے بینم یکے جویم یکے خوانم یکے دانم

الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم
بجز مستی و بدهوشی دگر چیزے نمیدانم

غزل فخری

گفت جانان سوی ما بگذر بسر گفتم بچشم
گفت ترک جان کن و در ما نگر گفتم بچشم

گفت بما چیست چشمت گفت ابر نوبهار
گفت آب زن بجا کم ره گذر گفتم بچشم

گفت بر میدارم از رخ پرده گفتم لطف تست
گفت چشم خویش را گو این خبر گفتم بچشم

گفت جای من کجا لائق بود گفتیم بدل
گفت خواهم غیر ازین جای دگر گفتم بچشم

غزل شمس الدین تبریزی

ما در دو جهان غیر خدا یار نداریم
جز یاد خدا هیچ دگر کار نداریم

درویش و فقیریم درین گوشهٔ دنیا
با نیک و بد خلق جهان کار نداریم

ما مست صبوحیم ز میخانهٔ توحید
حاجت بمی و بادهٔ خمار نداریم

با جامهٔ صد پاره و با خرقهٔ پشمین
بر خاک نشینیم وازین عار نداریم

گر یار وفادار نداریم عجب نیست
ما یار بجز حضرت جبار نداریم

ما شاخ درختیم پر از میوهٔ توحید
هر رهگذر سنگ زند عار نداریم

ما تم زدگانیم درین گوشهٔ دنیا
چون زاغ گذر بر سر مردار نداریم

بنگر تو دل خستهٔ شمس الحق تبریز
ما خبر هوس دیدهٔ دیدار نداریم

غزل شرف بوعلی قلندر

غیرتیت از چشم برم روی تو دیدن ندهم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم

هدیهٔ زلف تو گر ملک دو عالم بدهند
یعلم اللہ کہ سر موے تو دیدن ندهم

پیش کسی بخاک نریزیم آبرو + | ما نان خشک خویش بدین آب ترکنیم

دیدیم بس خلاف توقع ز دوستان | از صندل از سخن گذرد درد سر کنیم

مخلص بما رعیت بیداد مشکل است | گر درد مدعا بنود ترک سر کنیم

غزل شفائی

امشب که در حضور تو مردانه سوختیم | صد داغ رشک بر دل پروانه سوختیم

از باده نگار تو بیرون ز بزم وصل | رفتیم سرخوش و در میخانه سوختیم

آن لب گذشت و در سرمستی بخاطرم | آهی زدیم و ساغر و پیمانه سوختیم +

غمهای او که بر در دل حلقه میزند | اکنون کجا رود که ما خانه سوختیم +

در عاشقی جنون شفائی زیاده شد | چندانکه داغ بر سر دیوانه سوختیم

غزل حافظ رح

این چه شوریست که در دور قمر می بینم | همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم +

هیچ شفقت نه برادر به برادر دارد | هیچ مهرے نه پدر را به پسر می بینم

مردمان روز بهی میطلبند از ایام | مشکل اینست که هر روز بتر می بینم

دختران را همه جنگ ست و جدل با مادر | پسران را همه بدخواه پدر می بینم

ابلهان را همه شربت زگلاب و قند ست | قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان | طوق زرین همه در گردن خر می بینم

پند حافظ بشنو اینخواجه برو نیکی کن | که من این پند به از گنج گهر می بینم

غزل شمس الدین تبریزی رح

چه تدبیر ای مسلمانان که من خود را نمیدانم | نه ترسا و یهودیم نه گبرم نه مسلمانم +

نه شرقیم نه غربیم نه بحریم نه بریم + | نه از ملک عراقیم نه از خاک خراسانم

نه از خاکم نه از آبم نه از بادم نه از آتش | نه از آدم نه از حوا نه از فردوس رضوانم

شب از سوداے زلفت مے گریزم — جنون ورزانهٔ مستانهٔ دل
اگر بر دیدهٔ الفت نشیند — نگردد آشنا بیگانهٔ دل
ز زخم و داغ اسیر بزم حیرت — کشد تصویر ها در خانهٔ دل

غزل قدسی

من لذت درد تو بدرمان نفروشم — کفر سر زلف تو بایمان نفروشم
در دل نه خیال گل روی تو خلیده — خاری که بصد گلشن رضوان نفروشم
صد جان بستانم که دهد دامنت از دست — دشوار بدست آمده آسان نفروشم
صد خار خلد در جگر و لب نگشایم — در باغ چو بلبل گل افغان نفروشم
کام دو جهان در عوض غم نستانم — این جنس گرامی بکس ارزان نفروشم
قدسی من و تردامنی عشق چو زاهد — هرگز بکسے پاکے داماں نفروشم

غزل کلیم

آتش دیگ هوس از دل سوزان گیرم — آب لب تشنگی از آهن و پیکان گیرم
خوابم اینست که از دیدنت از هوش روم — خوردنم اینکه سر انگشت بدندان گیرم
عرق خجلت من سیل وجودم گیرد — فقر را گر دهدم ملک سلیمان گیرم
روش سوختن از داغ زدام آموزم — دل بجاے دهم و زلف پریشان گیرم
داد که خویش ز ایام چه می گیرد باز — حیف باشد که بجز پند ز دوران گیرم
نتوان بود کلیم این همه در بند لباس — بهر اطفال سر سنگے که بداماں گیرم

غزل مخلص

ما چون قلم سخن بزبان دگر کنیم — چون کار ما بحرف رسد گریه سر کنیم
این خواری که بر سر کوی تو می کشیم — هرگز نشد که نقل بجاے دگر کنیم
از خاکیان بغیر سر افگندگے خطاست — باید باصل خویش چو نرگس نظر کنیم

آگاه بناشد ز شکست قدح من / بر رنگ نخور دست سبوے گل صد برگ

رنگ از رخ خورشید پریدست همانا / پنهان نظرے کرده بسوی گل صد برگ

تو هم دم صبح ست تماشاے چمن کن / بکشا چو قدح دیده بروے گل صد برگ

غزل قدسی

دارم ولی اما چه دل صد گونه حرمان در بغل / چشمی و خون در آستین اشکی و طوفان در بغل

یارب مرا ثابت قدم از کوی قاتل بگذران / من سر بجیب انداخته او تیغ عریان در بغل

گو قاصدی از کوی تو بهر نثار مقدمش / صد طفل اشک از دیده ام آمد برون جان در بغل

بوی ترا یک صبحدم گر باد آرد در چمن / گل غنچه گردد تا کند بوی تو پنهان در بغل

نازم خدنگ غمزه را کز لذت دیدار او / هر دم ز راحتهاے دل دزدیده پیکان در بغل

روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه را / من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در بغل

برقع ز عارض بر فگن یک صبحدم تا از صبا / گردد فراموش از صبح خورشید تابان در بغل

قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا / او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

غزل ناصر علی

از حیرت جمال تو ای آرزوی گل / هر شبنمی ست چشم پر آبے بروی گل

چون کاروان ناله بلبل روان شود / شبنم فغان کند چو جرس بر گلوی گل

بلبل بنو بهار کند ترک آشیان / آتش فروز خانه خرابیست خوی گل

از رشته سرشک دل چاک دوختیم / گردم تبار بینه شبنم رفوے گل

از تاب آفتاب رخش در چمن علی / هر شبنمی ست چشم پر آبے بروی گل

غزل اسیر

تماشاے لبت پیمانه دل / نگاه گرم ست آتش خانه دل

بیادت مے روم صبحے بگلزار / که بلبل را کنم پروانه دل

من از کجا و فراق از کجا و غمزہ کجا — چو بلبل سحرے میزنم نواے فراق
مرا بکشت فراق و صال او جا فظ — شکستہ باد بہ سنگ فراق پای فراق

غزل حزین

ای نمک حسن تو شور نمکدان عشق — زلف خم اندر خمت سلسلہ جنبان عشق
تار ز گیسو فگند پردۂ اسرار را — میچکد از دامنت خون شہیدان عشق
شورش محشر دمید از دل دیوانہ ام — صبح قیامت بود چاک گریبان عشق
در دل تفتیدہ ام آینہ باشد خیال — گرم تر از اخگر ست ریگ بیابان عشق
رنگ پر افشان من ہدہد شہر سباست — آہ فلک سیر من تخت سلیمان عشق
ہر نفس از گلبنی ست شور صفیر بلند — نغمہ پریشان زند مرغ گلستان عشق
بلبل طبع مرا بہیدہ گویا مکن — این من و دستان من کیست زبان دان عشق
شکر چہ گویم حزین دولت دیدار را — دیدہ گہر سنج حسن لب شکر افسان عشق

غزل طالب

ردیف کاف

کرشمہ نازک و لب نازک و سخن نازک — ز فرق تا بقدم ہمچو طبع من نازک
کسے کہ دید بنا گوش او شبی در خواب — نیامدش بہ نظر برگ یاسمن نازک
بعہد نازکی لالہ زار عارض او — گمان مبر کہ گلی روید از چمن نازک
ہزار سوزن اشکم فزود بر مژگان — کسیکہ بر تن او دوخت پیرہن نازک
نگرد غمزۂ شیرین بہ تیشہ داد الماس — کہ لوح فتنہ تراشیدہ کوہکن نازک
چنان گداختہ جوش جمال طالب را — کہ مو بمو شدہ چون طبع خویشتن نازک

غزل قوچی

ردیف گاف

صحن چمن ست ز بوی گل صد برگ — نرگس قدحی خوردہ ز بوی گل صد برگ
داغ جگرم تازہ ز جام مے مرد است — این لالہ خورد آب ز جوی گل صد برگ +

کشادہ نرگس رعنا بحسرت آب زچشم | نہادہ لالۂ حمرا بجان ز دل صد داغ
زبان کشید بہ تیغ چو سر زنش سوسن | دہان کشادہ شقائق چو مردم الفاغ
یکے چو بادہ پرستان صراحی اندر دست | یکے چو ساقی مستان بکف گرفتہ ایاغ
چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور | کہ داشتت از دل بلبل ہزار گونہ فراغ
نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان | کہ حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

غزل حزین

زندگی در جمع سامان رفت حیف | صبح در خواب پریشان رفت حیف
دانۂ اشکے بیفشاندیم ما | عمر چون سیل بہاران رفت حیف
نور جان در ظلمت آباد بدن | چون چراغ زیر داماں رفت حیف
از بیابان رفت تا مجنون ما | شوخی از چشم غزالان رفت حیف
دل بامیدے درین وحشت سرا | از پے آہو نگاہان رفت حیف
بوی عشق از جیب مجنون برنخاست | این سفال کہنہ ریحان رفت حیف
شیشہا شد از می روشن تہے | نور چشم می پرستان رفت حیف
نالۂ عاشق نمے آید بگوش | از چمن مرغ خوش الحان رفت حیف
اول شب دل گداز دل حزین | شمع بزم ما بپایان رفت حیف

غزل حافظ

مباد کس چو من خستہ مبتلاے فراق | کہ عمر ما ہمہ بگذشت در بلاے فراق
غریب و عاشق و مسکین فقیر و سرگردان | کشیدہ محنت اندوہ دردہاے فراق
کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم | کہ داد من بستاند دہد سزاے فراق
اگر بچنگ من افتد فراق را بکشم | ز آب دیدہ دہم باز خونبہاے فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم | چنانکہ خون بچکانم ز دیدہ ہاى فراق

چشم آن عذار سادہ بیارت زچشم دید | شاید براور دگل رویش حجاب خط
محرو میم ززروتیو بسیار دور بود | جائے کہ شد زلعل لبت کامیاب خط
رسم ست موی را رسد از شعلہ پیچ وتاب | زان رو نمیشود بخوز پیچ وتاب خط
شب پردہ پوش شمع کجا میشود حزین | آن حسن شوخ را نگند در نقاب خط

غزل حافظ

ردیف ظ

زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ | کہ کرد جملہ نکوئی بجائے ما حافظ
بیا کہ نوبت صلحست و دوستی و وفا | کہ منیست با تو مرا جنگ و ماجرا حافظ
اگرچہ خون دلت خورد لعل من لبتان | بجان و دل زلبم بوسہ خون بہا حافظ
چہ ذوق یافت دل من کہ گفتہ از لطف | مراست تحفہ جان بخش و دلربا حافظ
تو از کجا و امید وصال تو بہ کجا | بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ
بزلف و قد تبان دل مبند دیگر باز | اگر بجستی ازان بند آن بلا حافظ
بیا بخوان غزل خوب تازہ شیرین | کہ شعر تست فرح بخش و غمزدا حافظ

غزل حزین

ردیف ع

رخ برفروختی زدی آتش بجان شمع | گل کرد در حضور تو سوز نہان شمع
یک التفات گرم نمودے و سوختیم | پروانہ بیش ازین نبود میہمان شمع
عاشق زبیم قتل ہراسان نمی شود | ہرگز کسے نگرد بہ تیغ امتحان شمع
تا صبح مجلس از من و پروانہ گرم بود | میسوخت از حکایت ہجران زبان شمع
سکے روشناس مجلس روشندلان شود | تا چشم تیرہ را نہ گداز دز جان شمع

غزل حافظ

ردیف غ

سحر بہ بوی گلستان دمی شدم در باغ | کہ تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچہرہ گل سوری نگاہ میکردم | کہ بود در شب تاری بروشنے چو چراغ

هیچو عیسیست جام می که مدام — مرده را زنده می کند بخواص
مطرب و ناهید برد که بچرخ — مشتری هیچو زهره شد رقاص
مطلب از عشق جوی نه از عقل — تاکه خالص شوی چو زر خلاص
گوهر از بحر کی برون آرد — ترک سر تا نمیکند غواص
حافظ دل ز مصحف رخ دوست — خواند الحمد سورهٔ اخلاص

غزل حزین

هجران رسید کی بردار روزگار فیض — شاخ بریده را نبود از بهار فیض
ستان اگر به عذر ابر بهار فیض — ما میبریم از مژهٔ اشکبار فیض
بی زخم ناوکی چه کشی صید عشق را — دل میبرد ز غمزهٔ عاشق شکار فیض
می پرورد نگاه تو هر ذره را چو مهر — عامست دور چشم تو در روزگار فیض
در زم به تیره بختی خود عشق در نهان — تا برده ام ز ساقی مشکین عذار فیض
اقلیم بیخودی همه فصل ست خوش بهار — دیوانه می برد ز خزان و بهار فیض
بنود حزین ز روز نه صبح چشم ما — ایجاد میکند دل شب زنده دار فیض

غزل واله

هیچ دانی چه ازین جلوه گری بود غرض — خودنمائی به لباس بشرے بود غرض
از خرام قد و رفتار بلا انگیزش — رشک سرو چمن و کبک دری بود غرض
ارچه میکرد چنین تیغ ستم را عریان — گر نه ابروے ترا فتنه گری بود غرض
رفته ام تا ز درت دربدرم پندارے — رفتن از کوے توام دربدری بود غرض
از ره آمده واله چو نظر هر سو گرد — که ترا آوردن ما جلوه گرے بود غرض

غزل حزین

ای تاب بنفشه زده بر مشک تاب خط — حسنت کشیده بر ورق آفتاب خط

ردیف شین

آمد شبی بخوابم آن ماه پریشان پوش — چون صبح پیرهن چاک چون شمع طره بر دوش

از تاب باده چون گل شبنم نشان ز عارض — وز لعل ساده چون مل سیلاب طاقت هوش

از تیر غمزهٔ او بسمل جگر پر آزار — وز یاد جلوهٔ او بلبل چمن فراموش

گیسوی مشک فامش پیوند جان نازک — شمشاد خوش خرامش با شور حشر هم دوش

طغرای خط سبزش کان مصحفی ست ناطق — پیدا چو عکس طوطی ز آئینه بناگوش

از تاب جعد پر فن دام بت برهمن — خون وفا بگردن زنار زلف بر دوش

پروای دل نداری خون شد ز بیقراری — دستے نمیگذاری بر شیشهاے پرجوش

گفتند حزین ندانی آئین جان فشانی — در کوی بی نشانی بنشین و هرزه مخروش

غزل

ای دل مسکین من سخت پریشان مباش — در پی دنیا مرو طالب چندان مباش

راه سلامت برو کوی ملامت مرو — کبر ز سر دور کن محرم رندان مباش

گرچه گنه کردهٔ بهر خدا توبه کن — باز گناهی مکن دشمن ایمان مباش

آنچه بود رزق تو بیش نیابی نه کم — خاطر خود جمع دار هیچ پریشان مباش

غزل ناصر علی

خوشا رندی جدا گر دیدن از خود دهند ناموسش — دو عالم گر شود دیر هم نجنبد دست افسوسش

غرق شد پرتو حسنش خجالتها چه حسن است این — بهر محفل که باشد خوشهٔ تاک است فانوسش

بدرد آمد دل از بیدردی این خلوت آرایان — من و دیری که خون شد از لب بت بانگ ناقوسش

مپرس از خوبی رعنا گلستانی که میدارم — خط بند ست بر رخسار خوبان پای طاؤسش

نفس نذر وفا کردم غبار کوی او رفتم — علی قالب تهی کردم ز لب گردم زمین بوسش

ردیف صاد

از رقیب دلم نیافت خلاص — قتل الناس لا یجب القصاص

محتسب خم شکست و بنده سرش — سن بالسن والجروح قصاص

نشنیدست اذانے ز بلال خط سبز — بانگ اسلام بگوششش نرسیدست هنوز
نام خضرش نشده گوش زد آبحیات — شکرش قصهٔ طوطی نشنیدست هنوز
روی دست از خط سبز نخوردست لبش — پس دستے ز ندامت نگزیدست هنوز
نشنیدست نوا خانی بلبل ز نجات — همچو گل رنگ ز رویش نه پریدست هنوز

غزل امیر خسرو رح

جان ز تن بردی و در جانی هنوز — دردها دادے و درمانے هنوز
آشکارا سینه ام بشگافتے — همچنان در سینه پنهانے هنوز
ملک دل کردی خراب از تیغ ناز — کاندرین ویرانه سلطانی هنوز
ما ز گریه چون نمک بگداختیم — تو بخنده شکر افشانے هنوز
جور کردے سالها چون کافران — بهر رحمت با مسلمانے هنوز
هر دو عالم قیمت خود گفته — نرخ بالا کن که ارزانے هنوز
پیروی شاهد پرستی هم خوش است — خسروا تا کے پریشانی هنوز

نفس نفس مکن ای بوالهوس هوس بهوس — مرد چو مرغ اسیر قفس قفس بقفس
بغیر یاد خدا هر نفس که مے گذرد — نه راحت ست دران یکنفس نفس بنفس
گذشت قیس حزین و هنوز مے گوید — حدیث او ز زبان جرس جرس به جرس
رموز بزم نشینان برش نگو دانند — کند سخن بزبان مگس مگس به مگس
بهم بسنج سعید اسخن که مے نازند — باز مودن گام فرس فرس به فرس

غزل ناصر علی

تا کجا رفتی که با من آه حسرت ماند و بس — هر نگه گردید هر آئینه چشم در نفس
حسرتم با قیست از شوق گرفتارے مپرس — آنقدر بر خویش بالیدم که خالی شد قفس
ره بپای رهنما رفتن محال آمد محال — فیضها دیدند گمراهان ز فریاد جرس

چه اسمے زنانے تواز بندگان +	چنین شاعرے خسروی رازدر

غزل مسعود

دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدی گر +	ره گر نشدی زلف تو ابتر نشدی گر
پرکار قضا دائره برنه نکشیدے	خط بر رخت از مشک مدور نشدی گر
هندوے بچه ملک خراسان نگرفتے	یاری ده وی غمزه کافر نشدی گر
در جنت فردوس کسے پا ننها دے	کان چاه زنخدان تو کوثر نشدی گر
مسعود یک از باده چنان مست نگشتے	کان جام دلاویز تو ساغر نشدی گر

غزل

ای برادر جهد کن تا تو نباشے بی نماز	روز و شب پرهیز کن از صحبت آن بی نماز
بے نمازان بت پرستان هر دو را دوزخ برند	در شریعت واجب آید کشتن آن بی نماز
زن مخواه از بے نمازان نیز و یا زن مده	تا نگردی دوزخی از شومت آن بی نماز
می شود لعنت شب و روز از خدا از رسول	هم ملائک هم زمین هم آسمان بر بے نماز
بی نمازی خفته باشد تو مرو پرسش بکن	گر بمیرد بے نمازی تو بکن بر او نماز +

غزل حافظ

روز عیش طرب عید وصیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز
ای عروس فلکی رخ منما از مشرق +	که مرا دیدن آن ماه تمام است امروز
محتسب بیهده گویند مده رندان را	کان که با شاهدی او نیست کدام است امروز
شیخ و واعظ که مرا منع ز زلفش کردند	دیدمش باز که چون مرغ بدام ست امروز
گر بگویند خلائق که کنون حافظ را	چشم بر روی نگار و لب جام ست امروز

غزل نجات

خط شب رنگ بر ولیش ندمیده ست هنوز	دام نظاره ز سنبل نکشیده ست هنوز

آفت دحسن وعشق چون ہوس ہست — ہر دو را باید از حیا تعویذ
دم عیسے بمن نمود مگر — زلف آموخت بر صبا تعویذ
خاکساری ہیشہ ماشدہ ہست — دادہ عشقت بہ یاد یا تعویذ
بہر دل بہ زداغ بہ خبرے نیست — لکن از جان خود جدا تعویذ
خیر خواہے فسون یار بلاست — این بود بہر ہر بلا تعویذ
یادعا یار کن تصدق را — تا شود چہرہ با قضا تعویذ
بہتر از راستے پناہی نیست — این بود این بود خدا التعویذ

غزل عطائی

تہاب زلف آن خورشید رخسار — گرفتارم گرفتارم گرفتار
چو مجنون در طریق عشق لیلے — خبر دارم خبر دارم خبر دار
زلیخا وار بہر عشق یوسف — خریدارم خریدارم خریدار
ویش گوئی کہ بابا در بتسم — پرستارم پرستارم پرستار
تمتع گویم از دیست نگر دید — وفادارم وفادارم وفادار
ز دست دو دست چون چشم عطائی — گہر بارم گہر بارم گہر بار

غزل امیر خسرو

نگارا مرادہ بوقت سحر — شرابے کہ باشم ازان بیخبر
تو خوش خفتہ بودی من کردہ ام — دعا و ثنا تا بوقت سحر
ترا میکنم ہم زنت راکنم — چنان خدمت مادران را بسر
مرا دادہ دیگران را بدہ — کلاہ و قبا و کمربند زر
میان دوران تو خواہم نہاد — یکے اسپ تازی دگر زین زر
چنین میزنم تا بجاقت رسد — عدوے ترا تیر اندر جگر

از نصیحتہاے ناصح بے خبر افتادہ ام | این حدیث بے اثر در گوش ما افسانہ بود
از سخن ہرگز علی در مدح کس نگریختم | اختیار ما بدست ہمت مردانہ بود

غزل سخا

در شب ہجر تو شرمندۂ احسانم کرد | دیدہ از بس گہر اشک بدامانم کرد
شمۂ از گل روی تو بہ بلبل گفتم | آن تنک حوصلہ رسوای گلستانم کرد
سرگذشت از شب ہجران تو گفتم باشمع | آنقدر سوخت کہ از گفتہ پشیمانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایۂ عمر | شانہ آخر ز کفم برد و پریشانم کرد

غزل مردانہ

مسند شوکت شاہانہ مبارک باشد | شادی جشن در نیخانہ مبارک باشد
گل گلزار زری پوش طرب ساز ہمین | می سرائید کہ جانانہ مبارک باشد
شیشہ بندی چو خوش آویزہ گل آرایش | خوشنما ہمچو پریخانہ مبارک باشد
پاندان چوگھرہ دار گجہ و عطر گلاب | رونق بزم امیرانہ مبارک باشد
غزل طرفہ و تازہ تبلاش آوردی | طلب ہمت مردانہ مبارک باشد

غزل حافظ

بنویس دلا بیار کاغذ + | بفرست بآن نگار کاغذ +
اسے باد صبا برآن شوخ | از عاشق دلفگار کاغذ +
ہرگز نہ نویسد او جوابم + + | بنویسم اگر ہزار کاغذ
تا نام تو نقش شد براو ماند | بر صفحۂ روزگار کاغذ
بنویس ز روے مہربانے | بر حافظ دلفگار کاغذ

غزل

حسن تو دارد از حیا تعویذ + | عشق را ہم بود و ...ا تعو یذ + +

بے معرفت مباش که در من فرید عشق ‌‌ ‌ اہل نظر معامله با آشنا کنند

گر سنگ از این حدیث بنالد عجب مدار ‌ ‌ صاحبدلان حکایت دل خوش ادا کنند

پیراہنی که آید ازو بوی یوسفم ‌ ‌ ترسم برادران غیورش قبا کنند

می خور که صد گناه ز اغیار در حجاب ‌ ‌ بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنند

بگذر ز کوی میکده تا زمرۂ حضور ‌ ‌ اوقات خود ز بهر تصرف دعا کنند

حافظ مدام وصل میسر نمی شود ‌ ‌ شاہان کم التفات بحال گدا کنند

غزل عرفی

در چمن حور وشان انجمنی ساخته اند ‌ ‌ چشم بد دور بهشتی چمنی ساخته اند

نه نشیند دل این طائفه در قصر بهشت ‌ ‌ که بمعمورے دلها وطنی ساخته اند

تیر آن غمزه حلالست دلے جمع را ‌ ‌ که ولے جامه و از جان بدنی ساخته اند

لذت شعر تو عرفی همه عالم رفت ‌ ‌ که ترا بلبل شیرین دهنی ساخته اند

غزل قاسم

این همه از عکس روی یار آن گلنار شد ‌ ‌ بوستان شد باغ شد فردوس شد گلزار شد

آن خط مشکین که آمد بر رخ آن آفتاب ‌ ‌ فتنۂ آشوب دل شد مکر شد عیار شد

تار زلف عنبرینش بهر صید جان و دل ‌ ‌ طوق شد زنجیر شد هم حلقه شد زنار شد

هر کسے در دور لعل میکش شیرین او ‌ ‌ بے خبر شد پر نشه شد مست شد سرشار شد

شاد شو قاسم که آن سرکش صنم هر دم بتو ‌ ‌ آشنا شد دوست شد محبوب شد دلدار شد

غزل ناصر علی

شمع رخسار تو تا روشن درین کاشانه بود ‌ ‌ چشم ما پروانه و مژگان پر پروانه بود

امتیاز شهر و صحرا داشت از فیض جنون ‌ ‌ ورنه مجنون را خراب آبادی دل ویرانه بود

جوهر زاهد بنیک پیمانۂ مے یافتم ‌ ‌ دیدۂ جوهر شناس ما همین پیمانه بود

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند

قصهٔ عشق دل گوشه‌نشینان خون کرد
همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند

ما بدان خرمن پندار زده چون نرویم
چون ره آدم پندار بیک دانه زدند

آتش آن نیست که بر شعلهٔ او خندد شمع
کاتش آنست که در خرمن پروانه زدند

کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب
تا سر زلف سخن را بقلم شانه زدند

غزل مغربی

ز دریا موج گوناگون برآمد
ز بیچونی برنگ چون برآمد

چو نیل از بهر قومی آب گردید
برای دیگران چون خون برآمد

چو این دریای بیچون موج زن شد
حباب آسمان بیرون برآمد

گهی در کسوت لیلی فرو شد
گهی از صورت مجنون برآمد

چو باز آمد ز خلوتگاه بیرون
همان نقش درون بیرون برآمد

ازین دریای بی امواج هر دم
هزاران گوهر مکنون برآمد

اگر انسان نگردد آشکارا
کلام کنت کنزا چون برآمد

چو شعر مغربی در هر لباسی
بغایت دلبر و موزون برآمد

غزل حافظ

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند

دردم نهفته به ز طبیبان مدعی
باشد که از خزانهٔ غیبم دوا کنند

معشوق چون نقاب ز رخ برنمیکشد
هر کس حکایتی بتصور چرا کنند

چون حسن عاقبت نه برندی و زاهدیست
آن به که کار خود بعنایت رها کنند

حالی درون پرده بسی فتنه میرود
تا آن زمان که پرده برافتد چها کنند

پنهان ز حاسدان بخودم خوان که منعمان
خیر نهان ز بهر رضای خدا کنند

غزل حافظ

حسب حال نه نوشتی شده ایامے چند	محرمے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند
ما بدان مقصد عالے نتوانیم رسید	ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند
چون می از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب	فرصت عیش نگہدار و بزن جامے چند
قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست	بوسۂ چند برآمیز بدشنامی چند
ای گدایان خرابات خدا یار شماست	چشم انعام مدارید ز انعامے چند
زاہد از کوچۂ رندان بسلامت بگذر	تا خرابت نکند صحبت بدنامی چند
عیب می جملہ بگفتے ہنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند
پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردے کش خویش	کہ مگو حال دل سوختہ با خامے چند
حافظ از تاب رخ مہر فروغ تو بسوخت	کامگارا نظرے کن سوی ناکامی چند

غزل محمود

امروز دیگرم بفراق تو شام شد	در آرزوی وصل تو عمرم تمام شد
آمد نماز شام و نیامد نگار من	ای دیده پاس دار کہ خوابم حرام شد
بستم بسے خیال کہ بینم جمال دوست	آنہم نشد میسر و سودائے خام شد
خال تو دانہ دانہ و زلف تو دام دام	مرغی کہ دانہ دید گرفتار دام شد
محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت	عشقش چنان گرفت غلامان غلام شد

غزل حافظ

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند	گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند
ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت	با من راہ نشین بادۂ مستانہ زدند
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد	حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

مخمس بر حسم معماے قرآن غزلے — رمز لیست عیان بر دل حق جوی محمد

ای کعبۂ عشاق خداوند تعالے — می باش بہر حال ثناگوے محمد

بنید حسن اینست اگر گوش بداری — ای طالب فردوس بروسوے محمد

غزل حافظ

غلام نرگس مست تو تاجدارانند — خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز — وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

نزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر — کہ از یمین و لیسارت چہ بیقرارانند

گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت — کہ ساکنان در دوست خاکسارانند

نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو — کہ مستحق کرامت گناہگارانند

نہ من بران گل عارض سخن سرایم و بس — کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

تو دستگیر شو ای خضر پے خجستہ کہ من — پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

برو بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد — کہ بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عشرتی

از بخیۂ من چاک گریبان گلہ دارد — وز گریۂ من گوشۂ دامان گلہ دارد

گر بت شکنم گاہ بمسجد زنم آتش — از مذہب من گبر و مسلمان گلہ دارد

از بسکہ بزندان غمت دیر بماندم — زنجیر بتنگ آمد و زندان گلہ دارد

دامان نگہ تنگ گل حسن تو بسیار — گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد

در بزم وصال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد

گہ گریہ و گہ خندہ و گہ آہ جگر سوز — ای عشرتی از وضع تو جانان گلہ دارد

خدایا چند خواهی گرد شوخے ÷ نه باید بود زینسان جسم و جان شوخ
خرد حیران که ان شوخ ست کامد بعاشق آشکار او نهان شوخ
خراب عشق او محمود شد زانکه ایاز او ست بس نامهربان شوخ

غزل ولی

سر سلسلهٔ اهل جنون موی محمد ÷ محراب عبادت خم ابروے محمد
خورشید سپهر احدے روے محمد سرچشمه صفای صمدی روی محمد
خورشید بزیر زمین از شرم رود زود چون جلوه دهد روشنی روی محمد
هرگز نه هراسیم ز خورشید قیامت چون سایهٔ داریم ز گیسوے محمد
والشمس کنایه بود از روی محمد واللیل اشارت کند از موے محمد
برباد دهد خرمن صد طبلهٔ عنبر یک نفحه رسد گر ز دو گیسوے محمد
تا گل بچکد از عرق روے محمد شد بلبل جان شیفتهٔ روی محمد
صد شوکت و جمشید سلیمانی و داود آنکس که بجان گشته سگ کوی محمد
در عالم لاهوت تماشای جمالش در کشور ناسوت هیاهوے محمد

بیچاره ولی کیست که مدح تو بگوید
چون هست خدا مدح و ثناگوی محمد

غزل حسن

ای طالب فردوس بیو سوی محمد چون خلد برین آمده در کوی محمد
ای کعبه طلب چند کنی قطع بیابان چون کعبهٔ عشاق بود روی محمد
والشمس چه باشد صفت وجه شریفش واللیل چه باشد صفت موی محمد
طرز صفتش آمده از حضرت باری لیس نجد اگشته کنه سوی محمد
نون والقلم از فضل خداوند تعالے معلوم نموده بهمه خوے محمد

جبیب من چو شود ساقی و قدح گیرد ‌ ‌ روان بچرخ در آید ہزار بار قدح
حسود را ز حسد خون دل بجوش آید ‌ ‌ چو پُر ز بادہ بدستم دہد نگار قدح
حلال نیست مِی لعل بے لب ساقی ‌ ‌ بود حرام چو نوشند خوشگوار قدح
حکایت از خم و جام گذشتہ دارد یاد ‌ ‌ میان خلق ازان دارد اعتبار قدح
حریف بادہ کشانست آنکہ از رہ شوق ‌ ‌ بنقد جان لبتانند ز دست یار قدح
حدیث توبہ و تقوی میپرس از محمود ‌ ‌ ربودہ ایاز چو او را دم دو چار قدح

غزل حافظ

دل من در ہوای بوی فرخ ‌ ‌ شدہ آشفتہ ہمچو روی فرخ
بجز ہندوی زلفش ہیچکس نیست ‌ ‌ کہ برخوردار شد از موی فرخ
ہما نا نیکبخت ست آنکہ دائم ‌ ‌ بود ہمراز و ہم زانوی فرخ
شود چون بید لرزان سرو آزاد ‌ ‌ اگر بیند قد دلجوی فرخ
بدہ ساقی شراب ارغوانی ‌ ‌ بیاد نرگس جادوی فرخ
دو تا شد قامتم ہمچون کمانی ‌ ‌ ز غم پیوستہ چون ابروی فرخ
نسیم مشک تاتاری خجل کرد ‌ ‌ شمیم زلف عنبر بوی فرخ
اگر میل دل ہرکس بجائیست ‌ ‌ بود میل دل من سوی فرخ
غلام خاطر آنم کہ باشد ‌ ‌ چو حافظ چاکر ہندوی فرخ

غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ ‌ ‌ چو او دیگر ندیدم دلستان شوخ
خروش از دست او دارند پیران ‌ ‌ کسے کم دیدہ مثل آن جوان شوخ
خرابی کرد در ہر گوشہ چشمش ‌ ‌ نباشد کس بسیہ دل ترازان شوخ
سدا پایندہ دارد خوبی او ‌ ‌ اگرچہ نیست چون او در جہان شوخ

پیش من از همه حرفی سخن جام به است | سحر پرداخته باشد سخن ساحر هیچ
می خور امروز و بغم فردا نخم فردا بگذار | غم فردای قیامت نخورد کافر هیچ

غزل نظیری

ای کعبه که گرد در بنشیند به صفا هیچ | جائیکه عطای تو بود کفر خطا هیچ
با مهر تو علت نه و با قهر سبب نه | آنرا که مراد تو بلا خواست دعا هیچ
کونین چه کار آیدم ار با تو نباشم | بی دولت وصل تو نعیم دو سرا هیچ
کم حوصلگی از ظرف ماست و گر نه | از بحر تو علت نشود کم بعطا هیچ
از تست که این زمزمه با طبع نظیری ست | بانگی که نباشد نکند کوه صدا هیچ

غزل حافظ

اگر بمذهب تو خون عاشق ست مباح | صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح
سواد زلف تو تفسیر جاعل الظلمات | بیاض روی تو بیان فالق الاصباح
ز دیده ام شده صد چشمه در کنار روان | که خود شنا نکند در میان آن ملاح
لب چو آب حیات تو هست قوت روح | وجود خاکی ما را از وست قوت رواح
ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص | نه از کمانچه ابرو و تیر غمزه نجاح
بیا که خون دل خویشتن بحل کردم | اگر بمذهب تو خون عاشق ست مباح
نداد لعل لبش بوسه بصد تلبیس | نیافت کام دل من از و بصد الحاح
صلاح و توبه و تقوی ز ما مجو واعظ | ز رند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح
پیاله چیست که با یاد تو کشیم مدام | دهن نشرب شربا کذلک الاقداح
دعای جان تو ورد زبان حافظ باد | مدام تا که بود گردش مسا و صباح

غزل محمود

حرام باد بجز یار گلعذار قدح | فدای باده لعلش کنم هزار قدح

فتاد در سر حافظ ہوای چون تو شہے | کمینہ بندۂ خاک در تو بودے کاج

غزل محمود

جمالت را ہزاران صاحب تاج | ابیک دیدن بجان ہستند محتاج
جہان ہجر تو مارا کرد گستاخ * | کہ درماند بچنگ باز دراج *
چو جا بر بام وصلت یافت عاشق | شد اورا گو نیابر چرخ معراج
جہان شد تیرہ بر من چون نہفتے | ز من آن ساعد صافی تر از عاج
جگر خون کرد زلفت مشک چین را | گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتاب عارض تو | سیہ شد روز بر من چون شب داج
جمال خود ایاز از وی نہان داشت | بماہی بندیش محمود ای کاج

ایضاً

چو می بینم ترا ای مہ دہان ہیچ * | ز وصفت می نیارم بر زبان ہیچ
چہ گویم وصف آن موی میان را | کہ عقل آگہ نگشتہ زانمیان ہیچ *
چرا یارب ندارد مہربانے | بعاشق آن مہ نامہربان ہیچ *
چگونہ گل بود چون روی آن ماہ | کہ بنود گل چو او در بوستان ہیچ
چنان مائل شدم بر حسن جانان | کہ جز ذکرش ندارم بر زبان ہیچ
چہ دانستی ازان دلبر تو چندان | نشان شوخے دیگر ازان ہیچ
چمن گل گل شدہ محمود اما | دلم نشگفت بی رویش ازان ہیچ

غزل آصفی

بگذر آن غیر می و میکدہ در خاطر ہیچ | سالہا منظر و جا ساختہ در خاطر ہیچ
آنکہ مہمان می مست شدی ہمچو شراب | خاطری می طلبی نیست عرا خاطر ہیچ
گفتگوے در میخانہ بسے ہست و لے | مصلحتہا است درین باب بکس ظاہر ہیچ

دین و دل بردند قصد جان کنند
الغیاث از جور خوبان الغیاث

در بہاے بوسۂ جانے طلب
میکنند این دلستانان الغیاث

داد مسکینان بدہ ای روز وصل
از شب یلدای ہجران الغیاث

خون ما خوردند این کافر دلان +
ای مسلمانان چہ درمان الغیاث

ہر زمانم درد دیگر سے رسد
زین حریفان بر دل و جان الغیاث

ہمچو حافظ روز و شب بیخویشتن
گفتہ ام سوزان و گریان الغیاث

غزل محمود

ثابت نشد بوعدۂ خود یار الغیاث
زین گشت رنج جان دلم زار الغیاث

ثور ست و شیر جا بمن محنت فراق
با شیر و گاو در شدہ پیکار الغیاث

ثالث میان ما و تو پیدا شدہ رقیب
این از کجا رسید دگر بار الغیاث

ثمن ہمے مغانہ دہم نقد جان اگر
مردم بدور چشم تو بیمار الغیاث

ثالث پیالہ ساقی اگر بخشدم تمام
گردم زبار درد سبکسار الغیاث

ثوب از تن آیا زچو بگرفت کام دل
محمود شد بغصہ گرفتار الغیاث +

حافظ

سرد زفرق ہمہ دلبران ستانی تاج
چراکہ بر سر خوبان عالمے چون تاج

دو چشم مست تو برہم زدہ ختا و ختن
بچین زلف تو ماچین و ہند دادہ خراج

بیاض روے تو روشن چو عارض خورشید
سواد زلف تو تاریک تر ز ظلمت داج

لب تو خضر دہان تو آب حیوانست +
قد تو سرو میان تو موی گردن عاج

ازین مرض بہ حقیقت کجا شفا یابم
کہ از تو درد دل من ہمی رسد لعلاج

دہان تنگ تو دادہ بآب خضر لقا +
لب چو قند تو بر داز نبات مصر رواج

چرا ہمی شکنی جان من لبنگ دلے
ولی ضعیف کہ آید بناز کے چوز جاج

دوست را گر دل ز تنگ دوست ما دانیم دوست
در سر نگ شیشهٔ نازک خوست ما دانیم دوست
نیست ناصح عاشقانرا از جفای دوست باک
لله الله این چه گفت و گوست ما دانیم دوست
خون ما را گر به تیغ ناز ریزد هر نفس
اختیار ما بدست اوست ما دانیم دوست
منصب ما عاشقان نبود بجز پروانگی
شمع سان گرد دوست آتش روست ما دانیم دوست
زاهدان واله اگر عشاق را گویند بد
وه چه غم از گفته بدگوست ما دانیم دوست

غزل بیدل

باز سر گرمی نظاره بسامان شده است
شعلهٔ آتش دیدار گل افشان شده است
زین چراغی که طرب جوشی انجم دارد
آفتاب دگر از آب نمایان شده است
صلح کل نذر حریفان که درین عشرتگاه
آتش و آب بهم دست و گریبان شده است
آب را این همه کیفیت رعنائی نیست
مگر از پرتو فیض قدم جان شده است
بیدل آن شعله کز و بزم چراغان گرم است
یک حقیقت بهزار آینه تابان شده است

غزل حافظ

ساقیا آمدن عید مبارک بادت
وان مواعید که کردی نرود از یادت
در شگفتم که درین مدت ایام فراق
برگرفتی ز حریفان دل و دین میدادت
برسان بندگی دختر رز گو بدر آئی
که دم همت ما کرد ز بند آزادت
شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت
بوستان سمن و سرو و گل و شمشادت
شادی مجلسیان در قدم مقدم تست
جای غم باد هر آن دل که نخواهد شادت
چشم بد دور کزین تفرقه خوش باز آوردی
طالع نامور و دولت مادر زادت
حافظ از دست مده صحبت این کشتی نوح
ورنه طوفان حوادث ببرد بنیادت

غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث
هجر ما را نیست پایان الغیاث

شاد باش ایدل که فردا بر سر بازار عشق
وعدهٔ قتل ست گرچه وعدهٔ دیدار نیست

ماغریبان را تماشای چمن درکار نیست
داغهای سینهٔ ما کمتر از گلزار نیست

ناخدای کشتی ما گر نباشد گو مباش
ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

خلق میگوید که خسرو بت پرستی میکند
آری آری میکنم با خلق و عالم کار نیست

غزل سعدی رح

خوش بدیدم صوفیان صحبت خمار مست
عاشقان با صدق مانده وعدهٔ دیدار مست

مست عاشق مست معشوق هم باندر راز خود
پیر مست و میر مست و شیخ در اسرار مست

محتسب را مست دیدم در میان میکده
صحن مست و خلق مست و جملگی بازار مست

هرکه را در باغ دیدم مست بود و بی خبر
زاغ مست و باغ مست و غنچه و گلزار مست

بادشاهان مال مست و ماغریبان حال مست
خوبرویان ناز مست و طرهٔ طرار مست

یار من بدمست آمد خون زلبهامی چکید
زلف مست و خال مست و عاشقان دیدار مست

ساقیا باقی نمانده از شراب عشق فصل
سال مست و ماه مست و روز شب هموار مست

غزل لعتخان عالی

آن بیوفا که آمد یکدم نشست و رفت
پرسید دل کجاست بگفتم شکست و رفت

تا چشم او فتاد بمن کرد رو بغیر
گویا غزال بود که فی الحال جست و رفت

هر ذی حیات موجهٔ دریای نیستی ست
نقش وجود خویش برین آب بست و رفت

همیان پر فلوس درین عهد بی ثبات
مانند ماهی الیست که آمد بدست و رفت

خونش حلال شد عوض بادهٔ حرام
یعنے که محتسب خم مے را شکست و رفت

شوخے چنانکه یاد توام در دلم نماند
از خاطرم خیال که چون برق جست و رفت

دل بستگے حلقهٔ زنجیر زند گے
عالی خوش آن کسیکه ازین قید جست و رفت

غزل واله

باز هوای چمنم آرزوست ❖ جلوهٔ سرو سمنم آرزوست

نکهت گل را چکنم ای نسیم ❖ بوی از آن پیرهنم آرزوست

از در دندان تو ای نازنین ❖ همچو عقیق یمنم آرزوست

گرچه به هندم دل و جانم بسوخت ❖ جنت کابل وطنم آرزوست

شیشه بر دست شب ماهتاب ❖ در بغلم گلبدنم آرزوست

توبه ز می کردم و آمد بهار ❖ ساقی توبه شکنم آرزوست

باز نگر جامی از آن لب سخن ❖ کین سخن زان دهنم آرزوست

غزل خاقانی

رخ تو رونق قمر بشکست ❖ لب تو قیمت شکر بشکست

من ز اول شکسته پا بودم ❖ عشقت آمد مرا بسر بشکست

ترک چشمت مرا به نیزه بزد ❖ نوک آن نیزه در جگر بشکست

بر در دل رسید و حلقه بزد ❖ پاسبان خفته بود در بشکست

غزلی این نوشت خاقانی ❖ قلم اینجا رسید و سر بشکست

غزل سعدی علیه الرحمه

[illegible]ی که میگوئی بخوبان آشنائی مشکلست ❖ آشنائی میتوان کردن جدائی مشکلست

[illegible]ش بیدردان گریبان پاره کردن مشکلست ❖ دل که شد بیچاره او را چاره کردن مشکلست

[illegible]ندگانی در جهان بی یار کردن مشکلست ❖ راز دل با هر کسی اظهار کردن مشکلست

[illegible]ی که رنجد از کسی خرسند کردن مشکلست ❖ شیشهٔ بشکسته را پیوند کردن مشکلست

سعدیا سهل ست با هر کس گرفتن دوستی ❖ لیک چون پیوند کردی پاره کردن مشکلست

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ❖ هر رگ من تار گشته حاجت زنار نیست

[illegible]سر بالین من برخیز ای نادان طبیب ❖ دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

س سعادت بود آندم که سهم پاے تو سر — ش شرابم ز غم ساقے انجام شده است
ص صبرم بدے تا بغمت صبر کنم + — ض ضائع نکنی چون کرمت عام شده است
ط طلبگار وصال تو دل من همه وقت + — ظ ظهور تو بهر ذره اعلام شده است +
ع عقل دو جهان در صفت حیران است — غ غمخواری واز غم دلم ابرام شده است
ف فراق ست که جز وصل تو درمانش نیست — ق قبله تو رخ کعبه اسلام شده است +
ک کفر ست همه قهر جلالیت از وست — ل لبیک ابد جانب اسلام شده است +
م ملک همه عالم ز ملک تا ملکوت + + — ه بیش انسان بکمل بیکے گام شده است +
ن نهایت بنود حسن جهانگیر ترا — ماه و خورشید ز حسن تو برین بام شده است
واو ویل کنان خلق جهان در عرصات — ه همه هیبت و حیران که چه الهام شده است
لام الف وار به بهلول به پیچیده ست عشق — ی یکے بین و یکی دان چو الف لام شده است

غزل شمس الدین

دلم گر بادۂ جبار شد مست — تنم از صحبت دلدار شد مست
نه من تنها درین میخانه مستم — ازین می همچو من بسیار شد مست
بمیخانه گذر کردم چو دیدم + — خطیب و قاضے و خمار شد مست
ازین مے جرعۂ پاکان چشیدند — جنید و شبلے و عطار شد مست
تو با حسن جمال خویش مستے — علی با تیغ ذوالفقار شد مست
گلستان ارم را سیر کردم — چو دیدم سر بسر گلزار شد مست
ازین مے جرعۂ دادند به منصور — انا الحق مے زد و بر دار شد مست

بروح پاک شمس الدین تبریز
که ملا بر سر بازار شد مست

غزل جامی رح

پر دہد ساقی پیالہ گاہ راس و گاہ چپ
از شراب دیر سالہ گاہ راس و گاہ چپ
پند ناصح میکند از بادہ اما چہ سود
میکند ساقی حوالہ گاہ راس و گاہ چپ
پیش او گر لاف خوبی گل زند باد افگند
از خجالت این رسالہ گاہ راس و گاہ چپ
پاکبازان راست چپ استادہ اند عشق تو
رو نمائی ہا چو لالہ گاہ راس و گاہ چپ
پرتو حسن تو مارا مزرع امید ہست
لیکہ سحر ستہا چو ژالہ گاہ راس و گاہ چپ
پیر و برنا برمہ روے تو عاشق شد بجان
صف زدہ گردت چو ہالہ گاہ راس و گاہ چپ
پارسائی تا بکے محمود را مے چون دہد
ساقی مشکین کلالہ گاہ راس و گاہ چپ

غزل صائب

درون گنبد گردون فتنہ بار مخسپ
بزیر سایہ گل موسم بہار مخسپ
صفائی چہرہ شبنم گل سحر خیز است
زیکدگر بکشا چشم اعتبار مخسپ
ز چشم دام بذوق شکار خوابی رفت
اگر تو یافتہ لذت شکار مخسپ
باین امید کہ سر رشتہ بدست افتد
شو چو ہوزبان اگر بپیکر ہزار مخسپ
ز حرف تلخ درینجا زبان خویش نگر
بخوابگاہ لحد ور دہان مار مخسپ
جواب این غزل مولویست الصائب
ز عمر یک شبہ کم گیر و زندہ دار مخسپ

غزل بہلول

الف اندر غم عشق تو قد لام شدہ است
ب بر دیتو کہ روز من ز غمت شام شدہ است
ت ترا دیدم و از ہر دو جہان بگذشتم
ث ثنا خوان تو گر خاص و گر عام شدہ است
ج در جہد جہان کردہ جمال تو ظہور
خ بخشش جملہ جہانہا نتوانعام شدہ است
ح سجال من دل سوختہ انداز نظر
خ خیالم بوصالت طمع خام شدہ است
دال در دلبست دلم را کہ دو دالش نہ بود
ذال ذوق ذقنت لذت ہر کام شدہ است
ر ربود ست دل و صبر و قرار و ہوشم
ز بزلف تو دلم بستہ اندام شدہ است

تو صاحب نعمتی من مستحقم	زکوٰۃ حسن دہ حق دارم امشب
ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد	ازین شوری کہ در سر دارم امشب

غزل ہلالی

سر نمی تابم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب
ایکہ گوئی چون نہ حال تو چیست	من غریبم حال ما باشد غریب
تا رقیبی ہست ما را نیست قدر	نیستم پیشش تو مقدار رقیب
زار مینالد ہلالی بے رخت	ہمچنان کز فرقت گل عندلیب

غزل علی حزین

عاشق مہجور وصل دوستان بیند بخواب	دیدۂ محتاج گنج شایگان بیند بخواب
بعد از نیم چشم آن سرو روان بیند بخواب	دیدۂ عاشق مگر بخت جوان بیند بخواب
دل کجا و طرۂ نازک نہالان از کجا	مرغ بے بال و پر من آشیان بیند بخواب
دولت بیدار در دیدہ بریزم خاک اشک	گر جبینم سجدۂ آن آستان بیند بخواب
مرگ ہر کس در حقیقت نقش حال زندگیست	ہر چہ کس بیند بہ بیداری ہمان بیند بخواب
صبح محشر سر گران برخیز از خواب لحد	گر شبی زاہد خرابات مغان بیند بخواب
وصل از کف رفتہ را دیگر کجا یابی حزین	در خزان بلبل بہار بیخزان بیند بخواب

غزل غنی

ہر رگ گل رشتۂ باشد برای عندلیب	دام دیگر نیست حاجت از برای عندلیب
ہست ہر شاخ گل عشرت سرای عندلیب	بر زمین کے می رسد در باغ پای عندلیب
تا وزید از گلشن بوی تو بادی در چمن	ہست ہر گل آتشی در زیر پای عندلیب
نو عروسان چمن مشتاق دیدار تواند	ہست در گلزار دیت گل بجای عندلیب
یا ہیچ تخمی نیست ضائع در زمین پاک عشق	خندہ ہای گل دمید از گریہ ہای عندلیب

(حاشیہ:) [illegible] عندلیب

لطف باشد گر نمائی با گدا ناروت را — تا بکام دل به بیند دیدهٔ ماروت را
همچو ہاروتیم دایم در بلای عشق تو — کاشکی ہرگز ندیدی دیدهٔ ماروت را
کی شدی ہاروت در چاه زنخدانت اسیر — تا نگفتی شمهٔ از حسن از ماروت را
بوی گل برخاست گوئی در چمن ہاروت بود — بلبلان مستند گویا دیدهٔ ماروت را
میکشم جور جفاہایت ز ہجران ای صنم — روی بنما تا به بیند حافظ ماروت را

غزل جامی علیه الرحمه

روحی فداک اے صنمی ابطحی لقب — آشوب ترک شور عجم فتنهٔ عرب
کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند — ای در کمال حسن عجب تر ز ہر عجب
ہر کس نیافت جرعهٔ از جام وصل تو — زین بزم گاه تشنه جگر رفت و خشک لب
تا زلف تو شب ست و رخت آفتاب حسن — واللیل والضحی ست برآور روز و شب
کامی ز لب به بخش که عشاق خسته را — صد خار خار در جگر افتاد زان طلب
رفتن بسر طریق ادب نیست در رہت — ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب
دل باد منزلی غم و سر خاک مقدمت — کین موجب شرف بود آن مایهٔ طرب
مطلوب جامی از طلبم گفته که چیست — مطلوب او ہمین که دہد جان درین طلب

غزل حافظ

تعالی الله چه دولت دارم امشب — که آمد ناگهان دلدارم امشب
چو دیدم روی خویش سجده کردم — بحمد الله نکو کر دارم امشب
نهال عیش از وصالش برآورد — ز بخت خویش برخوردارم امشب
بران عزمم اگر خود مے برد سر — که سر کوشش از طبق بردارم امشب
کشد نقش انا الحق بر زمین خون — چو منصور ار کنی بر دارم امشب
برات لیلة القدر رسے بدستم — رسید از طالع بیدارم امشب

چون نسیمی آید از کویش دل از جا می رود | یا دمی بسازد بلے خاطر پریشان شمع را
داغ دل را وصل رویت مرہم کافور لیست | بہ شود در صبحدم زخم نمایان شمع را
عشق او در سینۂ پرشور میگیرد قرار | در تنگ باشد مکان وقت چراغان شمع را
نالۂ دل میفزاید گریہ کردن بیشتر | آری اشرف آب می آرد با فغان شمع را

غزل حافظ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را | بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت | کنار آب رکنا باد گلگشت مصلا را
فغان کین لولیان شوخ و شیرین کار شہر آشوب | چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را
بوصف ناتمام ما جمال یار مستغنی ست | بآب و رنگ خال و خط چہ حاجت روی زیبا را
من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم | کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دہر کمتر جو | کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند | جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را
غزل گفتی و دُر سفتی بیا و خوش بخوان حافظ | کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

غزل

بے حجابانہ در آ از در کاشانۂ ما | کہ کسی نیست بجز درد تو در خانۂ ما
فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین بکشاے | تاب زنجیر ندارد دل دیوانۂ ما
مہربانی ز خیال مہ رویت آموز | کہ بیاید ز در گوشۂ ویرانۂ ما
آنکہ از دردلان باشد و رحمی ننمود | جان ما سوخت ز بیرحمی جانانۂ ما
گر بیاید بسر تربت ویرانۂ من | بیند از خون جگر پر شدہ پیمانۂ ما

غزل حافظ

چنان از فکر صایب تنگ افتادست در عالم
که مرغان این سخن دارند باهم در گلستانها

جنونی کو که از قید خرد بیرون کشم پا را
کنم زنجیرهای خویشتن دامان صحرا را

به بزم می‌پرستان محتسب خوش عزتی دارد
که چون آید بمجلس شیشه خالی میکنند جا را

اگر شهرت طلب داری اسیر دام عزلت شو
که در پرواز دارد گوشه‌گیری نام عنقا را

شکستست از هر در و دیوار می بار دگر گردون
برنگ چهرهٔ ما ریخت رنگ خانهٔ ما را

به بزم می‌پرستان هرکسی برطاق ننهاید
که می ریزند مستان بی‌محابا خون مینا را

ندارد ره بگردون روح تا باشد نفس در تن
رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را

غنی زیاد پیر کنعان را تماشا کن
که روشن کرد نور دیده اش چشم زلیخا را

نصیحت به نسازد درد دلم زخم جدائی را
نباشد در شکست شیشه دستی مومیائی را

بخاک و خون نشاندی هیچه گل‌ها را درین گلشن
شعار خویش کردی تا چو شبنم بیوفائی را

حیات خویش را چون شمع صرف دیگران کردم
کسی چون من ندارد پاس رسم آشنائی را

بهر صورت بروئیت چهره‌ها چون عکس میگردد
ولی ناکس نمیداند طریق آشنائی را

امید از دست مردم چارهٔ دل برنمی‌آید
ز مرهم به نمی‌سازد کسی داغ جدائی را

برای سوختن یک شعله کافی نیست داغم را
صد آتش خانه باید تا کند روشن چراغم را

نیم سرگشتهٔ شوق چراغ آرزوی گل
چرا از بلبل و پروانه میجوئی سراغم را

ز حسن خنده چو شد خون دل چون باده ساقی
بر غم دیدهٔ پرخون بیا پر کن ایاغم را

پریشان شد دماغم ای نسیم صبحدم برخیز
ز بوی سنبل زلفش معطر کن دماغم را

دلم را طاقت محرومی غم کی بود قدسی
فراق صحبت پروانه میسوزد چراغم را

غزل اشرف

بزمی افروزان دگر در بزم جانان شمع را
آتش حسرت مزن در رشتهٔ جان شمع را

آیینه سکندر جام میست بنگر
تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا

سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد
دلبر که در کف او موم ست سنگ خارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخوانند
در رقص و حالت آرد پیران پارسا را

آن تلخ وش که صوفی ام الخبائثش خواند
اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کین کیمیای هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمر اند
ساقی بده بشارت پیران پارسا را

حافظ بخود نپوشید این خرقه می آلود
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل مولانا جامی رح

اجن شوقا الی دیار لقیت فیها جمال سلمی
که میرساند ازان نواحی نوید وصلت بجانب ما

بوادی غم منم فتاده زمام فکرت ز دست داده
نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

زهی جمال تو قبله جان فان سجدنا الیک نسجد
حریم کوی تو کعبه دل وان سعینا الیک نسعی

بناز گفتی که انتی کجائی چه بود حالت درین جدائی
مرضت شوقا و مت هجرا فکیف انتم الیک نشکو

ز سر عشقت که بود ساکن زمام ارباب شوق لیکن
ز بی زبانی ز غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

بر آستانت کمینه جامی مجال بودن ندیده آن رو
بکنج فرقت نشسته محزون بگو تو ... گر ندیده ما را

غزل صائب

گر نبودی مد بسم الله تاج فرق عنوانها
نگشتی تا قیامت نوخط شیرازه دیوانها

سر شوریده آورده ام از وادی مجنون
تهی سازند از سنگ ملامت جیب و دامانها

بفکر نیستی هرگز نمی افتند مغروران
اگرچه صورت مقراض لا دارد گریبانها

نمیدانی ز استغنا بزیر پا نمی بینی
که آخر میشود خار سر دیوار مژگانها

گلستان سخن را تازه رو دارد لب خشکم
که خرمن میرساند در سفال خشک ریحانها

حیات جاودان خواهی بصحرای قناعت رو
که دارد نان هر موری دران وادی سلیمانها

شدم بر صورتی عاشق که بر منه مے کند غوغا — چه صورت صورت دلبر چه دلبر دلبر زیبا

اگر رویش نمی بینم دو چشمم چشمه گردد — چه چشمه چشمه لولو چه لولو لولوے لالا

اگر در باغ بخرامد دو صد غلغل برانگیزد — چه غلغل غلغل بلبل چه بلبل بلبل شیدا

خیالی را که پیدا رم غمم را همدمے باشد — چه همدم همدم محرم چه محرم محرم دلها

نگارمن بصد خوبی دو زلفش نکهتی دارد — چه نکهت نکهت عنبر چه عنبر عنبر سارا

مرا از مهر جانانے نظامی شربتے باید — چه شربت شربت قابل چه قابل قابل جانا

غزل سعدی علیه الرحمة

تا جدا گشتهٔ ز ما صنما — بکت العین سفے هواک دما

آن مکن کز غمم توکشته شوم — لیس فی القلب ینفع الندما

گرتو لیلے بحسن در عربے — انا مجنون سفے الهوا عجما

اجلم گر بدست تو باشد — قد رضینا بما جرے القلما

انچه کردے بما ز نیک و ز بد — خالق الخلق بیننا حکما

خوش بگفتی تو این غزل سعدی — بارک الله ایها العلما

غزل حافظ علیه الرحمه

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

ده روز مهر گردون افسانه ایست افسون — نیکی بجاے یاران فرصت شمار یارا

کشتی شکستگانیم اے باد شرطه برخیز — باشد که باز بینم دیدار آشنا را

در حلقهٔ گل و مل خوش خواند دوش بلبل — هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا

ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت — روزے تفقدی کن درویش بینوا را

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است — با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

در کوی نیکنامی مارا گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

شاہ عالم ماہ اعظم نور انوار قدم | سراہی ابرا سخی شمع جمع انبیا

بدر ایمان صدر احسان صاحب فضل و کرم | روح رحمت راح راحت لوح ملک ابتدا
آیۂ حق فیض مطلق پیشوای انس و جان | خلق پرور خلق گستر شافع روز جزا
شاہ اسری ماہ اقصی آفتاب چرخ قرب | عیش منزل عیش حاصل محفل آرای دنا
نور رحمان سور یزدان راحت فرح جہان | شان شوکت کان رفعت منبع جود و عطا
شمس رافت مہر رحمت نیر برج شرف | نجم عرفان رجم شیطان دافع شر و بلا

غزل سلیم

من ششدرم در حال خود حیران منم یا مصطفے | از بہر خود ہم آل خود فریاد رس یا مصطفے
از بہر صدق صادقی وز بہر عدل عادلے | وز بہر ذی النورین خود از سوی حیدر مرتضے
ہم بہر پیر پیر من کان پیر پیران جہان ست | جملہ رو شد مقتدی و ہست از تو مقتدے
آوردہ ام پشت شفیع نام بزرگان از یقین | از نام شان اسہل لنا و اشفع لنا یا مصطفے
آمد سلیم بر درت دریوزہ خواہان چون گدا | یعطے لنا من وصلک ای مالک ملک ہدا

غزل جامی علیہ الرحمہ

سیمین ذقنا سنگدلا لالہ عذارا | خوش کن بنگاہی دل غمدیدۂ ما را
این قالب فرسودہ کم از کوی تو دور ست | القلب علی بابک لیلا و نہارا
آزردہ مباد اکہ شود این تن نازک | از بہر خدا چست مکن بند قبا را
من چون گذرم از سر کوی تو کہ آنجا | یارای گذشتن نبود باد صبا را
خوش آنکہ زمی مست سوی من بخرامے | پنہان ز تو من بوسہ زنم آن کف پا را
گر ہست چو مجمر نفسم گرم عجب نیست | عن حبک قد اوقد فی قلبی نارا
جامی نکند جز ہوس بزم تو لیکن | در حضرت سلطان کہ دہد بار گدا را

غزل نظامی علیہ الرحمہ

غزل

محمد که آمد سراجاً منیرا	بمومن و کافر بشیراً نذیرا
ازو مومنان را دهد در قیامت	خداوند جنت و ملکاً کبیرا
زناکار او کافران را رساند	خداوند دوزخ و سائت مصیرا
محمد بر احوال امت نموده	خدا ایش همیشه سمیعاً بصیرا
محمد که داده خدا ایش بزرگی	نموده همیشه شراباً طهیرا
محمد محمد بگوای برادر	که ذکرش خدا کرده ذکراً کثیرا
کرامات احمد نبی کس نداند	ولو کان بعضاً لبعض ظهیرا
هر آنکس که بر مصطفے بغض ورزد	فیدعوا ثبوراً دیصلے سعیرا
زفضل نبی امت او به بیند	پس از مرگ شمساً ولا زمهریرا
محمد زبان شفاعت کشاید	چو مرسل نمایند بانگ نفیرا

غزل خواجه حافظ علیه الرحمه

الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها	که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
ببوی نافهٔ کاخر صبا زان طره بکشاید	زتاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها
بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید	که سالک بے خبر نبود زراه و رسم منزلها
مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون هر دم	جرس فریاد می میدارد که بربندید محملها
شب تاریک بیم موج گردابے چنین حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها
همه کارم زخود کامی به بدنامی کشید آخر	نهان کے ماند آن رازی کزان سازند محفلها
حضوری گر همی خواهی ازو غائب مشو حافظ	متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

غزل رافت علیه الرحمته

کان عرفان جان احسان درج مصطفا	تخت رفعت بخت دولت مهر برج اجتبا

رب یسر و تمم بالخیر

نور س بستان کلام قدیم | بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدای تعالیٰ عز اسمہ و جل ذکرہ

خداوندا کریما پادشاہا | ہمہ شاہان عالم را پناہا
بحمد اللہ ہمہ حمدے بگویم | بصد زاری ترا خوانم الٰہا
شدہ وصف جلالت قل ہو اللہ | بہ پیش والضحےٰ یٰس و طٰہٰ
الم نشرح دگر انا فتحنا | بخوانم روز و شب اندر دعاہا
پریشانے قہے استغفر اللہ | پشیمانی چہ گویم ماجراہا
ز نادانی ندانستم ہمہ عمر | بہ نادانی بسے کردم خطاہا
تو سلطانی ترا بس گشت حجت | تو سلطانے ترا گویم ثناہا

مسلم مر ترا شد پادشاہے
گدا را کے شود چندین عطاہا

بسم الله الرحمن الرحيم

قصيدة فی نعت نبی الکریم صلی الله علیه وسلم

وُلِدَ الحبیبُ وخدُّهُ متورّدُ ... والنورُ من وجناتهِ یتوقّدُ

وُلِدَ الذی لولاہ ما ذکر النضا ... کلّا ولو کان المحصّبُ یُقصدُ

جبریلُ نادی فی منصّةِ حسنهِ ... ھذا ملیحُ الکونِ ھذا احمدُ

ھذا جمیلُ الوجهِ ھذا المرتضی ... ھذا کریمُ النعتِ ھذا الاوحدُ

ھذا الذی خُلعت علیهِ ملابسٌ ... ونفائسٌ فنظیرُہ لا یوجدُ

ھذا الذی جاءت الیهِ دوحةٌ ... والنصبُ حقًّا قال انت محمّدُ

ھذا الذی جاء البعیرُ مسلّمًا ... والظبیُ جاء لجوارہ یستنجدُ

ھذا امامُ المرسلین حقیقةً ... لا شکّ فی ھذا الحدیثِ موحّدُ

ھذا الذی نبع الزلالِ بکفّهِ ... والجذعُ جاء لاجلهِ یتردّدُ

لم یاتِ فی اولادِ آدم مثلُهُ ... فیمن مضی ھذا الحدیثُ مسندُ

قالت ملٰئکةُ السماءِ باسرھا ... وُلِدَ الحبیبُ ومثلُهُ لا یولدُ

بسم الله الرحمن الرحيم

قصيدة في حمد الباري عز اسمه

الحمد لمن قدّر خيراً وخبالا ‏ والشكر لمن صوّر حسناً وجمالا

فرد صمد عن صفت الخلق بريّ ‏ ربّ أزليّ خلق الخلق كمالا

ذو المجد وبالجود وبالجدّ تعالى ‏ ما مال عن العدل ولا نال ملالا

ذو القوة ذو الفضل وذو الطول مليك ‏ ما روّح للأرض جنوباً وشمالا

لا شبه ولا مثل ولا كفو لمولى ‏ لا ولد ولا والد لا عمّ وخالا

لا ضد ولا ند ولا حدّ لربّ ‏ الآن كما كان ولم يلق زوالا

لا مثل لمن صوّر مثلاً ونظيراً ‏ من قال سواك فقد قال محالا

لا قبل ولا بعد ولا وقت زماناً ‏ لا مانع لا حاجة لله تعالى

أرسلت إلينا نبياً عربياً ‏ للخلق هداة وللشرك إزالا

يا ربّ أنلنا وأنلهم برضائي ‏ ما دام سقيماً وبها حلّ حلالا

إيّاك طلبنا ولنعماك سألنا ‏ تالله وبالله لمن خاب سؤالا

بعون صانع حکیم و منعم فضل خلاق زمین و آسمان
مرآت العاشقین
در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین و مقبول جهان شد
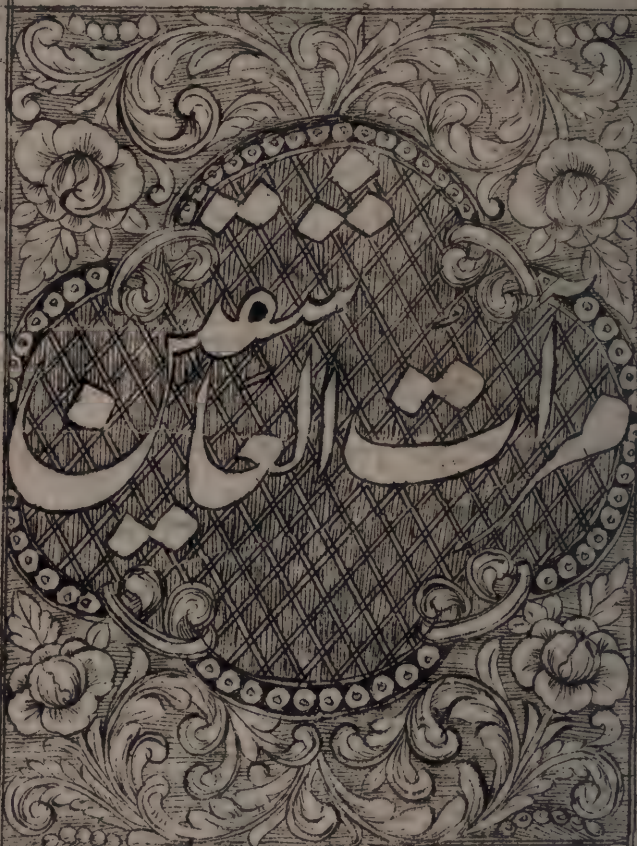
تب آپ نے اونگلی سے طرف اوسکے اشارہ فرماکر کہا کہ کوئی نیا نسخہ اس قدیم نسخے سے محبوب
اور مرغوب چند دیوان و بیاض جدید و قدیم سے بخامۂ محنت و مشقت تحریر ہوا اور بتقاضاے ندرت
و حکمت انطباع پذیر ہو حقیقت مین ایک بیاض عجیب و غریب منتخب پسند خاطر
ارباب علم و ادب ہوگی غرض انکی رغبت و استعانت و حسن رفاقت سے یہ نسخہ
خاطر خواہ مرتب ہوا فی الحقیقت مملو بانواع لطائف و ظرائف اشعار آبدار ہے و مقرون
باصناف صنائع و بدائع منظومات آبدار ہے

رباعی

اس چمن کے ہے آگے گلدستہ | ہر رگ گل بریسمان بستہ
نام اسکا ہے اور ہے تاریخ | چمن بے نظیر برجستہ

بہرکیف اگرچہ یہ نسخہ مسمی بہ چمن بے نظیر نہ از روے حسن معنی و بلندی صفات ہے
بلکہ بدیدۂ انصاف ساغر دعوے خود فروشی لبریز بادہ کنایہ و نکات سے ہے یعنی
بعضے اشعار آبدار فصحاے امصار و بلغاے اعصار غیرت سواد چمن و رشک گلدستۂ
یاسمن رونق افزاے صفحہ کتاب و زینت بخش بیاض انتخاب ہین

مصرع

صحبت نکند کرم فراموشش | بہرکیف یہ بیت مناسب حال و شاہد مقال

بیت

نہ گلگشت چمن کس نے کبھی بیخار دیکھا ہے | نہ گلدستہ تہی از برگ ہر اشجار دیکھا ہے

نکتہ نوازان بیاض معنی و معنی طرازان گلدستہ سخندانی سے التماس ہے کہ ہر گاہ و بیگاہ بقدر و
بصارت و نظارت جلوہ افروز بیاض عشرت قرین و سواد چمن رنگین ہون در اثناے سیر و تما
بمشت گیاہ سہو و خطا نفرمادین بلکہ ہر گل ہر برگ اشعار سحر کہ شبنم آلودہ معنی تازہ ہین حظوظ وطراوت

نعت رسول الکونین و سید الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد نور انیر د سرور لولاک در درج اکوان ہے
فروغ قلزم ذخار اعطینا ک و مہر برج ایمان ہے

معلی تارک عرش برین نقش قدم سی اسکی تابان ہے
لعمرک تاج و اوج تخت ادنی قاب قوسین اسکا ایوان ہے

جمال عالم آرا اسکا ہی لامع چراغ خلوت اسرے
منور لمعۂ انوار سے جسکے قصور کشور جان ہے

بہنگام ولادت طاق کسری کی صدمۂ اجلال سی اوسکے
بسان شمع ریزان رنگ خجلت پر بساط خاک ریزان ہے

ہین انگشت مبارک اسکی نباض رگ سر چشمۂ تسنیم
بھری خجلت سی جسکے خون بچشم تیرہ ناک آب حیوان ہے

جسم نور سے بی سایہ جسم مصطفے اور اوسکی خلعت کا
ازل چاک گریبان درخشان او رابد تحریر دامان ہے

بیان کس سے ہو کیا عظمت و رفعت اوسکی ایوان پاک کی
ہی درکا جسکے اک جاروب کش رضوان او جبریل دربان ہے

ادا مدح و ثنا ہووے ہی اوسکی غیر ذات کبریا کس سے
کہ لامع نام سی جسکے بیاض لوح محفوظ اور قرآن ہے

تحیت اور صلوۃ اسپر اور اوسکی روح پر اور جسم و مرقد پہ
کہ جس سے عالم ارواح و اجسام اور برزخ نور افشان ہے

سلام کثیر ہین ہون اسکی اہل بیت و اصحاب مکرم کا
جناب کبریا سی جن پہ نازل رحمت و انواع رضوان ہے

بعد حمد و صلوۃ کے طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کے ضمائر قدسی نظائر پر ظاہر ہین اور روشن ہووے کہ یہ خاکسار ہیچمدان خوشہ چین خرمن دانش و ارباب ذکا محمد ابراہیم بن شہاب الدین موسی ایک وقت بتقریب ملاقات اس قدردان خجستہ سیرت و گوہر شناس عالی طبیعت کی محفل عشرت منازل مین وارد ہوا الحق اسکی ذکاوت فہم و مضامین اشعار و نکات چیدہ سے مبین ہے اور حسن خلق اس کا بیاض منظومات و مثنویات پسندیدہ سے رنگین ہے

بیت

ہر بحر عطا منبع فیض عمیم
یعنی محمد حسین ابن محمد سلیم
سلمہ اللہ تعالی باز اتفاق

سنہ ایک نسخہ مجمع الاشعار قدیم کا کہ مدت سے بہ اہتمام فدوی مشقت اساس جہیکر صاحبان گوہر شناس کی نظروں سے گذرا ہی اس مجمع الاشتقاق و منبع اخلاق کی پیش نظر بالای طاق دھرا ہوا تھا

گلبن توحید نوبہار نعت قدیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس و شکر ایزد آفتاب مطلع اقبال دیوان ہے
برنگ مشرق انور جلوۂ خوبی سے اسکے اوج عنوان ہے

عجب ہے بے نظیر و بے مثال و بیچگون بے کیف ذات اسکی
وہ مالک ہے وہ خالق ہے وہ رازق ہے وہ ہادی اور رحمن ہے

جداگانہ ہین اسمائے مظہر مظہر اشیائے کل یعنی
تجلی اسکی ہر اک جزو موجودات مین بے کیف پنہان ہے

کبھو حسن ازل سے محمل آرا در سواد قامت لیلے
کبھو عشق ابد پیوند برق خرمن قیس بیابان ہے

بہر جا حسن و عشق اسکا خم صہبا، بزم می پرستان ہے
کہیں آہنگ آواز الست و قلقل مینای مستان ہے

وہی مونس وہی یاور بہجت خانۂ شام غریبان ہے
وہی دوائے درد اہل عشق و تیمار قلوب دردمندان ہے

نہو جبتک نم سرچشمۂ انعام سے سیراب تر اسکے
صدف تشنہ گہر بے آب و دریا خشک لب بے رنگ جام زر ہے

تنور آتشین اسکی بہار لطف و جوش قہر سے
چمن ہے مہد طفل بے زبان ہے مخرج دریا طوفان ہے

تجلی گاہ مین اسکی کرے کیا حوصلہ ہے کام ہستی کا
ہر اک ذرہ برنگ طور اسکے لمعۂ قدرت سے تابان ہے

منزہ ذات پاک اوسکی ہے سب سے اور سب مین ہے موجود اوسکا
یہان ہے خضر غرق بحر حیوان در پئے آب حیوان ہے

سوا اسکے ثناسا ہو دے ہے کون اسکی ذات کبریائی کے
تعالی اللہ وہی اپنا ثناسا اور وہی اپنا ثناخوان ہے

ثنا اور ہو زبان خامہ کس صورت سے ادا اسکی ثنا کی
وہ عالم ختم ہے لب حیرت فنا ساحل دریا عمان ہے

مڑوڑی باگ میدان ثنا سے اسکی اس شاہ رسالت نے
کہ مرکب لامکان تک جسکے جاہ و قرب کا سرگرم جولان ہے

بعون صانع مکرم محسن کا فضل خلاق زمین و زمان
گلدستهٔ ریاض جاوید بهار یعنی مجموعهٔ خیالات شاعران و سخنوران نامدار جادو تقریر مسمی
با آراستگی تدوین و تالیف طوطی شکرستان سخن و ذکا مولوی محمد ابراهیم بن شهاب الدین موسی
مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب موجود ہیں شائقین کو فہرست مطول سے جو علیحدہ موجود ہے درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت ارزان ہر سال مقرر ہوتی ہے ہم صرف کتب دواوین اُردو و فارسی و کتب قصہ جات اُردو و مثنویات و بعض نظم و نثر فارسی ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ حضرات شایق کتب مذاق سخن سے اطلاع پا کر خرید فرمائیں اور مسرت حاصل کریں

کتب دواوین اردو و فارسی

بہارستان سخن اردو ناسخ و آتش آبادی کی ہم طرح غزلیں مجموعہ

دیوان مخزن فصاحت تصنیف منشی جواہر سنگھ جوہر —

دیوان گویا تصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر بعنوان نو —

دیوان رند — تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش —

کلیات ناسخ کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان عوض و حاشیہ میں —

کلیات آتش — تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی —

کلیات نظام — اُردو یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مردان علیخان بہادر نظام —

کلیات نظیر اکبرآبادی اسمین مخمس و مسدس و دیگر نظمین ہین —

دیوان فدا — یہ نہایت عمدہ کتاب تصنیف مولوی فدا حسین صاحب سے ہے —

گلدستہ امانت مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے مخمسات —

دیوان اسیر منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور

کلیات [illegible] ملک الشعراء مہدی علی خان مرحوم [illegible] کی تصنیف —

دیوان غافل تصنیف منور خان صاحب غافل ہمپایہ آتش و [illegible]

کلیات امیر اللہ تسلیم نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی

دیوان ذوق کلیات سید ابراہیم دہلوی متخلص بہ [illegible]

منتخبات میر درد و سودا واسطے مدارس او[illegible] کے طبع ہوا —

کلیات میر مسلم الثبوت اوستاد کا کلام بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا —

دیوان صادق مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب

کلیات ظفر چہار جلد یہ مجموعہ دیوان ظفر مشہور

گلدستہ نعت از محمد واجد علی خان قضائد مدحیہ سر[illegible] کائنات تصنیف مولوی محمد جلال الدین احمد صاحب —

دیوان لطف یہ عمدہ دیوان اردو پاکیزہ و چیدہ

مجمع الاشعار مجموعہ کلام اردو و فارسی اساتذہ ہے

دیوان نیاز تصنیف شاہ نیاز احمد اردو و فارسی

کلیات مومن خان دہلوی کا کلام نہایت پاکیزہ ولایتی کاغذ پر چھپا ہے —

دیوان امیر مسمی بمراۃ الغیب تصنیف منشی امیر احمد صا[حب]

دیوان غالب دہلوی — اردو کئی مرتبہ چند مقامات میں طبع ہوا اور بعد خریداروں کی خواہش باقی آخر کار اس مطبع مین منقول مطبع نظامی سے طبع ہوا

دیوان حیرا ز مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ

دیوان شہیدی مشہور شاعر —

گلدستہ ریاض جاوید بہار یعنی مجموعہ خیالات شاعران و سخنوران نامدار جادو اثر مسمّیٰ
بآراستگی تدوین و تالیف طوطی شکرستان فہم و ذکا مولوی محمد ابراہیم بن شہاب الدین موسیٰ

Muhammad Ibrahim ibn
Shihāb al-Din Mūsā

Chaman bi-naẓīr